فکرِ مدینہ (محاسبہ) کی ضرورت، اہمیت، اسکے طریقے اور بزرگانِ دین
رحمھم اللہُ المبین کے سَو سے زائد واقعات پر مشتمل کتاب
فکرِ مدینہ
مع 41 حکایاتِ عطّاریہ
المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)
شعبہ اصلاحی کتب
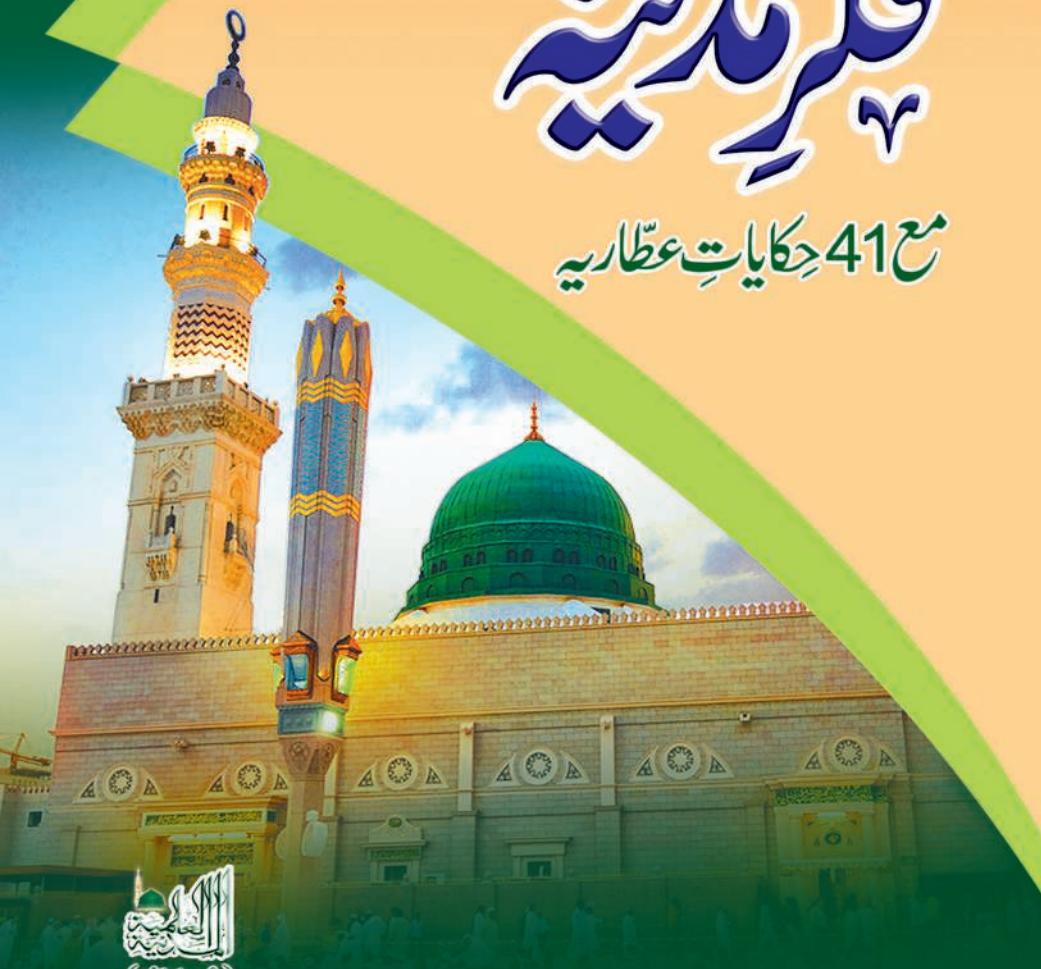
''فکرِ مدینہ'' کی ضرورت، اہمیت، اس کے طریقے
اور اکابرین رحمہم اللہ کے واقعات پر مشتمل تالیف

فکرِ مدینہ

مع

۴۱ حکایاتِ عطارِیَّہ

پیش کش

شہزادۂ عطار حاجی محمد بلال رضا عطاری

مدظلہ العالی

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : فکرِ مدینہ مع ۴۱ حکایاتِ عطاریہ

پیش کش : شہزادۂ عطار حاجی محمد بلال رضا عطاری مدظلہ العالی

مرتب : شعبۂ اصلاحی کتب (المدینۃ العلمیۃ)

تاریخِ اشاعت: ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۵ء

تاریخِ اشاعت: ربیع الآخر ١٤٣٥ھ، فروری 2014ء تعداد: 1500 (پندرہ سو)

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- ……**کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی — فون: 021-32203311
- ……**لاهور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ — فون: 042-37311679
- ……**سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار — فون: 041-2632625
- ……**کشمیر** : چوک شہیداں، میر پور — فون: 058274-37212
- ……**حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن — فون: 022-2620122
- ……**ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ — فون: 061-4511192
- ……**اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال — فون: 044-2550767

E.mail:ilmia@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینة العلمیة

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینة العلمیة''** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل پانچ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ

(۲) شعبۂ درسی کُتُب

(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب

(۴) شعبۂ تراجمِ کتب

(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب

"**الــمــدیــنۃ العلمیۃ**" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت، حامیِٔ سنّت، ماحِیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علامہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل "**دعوتِ اسلامی**" کی تمام مجالس بَشُمُول "**المدینۃ العلمیۃ**" کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

Tip1:Click on any heading, it will send you to the required page.
Tip2:at inner pages, Click on the Name of the book to get back(here) to contents.

پیشِ لفظ

اَلحمدُللہ عَزَّوَجَلَّ! زیرِنظر کتاب "**فکرِمدینہ مع ۴۱ حکایاتِ عطاریہ**" **شہزادۂ عطار حاجی محمد بلال رضا عطاری** مدظلہ العالی کی جانب سے آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔اس کتاب میں **فکرِمدینہ** (یعنی محاسبہ) کی ضرورت،اسکی اہمیت،اس کے **فوائد** اور بزرگانِ دین کی **فکرِ مدینہ** کے "131" **واقعات** کو جمع کیا گیا ہے جس میں **بانئ دعوتِ اسلامی امیرِ اہلِ سنت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری** دامت برکاتھم العالیہ کے ۴۱ **واقعات** بھی شامل ہیں نیز مختلف موضوعات پر فکرِ مدینہ کرنے کا **عملی** طریقہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب کو مرتب کرنے کی سعادت **دعوتِ اسلامی** کی **مجلس المدینۃ العلمیۃ** کے **شعبۂ اصلاحی کتب** نے حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں "**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش**" کرنے کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

شعبہ اصلاحی کتب (المدینۃ العلمیۃ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیارے اسلامی بھائیو!

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک صفاتی نام حکیم (یعنی حکمت والا) بھی ہے اور اُس حکیم (عَزَّوَجَلَّ) کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا، چاہے وہ حکمت ہمیں معلوم ہو یا نہ ہو۔ لہذا! اللہ تعالیٰ کا ہمیں یہ زندگی عطا فرمانا اور ایک مخصوص مدت گزرنے پر ہماری موت کا واقع ہو جانا بھی خالی از حکمت نہیں ہے۔ چنانچہ سورۂ مُلک میں ارشاد فرمایا،

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ (یعنی آزمائش) ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔ ﴿پ۲۹، الملک:۲﴾

اور یہ بھی یاد رکھئے کہ اس حیاتِ فانی میں کیا جانے والا ہمارا ہر عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے، چاہے وہ عمل نیکی پر مشتمل ہو یا برائی پر،......اس عمل کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے،......اس عمل کو ہم نے چھپ کر تنہائی میں کیا ہو یا لوگوں کے درمیان،...... دن کے اجالے میں کیا ہو یا رات کی تاریکی چھا جانے کے بعد،......کوئی دوسرا اس عمل پر مطلع ہو یا نہ ہو،......اور وہ عمل ہمیں یاد ہو یا نہ ہو۔......

جیسا کہ سورۂ نساء میں ارشاد ہوتا ہے، فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۱۲۸﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ ﴿پ۵، النساء:۱۲۸﴾

نیز ہمارے یہ اعمال محض اللہ تعالیٰ کے ازلی وابدی علم میں ہی محفوظ نہیں بلکہ ''کوئی اور بھی'' ان کو جمع کررہا ہے،......

{1} فرشتے اپنے صحیفوں(رجسٹر) میں :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے دائیں اور بائیں کندھے پر دو فرشتے مقرر فرمادیئے ہیں، جو اپنے صحیفوں (یعنی رجسٹر) میں ہمارے ہر اچھے برے عمل کو مسلسل نوٹ کررہے ہیں، جیسا کہ سورۃ الانفطار میں ارشاد فرمایا،......

''وَ اِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ﴿۱۱﴾ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾
ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں معزز لکھنے والے کہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرو'' ﴿پ۳۰، الانفطار: ۱۰، ۱۱، ۱۲﴾

جبکہ سورۂ قٓ میں ارشاد فرمایا،

''اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾ ترجمۂ کنز الایمان: جب اس سے لیتے ہیں دو لینے والے، ایک داہنے بیٹھا اور ایک بائیں، کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو'' ﴿پ۲۶، قٓ: ۱۷، ۱۸﴾

اور سورۃ الطارق میں فرمایا،......

''اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ ﴿۴﴾ ترجمۂ کنز الایمان: کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو'' ﴿پ۳۰، الطارق: ۴﴾

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''نگہبان

سے مراد فرشتے ہیں، اور رہا یہ سوال کہ وہ کیا لکھتے ہیں؟ تو وہ اس نوشتے پر بندے کے چھوٹے بڑے اعمال لکھتے ہیں یہاں تک کہ اسے قیامت کے دن انسان کو کھول کر دکھایا جائے گا۔(ملخصًامن التفسیر الکبیر .الجزء الواحد والثلاثون، ص ١١٩)

{2} اعضائے جسمانی :

ہمارے جسم کے اعضاء مثلاً آنکھ، کان، زبان، دل اور پاؤں وغیرہ، جو آج ہر اچھے اور برے کام میں ہمارے معاون ہیں، کسی بھی نیکی کے کام پر حوصلہ افزائی یا گناہ کے ارتکاب پر ملامت کرنے کی بجائے بالکل خاموش رہتے ہوئے ہمیں اپنے تأثرات سے مکمل طور پر ''محروم'' رکھتے ہیں۔ لیکن بروزِ قیامت یہی اعضاء ہمارے اعمال پر گواہ ہوں گے کہ ہم انہیں کن کاموں میں استعمال کرتے رہے ہیں، جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوتا ہے،......

''اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٦﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔'' ﴿پ١٥.بنی اسرائیل:٣٦﴾

اس آیت کے تحت تفسیرِ قرطبی میں ہے کہ ''یعنی ان میں سے ہر ایک سے اس کے استعمال کے بارے میں سوال ہوگا، چنانچہ دل سے پوچھا جائے گا کہ اس کے ذریعے کیا سوچا گیا اور پھر کیا اعتقاد رکھا گیا جبکہ آنکھ اور کان سے پوچھا جائے گا تمہارے ذریعے کیا دیکھا اور کیا سنا گیا۔''(ج٢٠،ص ١٣٩)

جبکہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ تفسیر روح المعانی میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ، ''یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ آدمی کے دل کے افعال پر بھی اس کی

پکڑ ہوگی مثلاً کسی گناہ کا پختہ ارادہ کر لینا..یا..دل کا مختلف بیماریوں مثلاً کینہ، حسد اور خود پسندی وغیرہ میں مبتلاء ہو جانا،......ہاں علماء نے اس بات کی تصریح فرمائی کہ دل میں کسی گناہ کے بارے میں محض سوچنے پر پکڑ نہ ہوگی جبکہ اس کے کرنے کا پختہ ارادہ نہ رکھتا ہو۔''(ج١٥،ص٩٧)

جبکہ سورۂ نور میں ارشاد فرمایا،......

یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔﴿پ١٨،النور:٢٤﴾

حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں،'' مذکورہ اعضاء کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے انہیں بولنے کی قوت عطا فرمائے گا، پھر ان میں سے ہر ایک اُس شخص کے بارے میں گواہی دے گا کہ وہ ان سے کیا کام لیتا رہا ہے۔'' (تفسیر روح المعانی ،ج١٨،ص٤٤٢)

نیز......درۃ الناصحین میں ہے،......

''قیامت کے دن ایک شخص کو بارگاہِ خداوندی میں لایا جائے گا اور اسے اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ اس میں کثیر گناہ پائے گا۔ وہ عرض کرے گا،''یاالٰہی عزوجل! میں نے تو یہ گناہ کئے ہی نہیں؟'' اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا،''میرے پاس اس کے مضبوط گواہ ہیں۔'' وہ بندہ اپنے دائیں بائیں مڑ کر دیکھے گا لیکن کسی گواہ کو موجود نہ پائے گا اور کہے گا،''یارب عزوجل! وہ گواہ کہاں ہیں؟'' تو اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کو گواہی دینے کا حکم

دے گا۔ کان کہیں گے، ''ہاں! ہم نے (حرام) سنا اور ہم اس پر گواہ ہیں۔'' آنکھیں کہیں گی، ''ہاں! ہم نے (حرام) دیکھا۔'' زبان کہے گی، ''ہاں! میں نے (حرام) بولا تھا۔'' اسی طرح ہاتھ اور پاؤں کہیں گے، ''ہاں! ہم (حرام کی طرف) بڑھے تھے۔'' شرم گاہ پکارے گی، ''ہاں! میں نے زنا کیا تھا۔'' اور وہ بندہ یہ سب سن کر حیران رہ جائے گا۔

(ملخَّصًا المجلس الخامس والستون ص۲۹۴)

{3} زمین :

یہ زمین جس پر ہم اپنی زندگی کے شب و روز بسر کرتے ہیں اور اس سے کسی قسم کی جھجک یا شرم محسوس کئے بغیر ہر جائز و ناجائز فعل کر گزرتے ہیں۔ آج یہ ہماری کسی حرکت پر اپنے ردِعمل کا اظہار نہیں کرتی، لیکن کل قیامت کے دن یہ بھی ہمارے بارے میں گواہی دے گی کہ ہم اس پر کیا کچھ کرتے رہے ہیں؟ چنانچہ سورہ زلزال میں ارشاد ہوتا ہے،......

یَوْمَىٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اس دن وہ (یعنی زمین) اپنی خبریں بتائے گی۔ (پ۳۰، الزلزال:۴)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں، ''بلاشبہ اللہ عزوجل اس زمین کو زندہ، عقل مند اور بولنے والی بنا دے گا اور یہ پہچانے گی کہ اس پر بسنے والے کیا کیا عمل کرتے رہے ہیں؟ پھر یہ نیک لوگوں کے حق میں اور گناہ گاروں کے خلاف گواہی دے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''اِنَّ الْاَرْضَ لَتُخْبِرُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِكُلِّ عَمَلٍ عُمِلَ عَلَیْهَا یعنی بے شک قیامت کے دن زمین ہر اس عمل کے بارے میں بتائے گی

جواس پر کیا جاتا رہا۔'' پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ الـحـدیـث......اور بروزِ قیامت زمین کا بولنا ہمارے مذھب کے نزدیک بعید نہیں ہے کیونکہ ہمارے نزدیک زندگی کے لئے جسم کا ہونا ضروری نہیں ہے، لہذا! اللہ عزوجل زمین کو اس کی شکل، خشکی اور تنگی پر باقی رکھتے ہوئے اسے زندگی اور بولنے کی قوت عطا فرمائے گا، اس سے مقصود یہ ہوگا کہ زمین نافرمانوں سے شکوہ کر سکے اور فرمانبرداروں کا شکریہ ادا کر سکے، چنانچہ یہ کہے گی کہ ''فلاں شخص نے مجھ پر نماز پڑھی، زکوٰۃ دی، روزے رکھے اور حج کیا جبکہ فلاں نے کفر کیا، زنا کیا، چوری کی، ظلم کیا......حتّٰی کہ کافر (یہ سن کر) تمنا کرے گا کہ اسے جہنم میں پھینک دیا جائے۔ (التفسیر الکبیر. الجزء الثانی والثلاثون. ص ٢٥٥)

اسی آیت کے تحت تفسیر درِ منثور میں ہے کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، شفیعِ معظم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیت تلاوت فرمائی، ''**یَوْمَىٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا**۔ ترجمۂ کنزالایمان: اس دن وہ (یعنی زمین) اپنی خبریں بتائے گی۔'' پھر دریافت فرمایا، ''کیا تم جانتے ہو، یہ کیا بتائے گی؟ یہ ہر مرد وعورت کے تمام اعمال کے بارے میں بتائے گی جو وہ اس کی پیٹھ پر کرتے رہے، یہ کہے گی، ''اِس نے فلاں دن یہ کیا تھا، اُس نے فلاں دن یہ کیا تھا۔'' (بحوالہ ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ،، ج ٤، رقم ٢٤٣٠)

اور حضرت ربیعہ جرشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا، ''تَحَفَّظُوْا مِنَ الْاَرْضِ فَاِنَّهَا اُمُّكُمْ وَاِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَحَدٍ عَامَلَ عَلَيْهَا خَيْرًا اَوْ شَرًّا اِلَّا وَهِيَ مُخْبِرَةٌ بِهٖ ۔ زمین سے محتاط رہو کہ یہ تمہاری اصل ہے اور جو کوئی اس پر اچھا یا برا عمل کرے گا' یہ اس کی خبر دے گی۔'' (ج ٨. ص ٥٤١)

{4} دن اور رات :

آج ہم کوئی بھی کام کرتے وقت دن کے اجالے یا رات کی تاریکی کی مطلقاً پرواہ نہیں کرتے۔لیکن یاد رکھئے! کہ بروزِ قیامت یہ بھی ہماری نیکی یا بدی پر گواہ ہوں گے۔جیسا کہ

حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،''کوئی دن ایسا نہیں جو دنیا میں آئے اور وہ یہ نداء نہ کرے،''اے ابنِ آدم! میں تیرے ہاں جدید مخلوق ہوں، آج تُو مجھ میں جو عمل کرے گا میں کل قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا،تُو مجھ میں نیکی کرتا کہ میں تیرے لئے کل قیامت میں نیکی کی گواہی دوں، میرے چلے جانے کے بعد تو کبھی مجھے نہ دیکھ سکے گا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،''اور رات بھی یوں ہی اعلان کرتی ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص ۳۴۴، رقم الحدیث ۲۵۰۱)

اور بعدِ موت، قبر میں طویل عرصے تک قیام کرنے کے بعد قیامت قائم ہونے پر جب ہم میدانِ محشر میں پہنچیں گے تو ہمارے اِن تمام اعمال کو ہمارے سامنے لایا جائے گا، جس کا بیان قرآن پاک میں مختلف مقامات پر کیا گیا ہے، چنانچہ......

(1) سورۃ التکویر میں ہے......

''وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں۔'' ﴿پ۳۰، التکویر:۱۰﴾

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت تفسیر درِمنثور میں حضرت سیدنا ابن جریج رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ،"جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا اعمال نامہ لپیٹ دیا جاتا ہے پھر قیامت کے دن اسے کھولا جائے گا اور بندہ اس میں درج کی گئی باتوں کا حساب دے گا۔(ج ٨، ص ٣٩٤)

(2) سورۃ النبا میں ہے،......

یَّوۡمَ یَنۡظُرُ الۡمَرۡءُ مَا قَدَّمَتۡ یَدٰهُ ترجمۂ کنزالایمان: جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا۔﴿پ ٣٠، النبا: ٤٠﴾

اس آیت کے تحت تفسیر ابن کثیر میں ہے،"یعنی بندے پر اس کے تمام اچھے برے، نئے پرانے اعمال پیش کئے جائیں گے۔"(ج ٨، ص ٣١٣)

(3) سورۃ النازعات میں ہے......

"**یَوۡمَ یَتَذَكَّرُ الۡاِنۡسَانُ مَا سَعٰى** ﴿٣٥﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی۔"﴿پ ٣٠، النازعات: ٣٥﴾

(4) سورۃ التکویر میں ہے،......

"**عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ** ﴿١٤﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو معلوم ہو جائے گا جو حاضر لائی۔"﴿پ ٣٠، التکویر: ١٤﴾

(5) سورۃ الانفطار میں ہے،......

"**عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ وَاَخَّرَتۡ** ﴿٥﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان جان لے گی جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے۔"﴿پ ٣٠، الانفطار: ٥﴾

(6) سورۃ العٰدیٰت میں ہے،......

"اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں، اور کھول دی جائے گی جو سینوں میں ہے۔" ﴿پ۳۰، العٰدیٰت:۹،۱۰﴾

(7) سورۃ الانبیاء میں ہے،......

"وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا ؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ ﴿۴۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔" ﴿پ۱۷، الانبیاء:۴۷﴾

(8) سورۃ المجادلہ میں ہے،......

"یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۶﴾ ترجمۂ کنزالایمان: جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں ان کے کوتک (کرتوت) جتادے گا اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔" ﴿پ۲۸، المجادلۃ:۶﴾

صرف یہی نہیں بلکہ ہمیں اپنے نامۂ اعمال کو سب کے سامنے پڑھ کر سنانا ہوگا ،اور اپنے کیئے کا حساب دینا ہوگا جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوتا ہے......

وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ؕ ترجمۂ کنز الایمان: اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ (یعنی نامۂ اعمال) نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا، فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ (اعمال) پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔

﴿پ۱۵، بنی اسرائیل:۱۳،۱۴﴾

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت تفسیر کبیر میں امام حسن رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ، ''اپنا اعمال نامہ ہر ایک پڑھے گا چاہے وہ دنیا میں پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔'' (الجزء العشرون، ص ۳۰۹)

جبکہ شاہ بنی آدم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُسْئَلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ سَعْيِهٖ حَتّٰى كُحْلِ عَيْنَيْهِ ۔ بیشک قیامت کے دن مومن سے اس کے ہر ہر کام حتی کہ آنکھ کے سرمے کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ١٠، ص٣١، رقم ١٤٤٠٤)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا، ''مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهٗ رَبُّهٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيْسَ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ ۔ ترجمہ: تم میں سے ہر ایک سے اس کا رب عزوجل عنقریب گفتگو کرے گا (یعنی اس سے حساب لے گا) جبکہ ان دونوں کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔''

(ذم الھوٰی، الباب التاسع والاربعون، ص ٤٤٧)☆

اس کے بعد ہمیں اِن اعمال کا پورا پورا بدلہ جزاء یا سزا کی صورت میں دیا

جائے گا، جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے،......

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۞ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۞ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۞

ترجمۂ کنزالایمان: اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہوکر تا کہ اپنا کیا دکھائے جائیں تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔ ﴿پ٣٠، الزلزال: ٦، ٧، ٨﴾

اور سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا، "اَلْبِرُّ لَا يَبْلٰى وَالْاِثْمُ لَا يُنْسٰى وَالدَّيَّانُ لَا يَنَامُ فَكُنْ كَمَا شِئْتَ كَمَا تُدِيْنُ تُدَانُ۔ نیکی کبھی پرانی نہیں ہوتی، گناہ کبھی نہیں مٹایا جاتا، جزاء دینے والا (اللہ عزوجل) کبھی نہیں سوتا، تم جو چاہے بن جاؤ، تم جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔" (فتح الباری، کتاب التوحید، جلد ١٤، ص ٣٨٩)

پھر جس کسی کو بخشش و نجات کا پروانہ ملے گا وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے گا، جیسا کہ سورۂ عبس میں ارشاد ہوتا ہے،......

"وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۞ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۞

ترجمۂ کنزالایمان: کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے، ہنستے خوشیاں مناتے۔"

﴿پ٣٠، عبس: ٣٨، ٣٩﴾

اس آیت کے تحت تفسیر ابن کثیر میں ہے، "یعنی ان کے دل میں پائی جانی والی خوشی ان کے چہروں سے پھوٹ رہی ہوگی اور یہی لوگ جنتی ہوں گے۔" (ج ٨، ص ٣٢٧)

جبکہ سورۃ الانشقاق میں ارشاد ہوتا ہے،......

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تو وہ جو اپنا نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے (گا)، اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا، اور اپنے گھر والوں کی طرف شادشاد (خوشی خوشی) پلٹے گا۔ ﴿پ۳۰، الانشقاق: ۷، ۸، ۹﴾

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ شخص اپنے گناہوں کو پہچانے گا پھر اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔

﴿التفسیر الدر المنثور، ج۸، ص۴۱۹﴾

اور سورۃ الحآقہ میں ارشاد ہوا، ......

یَوْمَىٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِیَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۚ﴿۱۹﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اس دن تم سب پیش ہوگے کہ تم میں کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ سکے گی، تو وہ جو اپنا نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا لو میرے نامۂ اعمال پڑھو۔ ﴿پ۲۹، الحآقہ: ۱۸، ۱۹﴾

نیز سورۃ القارعۃ میں فرمایا، ......

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ؕ﴿۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں، وہ تو من مانتے عیش (یعنی جنت) میں ہیں۔ ﴿پ۳۰، القارعۃ: ۶، ۷﴾

اور جسے اس کی شامتِ اعمال کے باعث دوزخ میں جانے کا حکم سنایا جائے گا، وہ انتہائی مغموم ہوگا جیسا کہ سورۃ الحآقہ میں ارشاد ہوتا ہے، ......

”وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ۬ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۚ﴿۲۵﴾ وَ لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ﴿۲۶﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جسے اپنا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا ہائے کسی طرح مجھے اپنا نوشتہ (یعنی نامۂ اعمال) نہ دیا جاتا، اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔“ ﴿پ۲۹، الحآقۃ: ۲۵، ۲۶﴾

جبکہ سورۃ الکھف میں فرمایا،......

وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَ یَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَ لَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور نامۂ اعمال رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے ہونگے اور کہیں گے ہائے خرابی ہماری اس نوشتہ (تحریر) کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو اور اپنا سب کیا انہوں نے سامنے پایا اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ ﴿پ۱۵، الکھف: ۴۹﴾

اور سورۃ الانشقاق میں ہے،......

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ یَصْلٰى سَعِیْرًا ؕ﴿۱۲﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے، وہ عنقریب موت مانگے گا اور بھڑکتی آگ میں جائے گا۔

﴿پ۳۰، الانشقاق: ۱۰، ۱۱، ۱۲﴾

نیز سورۃ القارعۃ میں ارشاد ہوتا ہے،......

وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِیَهْ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِیَةٌ ﴿۱۱﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں، وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانی والی ایک آگ شعلے مارتی۔ ﴿پ۳۰، القارعۃ: ۸، ۹، ۱۰، ۱۱﴾

لیکن اُس وقت ایسے لوگوں کو سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا، کیونکہ یہ تو وہ وقت ہوگا کہ نیک لوگ بھی اپنی نیکیوں میں کمی کی بنا پر حسرت میں مبتلاء ہوں گے، جیسا کہ سورۃ الفجر میں ارشاد ہوتا ہے،......

"یَوْمَىٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ؕ﴿۲۳﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ۚ﴿۲۴﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اس دن آدمی سوچے گا اور اب اسے سوچنے کا وقت کہاں، کہے گا ہائے کسی طرح میں نے جیتے جی نیکی آگے بھیجی ہوتی۔" ﴿پ۳۰، الفجر: ۲۳، ۲۴﴾

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تحت ہے، "یعنی وہ بندہ اگر گناہ گار ہوگا تو اپنے گناہوں کے ارتکاب پر افسوس کرے گا اور اگر نیک ہوگا تو مزید نیکیاں کرنے سے محرومی پر افسوس کرے گا۔ (ج۸ ص۳۸۹)

جبکہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تفسیر درِ منثور میں حضرت سیدنا ضحاک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ "وہ شخص یوں کہے گا: (کاش) میں نے دنیا میں اپنی اُخروی زندگی کے لئے اعمال کئے ہوتے۔

اور سرورِ کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا، " لَوْ اَنَّ عَبْدًا جَرَّ عَلٰی وَجْهِهٖ مِنْ یَوْمٍ وُلِدَ اَنْ یَّمُوْتَ هَرَمًا فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ لَوَدَّ اَنَّهٗ رُدَّ اِلَی الدُّنْیَا كَیْمَا یَزْدَادُ مِنَ الْاَجْرِ وَالثَّوَابِ ۔ اگر کوئی شخص اپنی پیدائش کے دن سے لے کر

قیامت تک منہ کے بل رینگتا رہے حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہی بوڑھا ہوکر مر جائے تو بھی وہ قیامت کے دن خواہش کرے گا کہ اسے دنیا میں لوٹا دیا جائے تا کہ وہ مزید نیکیاں کما سکے۔(الدر المنثور،ج۸،ص۴۶۹)

اور سورۂ اٰل عمران میں ارشاد ہوتا ہے،......

"یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۛۚ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۛۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَ بَیْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِیْدًا ؕ" ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی اور جو برا کام کیا امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا۔" ﴿پ۳، اٰل عمران:۳۰﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

یہ فطری بات ہے کہ کسی مقام پر جب انسان کو یہ محسوس ہو کہ اسے کوئی دوسرا دیکھ رہا ہے.. یا.. کسی آلے کے ذریعے اس کی حرکات کو نوٹ کیا جا رہا ہے.. یا.. اس کی آواز ریکارڈ کی جارہی ہے تو وہ بے حد محتاط ہو جاتا ہے، چاہے حقیقتاً ایسا نہ ہو،...... مگر یہ بات تو سابقہ دلائل کی روشنی میں پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ہماری ہر حرکت کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے، فرشتے اس کو ریکارڈ بھی کر رہے ہیں، ہمارے اعضاء، دن اور رات اور یہ زمین بھی اس کو نوٹ کر رہی ہے،......تو معمولی سی عقل رکھنے والا انسان بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ میدان محشر میں شرمندگی اور جہنم کے دل دہلا دینے والے عذابات سے بچنے کے لئے ہمیں کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے؟......لہذا! ہمیں چاہیئے کہ آج ہی اپنا محاسبہ کریں کہ ہم کس قسم کے اعمال درج کروا رہے ہیں؟......اس امر کی ترغیب قرآن پاک میں بھی دی گئی، چنانچہ سورۃ الحشر میں ارشاد فرمایا،......

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍۚ

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا۔'' ﴿پ۲۸، الحشر:۱۸﴾

اس آیت کے تحت تفسیر ابن کثیر میں ہے، ''یعنی اپنا محاسبہ کرلو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور غور کرو کہ تم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جانے کے لئے کیا جمع کروا رہے ہو، یاد رکھو! اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال واحوال کو جانتا ہے، تمہارا چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا عمل اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔(ج۸، ص۱۰٦)

اس آیت کے تحت تفسیر درِ منثور میں ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، ''اے لوگو! یاد رکھو کہ تم صبح وشام اس موت کی طرف بڑھ رہے ہو جو تمہاری آنکھوں سے اوجھل ہے،......اگر تم سے ہو سکے تو جب موت آئے تو تم اس کے لئے تیار بیٹھے ہو لیکن یہ تم سے توفیقِ خداوندی کے بغیر نہ ہو سکے گا،......ایک قوم نے دوسروں کی موت کو یاد رکھا لیکن اپنی موت کو بھول گئے، چنانچہ اللہ عزوجل نے تمہیں ان جیسا بننے سے منع فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں۔ (پ۲۸، الحشر:۱۹)......وہ لوگ آج کہاں ہیں جنہیں تم اپنا بھائی کہتے تھے؟......وہ اس تک پہنچ گئے جو انہوں نے آگے بھیجا تھا،......کہاں ہیں وہ جابر حکمران جنہوں نے قلعے اور اس کے ارد گرد مضبوط فصیلیں تعمیر کروائیں؟......آج وہ پتھریلی زمین اور ٹیلوں میں دفن ہو چکے ہیں...... یہ اللہ کی کتاب ہے جس کے عجائب فناء نہیں ہوتے اور اس کا نور ماند

نہیں پڑتا،......تم اس کے نور سے اپنا آج آنے والے تاریک کل کے لئے روشن کرو، ......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب اور اس کے احکامات سے نصیحت حاصل کرو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایسی قوم کی تعریف فرمائی ہے، اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا ؕ وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ﴿۹۰﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں۔(پ۱۷، الانبیاء:۹۰)......(ج.۸ ص١١٤)

اسی بات کی ترغیب ہمارے مکّی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابرینِ امت نے بھی دلائی، چنانچہ......

(1) رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''اِذَا ھَمَمْتَ اَمْرًا فَتَدَبَّرْ عَاقِبَتَهٗ فَاِنْ کَانَ رُشْدًا فَامْضِهٖ وَاِنْ کَانَ غَیًّا فَانْتَهِ عَنْهُ ۔جب تم کسی کام کو کرنا چاہو تو اس کے انجام کے بارے میں غور کرو، اگر وہ اچھا ہے تو اسے کرلو اور اگر اس کا غلط نتیجہ دکھائی دے تو اس سے بچو۔(کنزالعمال، ج۳ ص۱۰۱ رقم الحدیث ٥٦٧٦)

(2) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، ''حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَزِنُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا ، فَاِنَّهٗ اَھْوَنُ عَلَیْکُمْ فِی الْحِسَابِ غَدًا اَنْ تُحَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَتَزَیَّنُوْا لِلْعَرْضِ الْاَکْبَرِ یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَاتَخْفٰی مِنْکُمْ خَافِیَة ۔ترجمہ: اے لوگو! اپنے اعمال کا حساب کرلو، اس سے پہلے کہ قیامت آجائے اور تم سے ان کا حساب لیا جائے، کیونکہ آج کے دن اپنا محاسبہ کرلینا قیامت کے دن حساب دینے سے آسان ہے اور اپنے آپ کو قیامت کے

اس دن کے لئے تیار کرو جس دن تمہاری کوئی خطا تم سے پوشیدہ نہ رہے گی۔''

(ذم الھویٰ ص ٣٩)

(3) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ، ''حَاسِبْ نَفْسَكَ فِي الرَّخَاءِ قَبْلَ حِسَابِ الشِّدَّةِ یعنی شدت کے وقت میں حساب سے پہلے، راحت کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرو۔''

(احیاء العلوم، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، ج٥، ص ١٢٨)

(4) حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ، ''اے لوگو! بے شک تم شب و روز کی گردش میں ہو، تمہارے ایام زندگی کم ہوتے چلے جارہے ہیں، تمہارے اعمال کو جمع کیا جارہا ہے اور موت اچانک آجائے گی، تو جو تم میں سے نیکیوں کی فصل اگائے گا وہ خوشی خوشی اسے کاٹے گا، اور جو بدی کا بیج بوئے گا وہ اسے ندامت سے کاٹے گا اور ہر کاشت کار کو وہی ملتا ہے جو وہ بوتا ہے۔''

(ذم الھویٰ، الباب الخمسون، ص ٤٩٨)

(5) حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ '' **وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾** (ترجمۂ کنز الایمان: اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں۔) (پ٣٠، التکویر:١٠)'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں، ''اے ابن آدم! تُو اپنے نامۂ اعمال کو بھر رہا ہے پھر اسے لپیٹ دیا جائے گا اور قیامت کے دن تیرے سامنے کھول دیا جائے گا، لہذا غور کر کہ تو اپنے اعمال نامے میں کیا درج کروا رہا ہے۔'' (التفسیر الکبیر، الجزء الرابع، ص٦١٤)

(6) حضرت سیدنا مکحول شامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، ''انسان جب بستر پر آرام کرنے لگے تو اپنا محاسبہ کرے کہ آج اس نے کیا اعمال کئے؟ پھر اگر اس نے اچھے اعمال

کئے ہوں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر کرے اور اگر اس سے گناہ سرزد ہوئے ہوں تو توبہ واستغفار کرے۔ کیونکہ اگر یہ ایسا نہ کرے گا تو اس تاجر کی طرح ہوگا جو خرچ کرتا جائے لیکن حساب کتاب نہ رکھے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ کنگال ہو جائے گا۔''

(تنبیہ الغافلین-باب التفکر ص ٣٠٩)

(7) ایک بزرگ کا قول ہے، ''دانائی میں اضافہ چار اشیاء کے سبب ہوتا ہے، ﴿١﴾ دنیا کی مصروفیات سے بدن کا فارغ ہونا، ﴿٢﴾ دنیا کے کھانوں سے پیٹ کا خالی ہونا، ﴿٣﴾ دنیاوی سامان سے ہاتھ کا خالی ہونا، ﴿٤﴾ اپنی عاقبت کے بارے میں سوچنا کہ نہ جانے کیسی ہوگی؟ کیا خبر اس کے اعمال قبول کئے گئے یا نہیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو پاکیزہ اور ستھرے اعمال ہی قبول فرماتا ہے۔''

(تنبیہ الغافلین-باب التفکر ص ٣٠٩)

(8) حضرت سیدنا حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ، ''بے شک مؤمن دنیا میں قیدی کی طرح ہے جو اپنی گردن (دوزخ سے) آزاد کروانے کی کوشش میں ہے، وہ اس وقت تک بے خطر نہیں ہوسکتا جب تک بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں حاضر نہ ہو جائے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس سے اس کی سماعت، بصارت، زبان اور اعضائے جسمانی کے بارے میں سوال ہوگا۔'' (ذم الھوی، الباب الثالث، ص ٤١)

(9) حضرت سیدنا حاتم اصم رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے علماء کے گروہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، ''اگر گزرے ہوئے دن پر اظہارِ افسوس اور آج کے دن کو غنیمت جانتے ہوئے آنے والے کل سے خوف زدہ ہو تو بہتر ہے ورنہ یاد رکھو کہ جہنم تمہارے لئے تیار ہے۔'' (تذکرۃ الاولیاء، ج١، ص ٢٢٥)

(10) حضرت سَیِّدُ نا حسن بصری رضی اللہ عنہ ایک جوان کے پاس سے گزرے جو لوگوں کے درمیان بیٹھا ہنسنے میں مشغول تھا۔آپ نے اسے دعوتِ محاسبہ دیتے ہوئے پوچھا،''اے نوجوان! کیا تو پلِ صراط پار کر چکا ہے؟''اس نے عرض کی،''نہیں۔''فرمایا ،''کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم جنت میں جاؤ گے یا جہنم میں؟''اس نے کہا،''جی نہیں۔''تو آپ نے پوچھا،''پھر یہ ہنسی کیسی ہے؟''اس کے بعد اس نوجوان کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٧)

(11) حضرت سَیِّدُ نا یزید رقاشی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت سَیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔آپ نے فرمایا،''یا امیر المؤمنین! یاد رکھئے کہ آپ پہلے خلیفہ نہیں ہیں جو مر جائیں گے۔(یعنی آپ سے پہلے گزرنے والے خلفاء کو موت نے آلیا۔)''یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کرنے لگے،''کچھ اور بھی فرمایئے۔''تو آپ نے کہا،''اے امیر المؤمنین! حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ تک آپ کے سارے آباؤ اجداد فوت ہو چکے ہیں۔''یہ سن کر آپ مزید رونے لگے اور عرض کی،''مزید کچھ بتایئے۔''آپ نے فرمایا،''آپ کے اور جنت و دوزخ کے درمیان کوئی منزل نہیں ہے۔(یعنی دوزخ میں ڈالا جائے گا یا جنت میں داخل کیا جائے گا۔)''یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٩)

(12) حضرت سیدنا ابن سماک رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں تشریف لے گئے۔ایک دم ہارون رشید کو پیاس لگی اور اس نے پانی طلب کیا۔جب

خادم نے پانی کا گلاس ہارون رشید کے ہاتھ میں دیا تو آپ نے فرمایا، ''یا امیر المؤمنین ! ذرا ٹھہر جائیے اور مجھے سوچ کر بتائیے کہ اگر شدت کی پیاس میں کہیں پانی نہ ملے اور آپ پیاس سے نڈھال ہوجائیں تو یہ ایک گلاس پانی کتنی قیمت میں خریدیں گے؟'' ہارون رشید نے جواب دیا، ''آدھی سلطنت دے کر۔'' پھر سیدنا ابن سماک رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، ''اگر یہ پانی پی لینے کے بعد آپ کا پیشاب بند ہوجائے اور یہ پانی آپ کے بدن سے نہ نکل سکے تو آپ کتنی رقم اس کے علاج پر خرچ کریں گے؟'' خلیفہ نے جواب دیا، ''بقیہ پوری سلطنت دے کر۔''

یہ سن کر سیدنا ابن سماک رضی اللہ عنہ نے دعوتِ فکر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، ''اے امیر المؤمنین ! وہ سلطنت جس کی قیمت ایک گلاس پانی اور اس کا پیشاب ہو، اس قابل کہاں کہ اس پر غرور کیا جائے۔'' یہ کلمات سن کر ہارون رشید دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۹۳)

(13) ایک اَعرابی (یعنی عرب کے دیہاتی) نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا، ''کیا زمانہ تجھے نصیحت نہیں کرتا، کیا ایامِ حیات تجھے خبردار نہیں کرتے ؟ حالانکہ تیرے لمحاتِ زندگی شمار کئے جارہے ہیں، تیری سانسیں (تک) گنی جارہی ہیں اور ان دونوں میں سے تیری پسندیدہ شے، تیرے لئے نقصان دہ صورت میں سامنے آئے گی (یعنی تجھے اس کے ضائع کرنے پر افسوس ہوگا۔)'' (ذم الهوی، الباب الخمسون، ص ۵۰۰)

(14) حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سیدنا ابو یوسف فسولی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شام جارہا تھا کہ راستے میں ایک شخص اچھل کر ان کے سامنے آیا اور سلام کرنے کے بعد عرض کرنے لگا، ''اے ابو یوسف ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے جسے میں

یاد رکھ سکوں۔'' یہ سن کر آپ رو پڑے اور فرمایا،'' اے بھائی! بے شک شب و روز کا آنا جانا تیرے بدن کے گُھلنے، تیری عمر کے ختم ہونے اور تیری موت کے آنے میں تیزی پیدا کرتا ہے۔اس لئے میرے بھائی تمہیں چاہئیے کہ تم ہرگز مطمئن نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟ (جنت میں یا جہنم میں؟) تمہارا انجام کیا ہوگا؟ (کامیابی یا ناکامی؟) تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ تم سے تمہاری معصیت وغفلت کی وجہ سے ناراض ہے یا اپنے فضل و رحمت کے سبب تم سے راضی ہے؟ اے ضعیف انسان! (یاد رکھ) تُو گزرے ہوئے ایام میں ایک ناپاک قطرہ تھا اور آنے والے وقت میں سڑے ہوئے مردار کی طرح ہوگا۔ اگر تجھے یہ نصیحت کافی نہیں تو عنقریب وہ وقت آئے گا جب تُو قبر میں جائے گا، پھر تجھے یہ سب باتیں معلوم ہو جائیں گی، اس وقت تُو اپنے کئے پر شرمندہ ہوگا لیکن ندامت کام نہ آئے گی۔''

یہ کہہ کر آپ رونے لگے اور وہ شخص آپ کو روتا دیکھ کر رونے لگا۔ ان دونوں کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگا یہاں تک کہ وہ دونوں بے ہوش ہو کر گر گئے۔

﴿ذم الهوی، الباب الخمسون، ص ۵۰۰﴾

(15) علامہ عثمان بن حسن علیہ الرحمۃ درۃ الناصحین میں نقل کرتے ہیں کہ، ''دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہیں۔ ہر انسان ایک گھنٹے میں ایک سو اسّی مرتبہ سانس لیتا ہے۔ اس طرح وہ چوبیس گھنٹوں میں چار ہزار تین سو بیس مرتبہ سانس لیتا ہے۔ ہر انسان سے سانس اندر کھینچتے ہوئے اور باہر نکالنے کے دوران دو سوال ہوتے ہیں کہ تم نے سانس خارج کرتے وقت کون سا عمل کیا اور سانس لیتے وقت کون سا عمل کیا؟

﴿المجلس السبعون، ص ۳۱۸﴾

(16) حضرت سیدنا محمد بن حاتم ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، ''تیرا اصل سرمایہ تیرا دل اور وقت ہے، لیکن تیرے دل کو گندے خیالات نے پھانس لیا اور اپنے وقت کو تم خود بے کار کاموں میں مصروف ہو کر ضائع کر رہے ہو، وہ شخص نفع کس طرح کما سکتا ہے جس کا اصل سرمایہ ہی خسارے میں ہو؟'' (ذم الھوٰی، الباب الخمسون، ص ٥٠٠)

(17) حضرت سیدنا امام اوزاعی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو خط میں لکھا کہ، ''یاد رکھو! تمہیں ہر طرف سے گھیر لیا گیا ہے (یعنی تم احکامِ شرعی کے پابند ہو)، اور تمہیں دن رات (موت کی منزل کی طرف) ہانکا جا رہا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کی بارگاہ میں حاضری سے ڈرتے رہو اور دمِ واپسی تک اس پر قائم رہو۔ والسلام''

(ذم الھوٰی، الباب الخمسون، ص ٤٩٩)

پیارے اسلامی بھائیو!

دنیا میں ہی اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے کی ترغیب پر مشتمل ان روایات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں چاہئے کہ سمجھ داری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنا محاسبہ (یعنی فکر مدینہ) کرنے کی عادت اپنانے کی کوشش میں لگ جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں یونہی غفلت کی حالت میں موت آ جائے اور ہمارے دامن میں پچھتاوے کے احساس کے سواء کچھ بھی نہ باقی رہے۔

مدینہ: محاسبہ کو ''**دعوتِ اسلامی**'' کی مدنی اصطلاح میں ''**فکرِ مدینہ**'' کہا جاتا ہے، لہٰذا! آئندہ صفحات میں بھی فکر مدینہ سے مراد محاسبہ ہی لیا جائے۔

فکرِ مدینہ (محاسبہ) کسے کہتے ہیں؟

فکرِ مدینہ سے مراد یہ ہے کہ، ''انسان اُخروی اعتبار سے اپنے معمولاتِ

زندگی پر غور و فکر کرے، پھر جو کام اس کی آخرت کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہوں، انہیں درست کرنے کی کوشش میں لگ جائے اور جو امورِ اُخروی اعتبار سے نفع بخش نظر آئیں، ان میں بہتری کے لئے اقدامات کرے۔''

فکرِ مدینہ (محاسبہ) کے فوائد:

فکرِ مدینہ کے فوائد کو دو طرح سے سمجھا جا سکتا ہے،

﴿1﴾ عقلی اعتبار سے...... ﴿2﴾ نقلی (یعنی منقولی) اعتبار سے......

(1) عقلی اعتبار سے:

جس طرح دنیاوی کاروبار سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی شخص اسی وقت کامیاب کاروباری بن سکتا ہے جب وہ اپنی لاگت سے کئی گنا زیادہ نفع کمانے میں کامیاب ہو جائے اور اس کا اصل سرمایہ بھی محفوظ رہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ اپنی کارکردگی کو روزانہ، ہفتہ وار، ماہانہ یا سالانہ کی بنیاد پر تقسیم کرتا ہے۔ پھر اس پر مختلف پہلوؤں سے نہ صرف زبانی غور و تفکر کرتا ہے بلکہ اس کو ضبطِ تحریر میں بھی لاتا ہے۔ جہاں کسی قسم کی خامی نظر آئے اسے درست کرتا ہے اور جو شے نفع کے حصول میں رکاوٹ بنتی نظر آئے اس کو دور کرتا ہے۔

اگر وہ اپنے کاروباری معاملات کا محاسبہ نہ کرے تو اکثر اوقات اسے نفع حاصل ہونا تو درکنار، الٹا نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ ''خوابِ خرگوش'' سے بیدار نہ ہو تو ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ اس کا اصل سرمایہ بھی باقی نہیں رہتا اور وہ کوڑی کوڑی کا محتاج ہو جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح جو شخص ''کاروبارِ آخرت'' میں نفع کمانے کا آرزومند ہو اسے بھی چاہئیے کہ اپنے کئے گئے اعمال پر غور کرے، جو اعمال اس کو نفع دلوانے میں معاون

ثابت ہوں، ان کومزید بہتر کرے اور جو کام اِس نفع کے حصول میں رکاوٹ بن رہے ہوں، انہیں چھوڑ دے تو وہ بتوفیقِ خداوندی کامیابی سے ہمکنار ہوگا اور بطورِ نفع اسے داخلِ جنت ہونا نصیب ہوگا۔ اور اگر ایسا کرنے کی بجائے وہ ''خوابِ غفلت'' کا شکار رہا تو وہ خسارے میں رہے گا جس کا نتیجہ دخولِ جہنم کی صورت میں سامنے آ سکتا ہے۔ (والعیاذ باللہ)

(2) نقلی (منقولی) اعتبار سے:

فکرِ مدینہ (محاسبہ) کے بارے میں ہمارے پیارے آقا تاجدارِ مدینہ، سلطانِ مکہ مکرمہ ﷺ اور اسلافِ کرام رضی اللہ عنہم نے کثیر فضائل بیان فرمائے ہیں، چنانچہ......

ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر....

سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا، ''فِكْرَةُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً (امورِ آخرت میں) گھڑی بھر غور وفکر کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔'' (کنز العمال ج ٣ ص ٤٨ رقم الحدیث ٥٧٠٧)

سمجھدار کون؟....

سرورِ عالم، نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ۔ سمجھدار وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور آخرت کی بہتری کے لئے نیکیاں کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے انعامِ آخرت کی امید رکھے۔

(مسند احمد بن حنبل، ج ٦ ص ٧٨، رقم ١٧١٢٣ مرویات شداد بن اوس)

ایمانِ کامل کی نشانی....

سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، '' ثَلَاثَةٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ اسْتَكْمَلَ اِيْمَانَهُ لَايَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَلَايُرَائِي بِشَيْءٍ مِّنْ عَمَلِهِ

وَاِذَا عَرَضَ لَہٗ اَمْرَانِ اَحَدُھُمَا لِلدُّنْیَا وَالْآخَرُ لِلْآخِرَۃِ اِخْتَارَ الْآخِرَۃَ عَلَی الدُّنْیَا ۔تین باتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں پائی جائیں اس کا ایمان کامل ہوجاتا ہے،

﴿۱﴾ وہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا،

﴿۲﴾ اپنے کسی عمل میں ریاکاری نہیں کرتا،اور......

﴿۳﴾ جب اس کے سامنے دو باتیں پیش ہوں ،ایک کا تعلق دنیا سے ہو اور دوسری کا آخرت سے تو وہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتا ہے۔

(کنزالعمال،کتاب المواعظ والرقائق،ج١٥،ص٣٤٥، رقم الحدیث ٤٣٢٤٠)

قلبی نورانیت....

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''دنیا کی فکر دل میں اندھیرا جب کہ آخرت کی فکر روشنی و نور پیدا کرتی ہے۔'' (المنبھات علی الاستعداد لیوم المعاد ، ص ٤)

ندامت کی توفیق....

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،''اَلتَّفَکُّرُ فِی الْخَیْرِ یَدْعُوْ اِلَی الْعَمَلِ بِہٖ وَالنَّدَمُ عَلَی الشَّرِّ یَدْعُوْ اِلٰی تَرْکِہٖ یعنی: اچھی باتوں کے بارے میں سوچنے سے ان پر عمل کی ترغیب ملتی ہے اور برائیوں پر نادم ہونے سے انہیں چھوڑنے کی توفیق ملتی ہے۔(احیاء العلوم، کتاب التفکر، ج ٥، ص ١٦٣)

آخرت کی خوشی ....

حضرت سیدنا عامر بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ'' آخرت میں سب سے زیادہ خوش وہ شخص ہوگا جو دنیا میں (آخرت کے بارے میں) سب سے زیادہ متفکر رہنے والا ہو اور

آخرت میں سب سے زیادہ ہنسنا اسی کو نصیب ہوگا جو دنیا میں (خوف خدا عزوجل سے) سب سے زیادہ رونے والا ہو اور بروزِ قیامت سب سے زیادہ ستھرا ایمان اسی کا ہوگا جو دنیا میں زیادہ غور وفکر کرنے والا ہے۔ (تنبیہ الغافلین. باب التفکر. ص ۳۰۸)

حسابِ قیامت آسان ....

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "قیامت کے دن ان لوگوں کا حساب آسان ہوگا جو آج دنیا میں اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اپنا محاسبہ کرتے ہیں، وہ اس طرح کہ انہیں جب بھی کوئی کام درپیش ہوتو پہلے اس پر غور کرتے ہیں، پھر اگر وہ کام رضائے الٰہی عزوجل کے لئے ہوتو اسے کر گزرتے ہیں اور اگر اس کے برخلاف نظر آئے تو رک جاتے ہیں۔" پھر فرمایا، "اور بروزِ قیامت ان لوگوں کا حساب کٹھن ہوگا جو آج دنیا میں عمل کرتے وقت غور وفکر نہیں کرتے اور کسی قسم کا محاسبہ کئے بغیر وہ کام کر ڈالتے ہیں۔ ایسے لوگ دیکھیں گے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کا چھوٹے سے چھوٹا عمل شمار کر رکھا ہے۔" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ ترجمۂ کنز الایمان: اور کہیں گے ہائے خرابی ہماری اس نوشتہ (تحریر) کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو۔ ﴿پ ۱۵، الکھف: ۴۹﴾ (ذم الھوی. الباب الثالث. ص ۳۹)

عبادت کی تکمیل ....

ایک بزرگ کا قول ہے، "عبادت کی تکمیل صدقِ نیت میں ہے، عمل کی اصلاح انکساری میں ہے اور ان دونوں کی تکمیل دنیا سے منہ موڑنے میں ہے اور یہ تمام باتیں

آخرت کے بارے میں غور و فکر کرنے (یعنی فکرِ مدینہ) سے حاصل ہوتی ہیں۔''

(تنبیہ الغافلین. باب التفکر. ص۳۰۹)

اعمال دکھانے والا آئینہ ....

حضرت سیدنا فضیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''اَلْفِکْرُ مِرْاٰۃٌ تُرِیْکَ حَسَنَاتِکَ وَ سَیِّئَاتِکَ ترجمہ: تفکر ایک ایسا شیشہ ہے جو تجھے تیری نیکیاں اور برائیاں دکھاتا ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب التفکر، ج ۵، ص ۱۶۲)

علم کا حصول ....

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''مَاطَالَتْ فِکْرَۃُ امْرِیءٍ قَطُّ اِلَّا عَلِمَ وَمَا عَلِمَ امْرُؤٌ قَطُّ اِلَّا عَمِلَ یعنی: جو شخص زیادہ غور و تفکر کرتا ہے، اسے علم حاصل ہوتا ہے اور جسے علم حاصل ہوتا ہے وہ عمل کرتا ہے۔''

(احیاء العلوم، کتاب التفکر، ج ۵، ص ۱۶۳)

عبرت کا سامان ....

حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ اپنی گفتگو میں اکثر اس شعر سے مثال دیا کرتے تھے،

اِذَا الْمَرْءُ کَانَتْ لَہٗ فِکْرَۃٌ فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ عِبْرَۃٌ

یعنی: جب کسی شخص کو فکر کی عادت ہو تو اس کے لئے ہر چیز میں عبرت کا سامان ہوتا ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب التفکر، ج ۵، ص ۱۶۲)

سعادت مندی کا کام....

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ ''وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے۔ (پ۲۹، القیامۃ:۲)'' کی تفسیر میں

فرماتے ہیں کہ مومن ہمیشہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے، کہ اس کلام سے میرا کیا ارادہ تھا ؟اس کھانے سے کیا مقصود تھا؟ اس پینے سے میرا کیا ارادہ تھا؟ جبکہ بدکار آدمی یونہی زندگی بسر کرتا رہتا ہے اور طرح طرح کے کاموں میں مشغول رہتا ہے لیکن کبھی بھی اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتا۔'' (احیاء العلوم، کتاب المراقبة والمحاسبة، ج ٥، ص ١٣٨)

تقویٰ کا حُصُول ....

حضرت سیدنا میمون بن مہران رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ''کوئی بندہ اس وقت تک متّقی نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنا محاسبہ اس سے بھی زیادہ کرے جتنا کہ کوئی شریک اپنے ساتھی کا کیا کرتا ہے۔'' (ذم الھوی، الباب الثالث، ص ٤١)

سیدنا مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کی دعا....

حضرت سیدنا مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو (اپنا محاسبہ کرتے ہوئے) اپنے آپ سے کہے ''کیا تو ایسا نہیں؟ کیا تو ویسا نہیں؟'' (مکاشفة القلوب، فی بیان المحبة ومحاسبة النفس، ص ٢٦٥)

اسلافِ کرام رضی اللہ عنہم کی فکرِ مدینہ (محاسبہ) کے واقعات:

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے اکابرین رضی اللہ عنہم نے نہ صرف ہمیں فکرِ مدینہ کی ترغیب دلائی ہے بلکہ وہ نفوسِ قدسیہ خود بھی ''**فکرِ مدینہ**'' میں مشغول رہا کرتے تھے، چنانچہ......

﴿1﴾ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ''فکرِ مدینہ''....

حضرتِ سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں جلوہ فرمایا کرتے تو ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں پابندی سے ادا فرمایا کرتے اور

فرماتے، ''بے شک جب زوال کا وقت ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ دوبارہ بند نہیں ہوتا اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس گھڑی میں میری طرف سے کوئی نیکی اٹھائی جائے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب التطوع باب الاربع قبل الظھر وبعدھا رقم ۱۲۷۰ ج ۲ ص ۳۵)

صلوا علی الحبیب .... صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم

﴿2﴾ زبان کے بارے میں ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ اپنی زبان کو پکڑ کر فرما رہے ہیں، ''یہی وہ چیز ہے جس نے مجھے مصیبتوں میں گرفتار کر رکھا ہے۔'' (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۰)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿3﴾ ہر جمعہ کے دن ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک رجسٹر تھا جس میں وہ اپنے ہفتہ وار اعمال لکھا کرتے تھے۔ جب جمعہ کا دن آتا تو وہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتے اور جس عمل کو (اپنے گمان میں) رضائے الٰہی کے لئے نہ پاتے تو اپنے آپ کو درہ مارتے اور فرماتے، ''تم نے یہ کیوں کیا؟'' (درۃ الناصحین، المجلس الخامس والستون، ص ۲۹۳)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿4﴾ باغ میں ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک باغ میں گیا تو میں

نے حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز سنی ، ہم دونوں کے درمیان ایک دیوار حائل تھی ، وہ کہہ رہے تھے ، ''عمر'' خطاب کا بیٹا اور امیر المؤمنین کا منصب ! واہ کیا خوب ! اے عمر اللہ سے ڈرتے رہو ، ورنہ اللہ عزوجل تم کو سخت عذاب دے گا ۔''

(تاریخ الخلفاء ، ص ١٢٩)

اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

(5) عید کے دن ''فکرِ مدینہ''....

عید کے دن کچھ لوگ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کاشانۂ اقدس پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ دروازہ بند کر کے زار و قطار رو رہے ہیں ۔ لوگوں نے حیران ہو کر عرض کیا ، ''یا امیر المؤمنین ! آج تو یومِ عید ہے جو شادمانی و مسرت اور خوشی منانے کا دن ہے ، پھر یہ رونا کیسا ؟'' آپ نے آنسو پونچھتے ہوئے ارشاد فرمایا ، ''**ھٰذَا یَوْمُ الْعِیْدِ وَھٰذَا یَوْمُ الْوَعِیْدِ** یعنی یہ عید کا دن بھی ہے اور وعید کا دن بھی ہے ، بلاشبہ اس کے لئے آج عید کا دن ہے جس کے نماز و روزہ مقبول ہو گئے اور جس کے نماز و روزہ اس کے منہ پر مار دیئے گئے ہوں (یعنی رد کر دیئے گئے ہوں) اس کے لئے تو آج وعید کا دن ہے ، اور میں اس خوف سے رو رہا ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ میں مقبول بندوں میں سے ہوں یا ٹھکرائے جانے والوں میں سے ؟'' (ماخوذ از فیضان رمضان ، ص ٣٠٣)

اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

(6) قبر پر کھڑے ہو کر ''فکرِ مدینہ''....

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی کی قبر پر تشریف لے جاتے

تو اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی، ''جنت اور دوزخ کے تذکرے پر آپ اتنا نہیں روتے جتنا کہ قبر پر روتے ہیں؟'' تو ارشاد فرمایا، ''میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ'' قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے، اگر صاحبِ قبر نے اس سے نجات پالی تو بعد (یعنی قیامت) کا معاملہ آسان ہے اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد کا معاملہ زیادہ سخت ہے۔'' پھر فرمایا، ''قبر کا منظر سب مناظر سے زیادہ ہولناک ہے۔''

(جامع ترمذی، کتاب الزھد، رقم الحدیث ٢٣١٥، ج٤، ص١٣٨)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ﴾

﴿7﴾ محراب میں بیٹھ کر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیّدُنا ضرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا، اس وقت کہ جب رات کی تاریکی چھا رہی ہوتی، ستارے ٹمٹما رہے ہوتے اور آپ اپنے محراب میں لرزاں و ترساں اپنے داڑھی مبارک تھامے ہوئے ایسے بے چین بیٹھے ہوتے کہ گویا زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہو۔ آپ غم کے ماروں کی طرح روتے اور بے اختیار ہو کر ''اے میرے رب! اے میرے رب!'' پکارتے، پھر دنیا سے مخاطب ہو کر فرماتے، ''تو مجھے دھوکے میں ڈالنے کے لئے آئی ہے؟ میرے لئے بن سنور کر آئی ہے؟ دور ہو جا! کسی اور کو دھوکا دینا، میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں، تیری عمر کم ہے اور تیری محفل حقیر جبکہ تیرے مصائب جھیلنا آسان ہیں، آہ صد آہ! زادِ راہ کی کمی ہے اور سفر طویل ہے جبکہ راستہ وحشت سے بھرپور

ہے۔''(حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من المھاجرین، ج ١، ص ٨٥)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم﴾

﴿8﴾ دن بھر ''فکرِمدینہ''....

حضرت سیدنا محمد بن واسع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ایک شخص نے ان کی زوجہ محترمہ سے ان کی عبادت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، ''وہ دن بھر گھر کے ایک کونے میں ''فکرِ مدینہ'' میں مشغول رہتے تھے۔''(احیاء العلوم، کتاب التفکر، ج ٥، ص ١٦٢)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم﴾

﴿9﴾ ہردم ''فکرِمدینہ''....

منقول ہے کہ حضرت سَیِّدُنا حسن بصری رضی اللہ عنہ چالیس برس تک نہیں ہنسے۔ جب ان کو بیٹھے ہوئے دیکھا جاتا تو یوں معلوم ہوتا گویا ایک قیدی ہیں جسے گردن اڑانے کے لئے لایا گیا ہو، اور جب گفتگو فرماتے تو انداز ایسا ہوتا گویا آخرت کو آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر بتا رہے ہیں، اور جب خاموش رہتے تو ایسا محسوس ہوتا گویا ان کی آنکھوں میں آگ بھڑک رہی ہے۔ جب ان سے اس قدر غمگین وخوف زدہ رہنے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا، ''مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے بعض ناپسندیدہ اعمال کو دیکھ کر مجھ پر غضب فرمایا اور یہ فرمادیا کہ جاؤ! میں تمہیں نہیں بخشتا۔ تو میرا کیا بنے گا؟''
(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣١)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم﴾

﴾10﴿ کیچڑ لگنے پر" فکرِ مدینہ"....

ایک مرتبہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں کیچڑ تھی، ایک جگہ آپ کے پاؤں کی ٹھوکر سے تھوڑی کیچڑ اڑ کر کسی شخص کے مکان کی دیوار سے جا لگی۔ آپ شدید پریشان ہوئے کہ اگر کیچڑ کھرچ کر دیوار صاف کی جائے تو دیوار کی کچھ مٹی بھی اس کے ساتھ اتر آئے گی اور اگر یونہی چھوڑ دیا جائے تو اس مکان کی دیوار خراب ہوتی ہے۔ آپ اسی پریشانی میں تھے کہ اتفاق سے صاحب خانہ باہر نکل آیا جو کہ ایک یہودی تھا اور آپ کا مقروض بھی تھا۔ وہ آپ کو دیکھ کر سمجھا کہ شاید آپ قرض وصول کرنے آئے ہیں۔ لہٰذا وہ پریشان ہو کر قرض کی ادائی میں تاخیر کا عذر پیش کرنے لگا۔ لیکن آپ نے فرمایا، "قرض کو چھوڑو، میں تو اس شش و پنج میں ہوں کہ تمہاری اس دیوار کو کس طرح صاف کروں کیونکہ اگر کیچڑ کھرچتا ہوں تو قوی احتمال ہے کہ دیوار کی کچھ مٹی بھی ساتھ ہی اتر آئے گی اور اگر یونہی چھوڑ دوں تو تمہاری دیوار بدنُما نظر آئے گی۔" یہ سن کر وہ یہودی بے ساختہ کہنے لگا، "حضور! دیوار تو بعد میں صاف کیجئے گا پہلے کلمہ پڑھا کر (یعنی مسلمان کر کے) میرا دل پاک کر دیجئے۔"

﴿تذکرۃ المحدثین ص ٥٧﴾

﴾11﴿ دعوت میں" فکرِ مدینہ"....

حضرت سیدنا حاتم اصم رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے دعوتِ طعام دی لیکن آپ نے انکار فرما دیا۔ جب اس شخص نے بے حد اصرار کیا تو فرمایا، "اگر تمہیں میری تین شرطیں قبول ہوں تو آؤں گا۔ پہلی: میں جہاں چاہوں گا بیٹھوں گا، ......دوسری: جو چاہوں گا کھاؤں گا، ......تیسری: جو میں کہوں گا وہ تمہیں کرنا ہوگا۔" اس مالدار نے یہ تینوں شرائط منظور کر

لیں۔ دعوت والے دن اس نے پرتکلف کھانے کا اہتمام کیا۔ اللہ کے ولی کی زیارت کے لئے بہت سے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ وقتِ مقررہ پر حضرتِ سیدنا حاتم اصم رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور آتے ہی جوتے اتارنے کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ میزبان چونکہ یہ شرط مان چکا تھا کہ ''حضرت جہاں چاہیں گے بیٹھیں گے،'' لہذا بے بس ہو کر رہ گیا۔ کچھ دیر بعد کھانا شروع کرنے کا اعلان کیا گیا تو لوگوں نے طرح طرح کے لذیذ کھانوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا لیکن اللہ عزوجل کے ولی نے اپنی جھولی میں ہاتھ ڈال کر سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور تناول فرمانے لگے۔ میزبان اس مقام پر بھی کچھ نہ کر سکا۔

جب کھانے کا سلسلہ اختتام کو پہنچا تو آپ نے میزبان سے فرمایا، ''دہکتی ہوئی انگیٹھی (یعنی چولہا) لاؤ اور اس پر ایک توا رکھو۔'' آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب وہ توا آگ کی تپش سے سرخ ہو گیا تو آپ اس پر ننگے پاؤں کھڑے ہو گئے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، ''میں نے آج ایک سوکھی روٹی کھائی ہے۔'' اور توے سے نیچے تشریف لے آئے۔ پھر حاضرین سے فرمایا، ''(تیسری شرط کے مطابق) اب آپ حضرات باری باری اس توے پر کھڑے ہو کر اپنے کھانے کا حساب دیجئے۔'' یہ سن کر لوگوں کی چیخیں نکل گئیں اور سب بیک زبان بول اٹھے، ''حضور! آپ تو اللہ عزوجل کے ولی ہیں اور اس گرم توے پر کھڑا ہونا آپ کی کرامت ہے، ہم گناہ گاروں میں اتنی طاقت کہاں کہ اس پر کھڑے ہو سکیں؟''

آپ رضی اللہ عنہ نے دعوتِ محاسبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، ''اے لوگو! وہ وقت یاد کرو جب سورج جو آج کروڑوں میل دور ہے، صرف سوا میل دور ہوگا...... آج اس کی پشت ہماری جانب ہے، اس دن اس کا اگلا حصہ ہماری طرف ہوگا...... زمین تانبے کی ہوگی

......اس دہکتی ہوئی زمین کا تصور کرو اور اس گرم توے کو دیکھو کہ یہ تو دنیا کی آگ سے گرم ہوا ہے، اس کی تپش تو انگارے کی مانند دہکتی ہوئی تانبے کی زمین کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ......'' پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی، **ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ** ۝۸ (ترجمۂ کنزالایمان: پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں سے پرسش (پوچھ گچھ) ہوگی۔ (پ۳۰،التکاثر:۸)

یہ سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ج۱، ص ۲۲۲ بتصرف ما)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(12) کام میں عیب نکلنے پر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا عطاء سلمی رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑے کو بُننے میں بڑی محنت کی اور وہ کپڑا بہت خوبصورت تیار ہوا۔ آپ اسے لے کر بازار گئے اور کپڑے کے تاجر کو دکھایا۔ اس نے اس کی بہت تھوڑی قیمت لگائی اور کہنے لگا، ''اس میں فلاں فلاں عیب ہیں۔'' آپ نے اس کپڑے کو واپس لے لیا اور رونے لگے اور بہت دیر تک روتے رہے۔

یہ دیکھ کر وہ تاجر بڑا شرمندہ ہوا اور آپ سے معذرت کرتے ہوئے وہ قیمت دینے پر راضی ہو گیا جو آپ نے طلب کی تھی۔ لیکن آپ نے فرمایا، ''میں قیمت کی کمی پر آنسو نہیں بہا رہا بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میں کپڑے بُننے کا کام جانتا ہوں اور میں نے اس کپڑے کی تیاری کے دوران اسے مضبوط اور شاندار بنانے کے لئے بے حد محنت کی اور میرے گمان کے مطابق اس میں کوئی عیب نہ تھا۔ پھر جب میں نے اسے عیوب کی پہچان رکھنے والے کے سامنے پیش کیا تو اُس نے اِس کے وہ عیوب گنوا دیئے

جن سے میں بے خبر تھا، آہ! ہمارے اعمال کا کیا بنے گا کہ جب وہ خداوندِ عالم عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے، نہ جانے اس وقت ان کے کیسے کیسے عیوب ونقائص ظاہر ہوں گے جن سے آج ہم بے خبر ہیں۔'' (منہاج العابدین، ص ۱۸۹)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(13) روتے ہوئے ''فکرِ مدینہ''.....

حضرت سیدنا مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ عشاء کے بعد وضو فرماتے اور اپنی جائے نماز پر کھڑے ہو جاتے۔ پھر اپنی داڑھی تھام کر روتے اور عرض کرتے، ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مالک کے بڑھاپے کو جہنم پر حرام فرما دے، یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ کون اہلِ جنت میں سے ہے اور کون دوزخ والوں میں سے؟ تو میں کن میں سے ہوں؟ اور کون سا گھر میرا ہے (جنت یا دوزخ)؟'' آپ انہی مناجات میں مصروف رہتے یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو جاتا۔ (المتجر الرابح، ص ۱۸۵)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(14) شہر میں داخلے سے پہلے ''فکرِ مدینہ''.....

حضرت سیدنا ابوالقاسم قادسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات قادسیہ شہر کے باسیوں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ، ''اے قادسیہ والو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایک ولی نے اپنے نفس کو ''درندوں کے جنگل'' میں قید کر دیا ہے۔ جاؤ اور اسے شہر میں لے آؤ، ایسا نہ ہو کہ درندے اسے کوئی نقصان پہنچا دیں۔'' یہ غیبی آواز سن کر تمام شہر والے جنگل کی طرف روانہ ہو گئے اور میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ ایک جگہ پہنچ کر ہم نے دیکھا کہ حضرت سیدنا

ابوالحسن نوری رضی اللہ عنہ ایک گڑھے میں آرام فرما رہے ہیں ۔ہم سب نے مل کر انہیں گڑھے سے باہر نکالا اور (بھرپور اصرار کرکے) شہر میں لے آئے۔آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے شرفِ میزبانی عطا فرمایا اور چند دن میرے گھر مقیم رہے۔

جب آپ روانہ ہونے لگے تو میں نے آپ سے اُس گڑھے میں آرام کرنے کا مقصد پوچھا۔آپ نے جواب دیا،''اس کا سبب یہ تھا کہ جب میں سفر کرتا ہوا اس مقام پر پہنچا تو میرا نفس خوشی سے جھومنے لگا اور کہنے لگا کہ میں جلد ہی شہر میں داخل ہو جاؤں گا، جہاں بہت سے لوگ مجھے جاننے اور پہچاننے والے ہیں، وہ میری مہمان نوازی کریں گے اور مجھے طرح طرح کے لذیذ کھانے کھلائیں گے۔'' جب میں نے اپنے نفس کی یہ حالت دیکھی تو سخت افسردہ ہوا۔ چنانچہ میں نے اسے مخاطب کرکے کہا،''اے نفس! تو اس بات پر خوش ہو رہا ہے کہ تجھے اچھے اچھے کھانے ملیں گے، آرام وسکون حاصل ہوگا، رب تعالیٰ کی قسم! میں تجھے شہر نہیں لے کر جاؤں گا بلکہ تجھے یہیں قید کر دوں گا اور تیری موت بھی اسی جگہ واقع ہوگی، تُو کبھی بھی قادسیہ شہر کا نظارہ نہیں کر سکے گا۔'' لہٰذا میں نے نذر مان لی کہ میں شہر میں داخل نہیں ہوں گا اور نہ ہی اپنے نفس کی خواہش کو پورا کروں گا۔''

(حکایات الصالحین ،ص۳۳)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(15) احرام باندھنے کے بعد ''لبیک'' کہنے سے پہلے ''فکرِ مدینہ''..

حضرت سَیِّدُنا امام علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ علمِ حدیث میں اپنے والدِ ماجد حضرت سَیِّدُنا امام حسین ودیگر صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہم کے وارث ہیں۔آپ بڑے خدا ترس تھے اور آپ کا سینۂ مبارک خشیتِ الٰہی کا سفینہ تھا۔ایک مرتبہ آپ نے حج کا

احرام باندھا تو تلبیہ (یعنی لبیک) نہیں پڑھی ۔لوگوں نے عرض کی ، ''حضور! آپ لبیک کیوں نہیں پڑھتے ؟'' آبدیدہ ہوکر ارشاد فرمایا،'' مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں لبیک کہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ''**لَا لَبَّیْکَ**'' کی آواز نہ آجائے ،یعنی میں تو یہ کہوں کہ '' اے میرے مالک! میں بار بار تیرے دربار میں حاضر ہوں ۔'' اور ادھر سے یہ آواز نہ آجائے کہ ''نہیں نہیں ! تیری حاضری قبول نہیں ۔'' لوگوں نے کہا، ''حضور! پھر لبیک کہے بغیر آپ کا احرام کیسے ہوگا ؟'' یہ سن کر آپ نے بلند آواز سے **لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ** پڑھا لیکن ایک دم خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے لرز کر اونٹ کی پشت سے زمین پر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے ۔جب ہوش میں آتے تو ''لبیک'' پڑھتے اور پھر بے ہوش ہوجاتے ،اسی حالت میں آپ نے حج ادا فرمایا۔

﴿اولیائے رجال الحدیث ص ۱٦٤﴾

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿16﴾ روزانہ ''فکرِمدینہ''....

حضرت سَیِّدُنا عطاء سلمی رضی اللہ عنہ جنہوں نے خوفِ خدا کی وجہ سے چالیس سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی نے انہیں مسکراتے ہوئے دیکھا ،اِن کے بارے میں منقول ہے کہ آپ روزانہ اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرماتے ،''اے نفس! تو اپنی حد میں رہ اور یاد رکھ تجھے قبر میں بھی جانا ہے، پل صراط سے بھی گزرنا ہے، دشمن (یعنی آنکڑے) تیرے اردگرد موجود ہوں گے جو تجھے دائیں بائیں کھینچیں گے ، اس وقت

قاضی، رب تعالیٰ کی ذات ہوگی اور جیل ، جہنم ہوگی جبکہ اس کا داروغہ سَیِّدُ نا مالک علیہ السلام ہوں گے۔اس دن کا قاضی (معاذ اللہ) ناانصافی کی طرف مائل نہیں ہوگا اور نہ ہی داروغہ کوئی رشوت قبول کرے گا اور نہ ہی جیل توڑنا ممکن ہوگا کہ تو وہاں سے فرار ہو سکے، قیامت کے دن تیرے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔اس کا بھی علم نہیں کہ فرشتے تجھے کہاں لے جائیں گے، عزت وآرام کے مقام' جنت میں یا حسرت اور تنگی کی جگہ جہنم میں؟......'' اس دوران آپ کی چشمانِ مبارک سے آنسو بھی بہتے رہتے۔

(حکایات الصالحین،ص ٥٠)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

(17) نگاہ اوپر اٹھ جانے پر''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا مجمع رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اوپر کی طرف دیکھا کہ تو ایک چھت پر موجود کسی عورت پر نظر پڑ گئی۔آپ نے فوراً نگاہ جھکالی اور اس قدر پشیمان ہوئے کہ عہد کرلیا کہ''آئندہ کبھی اوپر نہ دیکھوں گا۔''(کیمیائے سعادت ج٢،ص ٨٩٣)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

(18) غسل میں سستی ہونے پر''فکرِ مدینہ''....

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابن الکریبی رضی اللہ عنہ کو سخت سردی کے موسم میں رات کے وقت احتلام ہوگیا۔آپ کے نفس نے سستی دلائی کہ ابھی سوجاؤ، کافی رات باقی ہے، صبح اطمینان سے حمام میں غسل کرلینا۔لیکن آپ نے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے ارشاد

فرمایا کہ میں ابھی کپڑوں سمیت نہاؤں گا اور انہیں نچوڑے بغیر بدن پر ہی خشک کروں گا۔ چنانچہ آپ نے ٹھنڈے پانی سے کپڑوں سمیت غسل کیا، پھر ٹہلتے رہے تاکہ ہوا لگتی رہے حتی کہ آپ کے کپڑے بدن پر ہی خشک ہو گئے۔(کیمیائے سعادت ج۲ص ۸۹۲)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿19﴾ ارتکابِ گناہ کے مقام سے گزرنے پر "فکرِ مدینہ"....

ایک مرتبہ حضرت سیدنا عتبہ غلام رضی اللہ عنہ ایک مکان کے پاس سے گزرے تو کانپنے لگے اور آپ کو پسینہ آ گیا۔لوگوں کے دریافت کرنے پر فرمایا،"یہ وہی جگہ ہے جہاں میں نے چھوٹی عمر میں گناہ کیا تھا۔"(تنبیہ المغترین .ص۵۷)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿20﴾ تختِ شاہی پر "فکرِ مدینہ"....

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت سیدنا ابراھیم بن ادھم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا،"آپ نے بادشاہت کیوں چھوڑ دی؟" جواب دیا،"ایک دن میں آئینہ لئے ہوئے شاہی تخت پر براجمان تھا تو مجھے خیال آیا کہ نہ تو میرے پاس طویل سفر (یعنی سفرِ آخرت) کے لئے کوئی زادِ راہ ہے اور نہ کوئی عذر جبکہ میری آخری منزل قبر ہے اور حاکم (یعنی اللہ تعالیٰ) بھی عادل ومنصف ہے،......بس یہ خیال آتے ہی میرا دل بجھ گیا اور مجھے بادشاہت سے نفرت ہو گئی۔"(تذکرۃ الاولیاء ج ۱،ص ۹۳)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿21﴾ عقیدتوں کے ہجوم میں "فکرِ مدینہ"....

ایک مرتبہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ زیارتِ مدینہ کے بعد بسطام کے

لئے روانہ ہوئے تو شہر کے لوگ آپ کی آمد کی اطلاع سن کر کافی فاصلہ پر استقبال کی غرض سے پہنچ گئے ۔آپ نے جب ان لوگوں کو دور سے دیکھا تو یہ سوچ کر پریشان ہوگئے کہ اگر ان لوگوں سے ملاقات کرتا ہوں تو یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں غفلت ہوگی ۔ چنانچہ آپ نے ان لوگوں کو منتشر کرنے کی ترکیب اس طرح کی کہ رمضان کے باوجود ایک دکان سے کچھ لے کر کھانا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر لوگ متنفر ہوکر واپس ہوگئے ۔آپ نے فرمایا،''اگر چہ میں نے اجازتِ شرعی (یعنی مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنے کی رخصت) پر عمل کیا لیکن یہ لوگ مجھے برا سمجھ کر منحرف ہوگئے ۔''(تذکرۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۳۲)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم﴾

﴿22﴾ شب وروز''فکرِ مدینہ''....

مروی ہے کہ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ جب رات ہوتی اور سب لوگ سو جاتے تو اپنے آپ سے کہتیں،''اے رابعہ (ہوسکتا ہے کہ) یہ تیری زندگی کی آخری رات ہو، ہوسکتا ہے کہ تجھے کل کا سورج دیکھنا نصیب نہ ہو چنانچہ اٹھ اور اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کر لے تا کہ کل قیامت میں تجھے ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے، ہمت کر،سونا مت، جاگ کر اپنے رب کی عبادت کر......۔''

یہ کہنے کے بعد آپ اٹھ کھڑی ہوتیں اور صبح تک نوافل ادا کرتی رہتیں ۔ جب فجر کی نماز ادا کرلیتیں تو اپنے آپ کو دوبارہ مخاطب کر کے فرماتیں،''اے میرے نفس!تمہیں مبارک ہو کہ گزشتہ رات تو نے بڑی مشقت اٹھائی لیکن یادرکھ کہ یہ دن تیری زندگی کا آخری دن ہوسکتا ہے۔'' یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہوجاتیں اور جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اٹھ کر گھر میں ٹہلنا شروع کر دیتیں اور ساتھ ساتھ خود سے فرماتی جاتیں،

''رابعہ! یہ بھی کوئی نیند ہے، اس کا کیا لطف؟ اسے چھوڑ دو اور قبر میں مزے سے لمبی مدت کے لئے سوتی رہنا، آج تو تجھے زیادہ نیند نہیں آئی لیکن آنے والی رات میں نیند خوب آئے گی، ہمت کرو اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرلو۔''

اس طرح کرتے کرتے آپ نے پچاس سال گزار دیئے کہ آپ نہ تو کبھی بستر پر دراز ہوئیں اور نہ ہی کبھی تکیہ پر سر رکھا یہاں تک کہ آپ انتقال کر گئیں۔

(حکایات الصالحین، ص ٣٩)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(23) چراغ کی لو پر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا احنف بن قیس رضی اللہ عنہ رات کے وقت چراغ ہاتھ میں اٹھا لیتے اور اس کی لو پر اپنا انگوٹھا رکھ کر اس طرح اپنا محاسبہ فرماتے کہ، ''اے نفس! تو نے فلاں وقت فلاں کام کیوں کیا؟ اور فلاں چیز کیوں کھائی؟'' (کیمیائے سعادت ج٢، ص ٨٩٣)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(24) یہودی کو دیکھ کر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت ابوحفص حدّاد رضی اللہ عنہ سرِ بازار ایک یہودی کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ اور ہوش میں آنے کے بعد جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا، ''اسے عدل کے لباس اور خود کو فضل کے لباس میں دیکھ کر یہ خوف لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں اس کا لباس مجھے اور میرا لباس اس کو نہ عطا کر دیا جائے۔'' (تذکرۃ الاولیاء ج١، ص ٢٨٨)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿25﴾ فضول سوال کر بیٹھنے پر ”فکرِ مدینہ“.....

حضرت سیدنا مالک بن ضیغم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا رباح القیسی رضی اللہ عنہ نمازِ عصر کے بعد ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا، ”اپنے والدِ محترم کو باہر بھیجئے۔“ میں نے عرض کی، ”وہ تو سو رہے ہیں۔“ تو آپ یہ کہتے ہوئے پلٹ گئے کہ، ”یہ سونے کا کون سا وقت ہے؟“ میں بھی ان کے پیچھے ہولیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں، ”ابوالفضول! تم نے یہ کیوں کہا کہ یہ سونے کا کون سا وقت ہے؟ آخر تجھے یہ فضول بات کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ اب تمہیں سزا بھگتنا ہوگی، میں سال بھر تجھے تکیہ پر سر نہیں رکھنے دوں گا۔“ میں نے دیکھا کہ یہ کہتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے سیلابِ اشک رواں تھا۔ (کیمیائے سعادت ج۲ ص ۸۹۳)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿26﴾ گوشت کھانے کی خواہش پر ”فکرِ مدینہ“.....

حضرت سیدنا مالک بن دینار رضی اللہ عنہ مسلسل ریاضت ومجاہدات میں مشغول رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے دل میں گوشت کھانے کی خواہش نے شدت پکڑ لی تو آپ قصاب کے پاس پہنچے اور اس سے گوشت خرید کر سیدھے پہاڑ کی طرف چلے گئے۔ وہاں جا کر آپ نے وہ گوشت نکال کر سونگھا اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرمانے لگے، ”اے نفس! میں تجھ سے بڑی مشقت لیتا ہوں اور زندگی کے عیش وعشرت سے دور رکھتا ہوں......، میں نہ تو کسی دشمنی کی بنا پر ایسا کرتا ہوں اور نہ کسی مجبوری کی وجہ سے......، بلکہ تیری محبت مجھے ایسا کرنے پر اکساتی ہے کیونکہ میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں......،

میں چاہتا ہوں کہ تُو دوزخ کی آگ سے بچ جائے......،لہٰذا صبر سے کام لے۔'' یہ کہہ کر آپ رو پڑے اور کافی دیر تک روتے رہے۔(حکایات الصالحین ،ص ۲۸)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿27﴾ راہ چلتے ''فکرِ مدینہ''....

حضرت ابوالشیخ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کہیں جارہے تھے کہ اچانک بیٹھ گئے اور چادر منہ پر ڈال کر رونے لگے۔کسی نے پوچھا،'' آپ کیوں روتے ہیں؟'' فرمایا،''میں نے اپنی زندگی کے ختم ہونے ،نیک اعمال کی کمی اور موت کے قریب آنے کے بارے میں غور و تفکر کیا تو رونا آ گیا۔'' (احیاء العلوم، کتاب التفکر ،ج ۵،ص ۱۶۳)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿28﴾ جنت و دوزخ کا تصور باندھ کر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا ابراھیم تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے یہ تصور باندھا کہ میں جنت میں ہوں ، وہاں کے پھل کھا رہا ہوں ،اس کی نہروں سے مشروب پی رہا ہوں اور حوروں سے ملاقات کر رہا ہوں ۔اس کے بعد میں نے یہ خیال جمایا کہ میں جہنم میں ہوں اور آگ کی زنجیروں میں جکڑا تھوہڑ(کانٹے دار درخت) کھا رہا ہوں اور دوزخیوں کا پیپ پی رہا ہوں۔

پھر میں نے اپنے نفس سے پوچھا،''بتاؤ!اب تم کیا چاہتے ہو؟'' میرے نفس نے جواب دیا،''میں دنیا میں واپس جانا چاہتا ہوں تا کہ نیکیاں کرسکوں۔'' میں نے کہا،

''تیری خواہش پوری کی جاتی ہے،لہٰذا! نیکیاں کرلے۔''

(مکاشفۃ القلوب الباب الثمانون فی بیان المحبۃ ومحاسبۃ النفس، ص ٢٦٥)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿29﴾ ساری رات ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا عتبہ غلام رضی اللہ عنہ اپنی پوری رات تین چیخوں میں گزار دیتے تھے۔ جب وہ نمازِ عشاء سے فارغ ہوتے تو اپنا سر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھ کر چیخ مارتے اور فکرِ مدینہ میں مشغول ہوجاتے، جب رات کا دو تہائی حصہ گزر جاتا تو پھر ایک چیخ مارتے اور پھر سے گھٹنوں میں سر دے کر فکرِ مدینہ میں مشغول ہوجاتے، پھر جب سحری کا وقت ہوتا تو ایک چیخ مارتے۔حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات ایک بصری سے بیان کی تو اس نے کہا آپ اس چیخ کی طرف دھیان نہ دیں بلکہ اس بات پر غور کیجئے جو دو چیخوں کے درمیان ہے۔(یعنی غور وفکر)''

(احیاء العلوم، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، ج ٥، ص ١٤٧)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿30﴾ بستر پر لیٹنے سے قبل ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا عبدالعزیز بن ابی روّاد رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی چھا جانے کے بعد اپنے بستر کے قریب تشریف لاتے، اس پر اپنا ہاتھ پھیرتے اور فرماتے، ''بے شک تو بہت نرم اور عمدہ ہے لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جنت میں تجھ سے بھی زیادہ نرم وملائم بچھونے ہیں۔'' پھر ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔(المتجر الرابح، ص ١٨٥)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿31﴾ تنہائی میں ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا لقمان رضی اللہ عنہ دیر تک تنہائی میں بیٹھے رہتے ۔ جب ان کا مالک پاس سے گزرتا تو کہتا، ''اے لقمان! تم ہمیشہ تنہا بیٹھتے ہو اگر لوگوں کے ساتھ بیٹھو تو اس میں دل زیادہ لگے گا۔'' تو آپ جواب دیتے زیادہ تنہائی غور وفکر کے لئے مفید ہے اور زیادہ غور وتفکر جنت کے راستہ کی راہنمائی کرتا ہے۔'' (احیاء العلوم، کتاب التفکر، ج ٥، ص ١٦٣)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿32﴾ درخت پر الٹا لٹک کر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ نے ایک عبادت گزار نوجوان کو دیکھا کہ ایک درخت پر الٹا لٹک کر کچھ اس طرح اپنے نفس کا محاسبہ کر رہا ہے کہ، ''جب تک تُو عبادتِ الٰہی میں میری معاونت نہیں کرے گا میں تجھے یونہی اذیت دیتا رہوں گا یہاں تک کہ تیری موت واقع ہو جائے۔'' (تذکرۃ الاولیاء، ج١، ص ١١٢)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿33﴾ کم عمری کے گناہ پر ''فکرِ مدینہ''....

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابن عطاء رضی اللہ عنہ کو گریہ زاری کرتے دیکھ کر لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ، ''میں نے کم عمری میں ایک شخص کا کبوتر پکڑ لیا تھا جس کے معاوضے کے طور پر اس کے مالک کو اب تک ایک ہزار دینار دے چکا ہوں لیکن پھر بھی ڈرتا ہوں کہ نا معلوم مجھے کیا سزا دی جائے گی؟'' (تذکرۃ الاولیاء ج٢، ص ٥٧)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿34﴾ ماں کا حکم نفس پر گراں گزرنے پر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا ابو محمد مرتعش رضی اللہ عنہ نے فرمایا،''میں نے بہت سے حج کئے اور ان میں سے اکثر سفر کسی قسم کا زادِ راہ لئے بغیر کئے۔ پھر مجھ پر آشکار ہوا کہ یہ سب تو میرے نفس کا دھوکہ تھا کیونکہ ایک مرتبہ میری ماں نے مجھے گھڑے میں پانی بھر کر لانے کا حکم دیا تو میرے نفس پر ان کا حکم گراں گزرا، چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ سفرِ حج میں میرے نفس نے میری موافقت فقط اپنی لذت کے لئے کی اور مجھے دھوکے میں رکھا کیونکہ اگر میرا نفس فناء ہو چکا ہوتا تو آج ایک حقِ شرعی پورا کرنا اسے بے حد دشوار کیوں محسوس ہوتا؟''

(الرسالۃ القشیریۃ ،ص١٣٥)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿35﴾ بے کار سوال کر بیٹھنے پر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا حسان بن سنان تابعی رضی اللہ عنہ ایک بلند مکان کے پاس سے گزرے تو اس کے مالک سے دریافت کیا،''یہ مکان بنائے تمہیں کتنا عرصہ گزرا ہے؟'' یہ سوال کرنے کے بعد آپ دل میں سخت نادم ہوئے اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے،''اے مغرور نفس! تو بے کار و بے مقصد سوالات میں قیمتی وقت کو ضائع کرتا ہے۔'' پھر اس فضول سوال کے کفارے میں آپ نے ایک سال کے روزے رکھے۔

(منہاج العابدین ،ص ٧٢)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿36﴾ پڑوسی کی مٹی استعمال کر لینے پر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا کُہمَس بن حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا،''مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تو

میں چالیس برس تک روتا رہا۔'' لوگوں نے پوچھا، ''ابوعبداللہ! وہ کون سا گناہ تھا؟'' تو آپ نے فرمایا، ''ایک دفعہ میرا دوست مجھ سے ملنے آیا تو میں نے اس کے لئے مچھلی پکائی اور جب وہ کھانا کھا چکا تو میں نے اپنے پڑوسی کی دیوار سے مٹی لے کر اپنے مہمان کے ہاتھ دُھلائے تھے۔'' (منہاج العابدین، ص ٣٠)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(37) وضو کرتے وقت ''فکرِ مدینہ''....

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو خوف کے مارے آپ کے چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا۔ گھر والے دریافت کرتے، ''یہ وضو کے وقت آپ کو کیا ہو جاتا ہے؟'' تو فرماتے، ''تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں؟'' (احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٦)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(38) نماز کے لئے جاتے ہوئے ''فکرِ مدینہ''....

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ کو گھبراہٹ کے عالم میں جلدی جلدی نماز کے لئے جاتے دیکھا تو عرض کی، ''حضور! اتنی جلدی اور گھبراہٹ کس سبب سے ہے؟'' ارشاد فرمایا، ''دراصل شہر کے دروازے پر ایک لشکر میرا انتظار کر رہا ہے، اس لئے عجلت میں مبتلاء ہوں۔'' لوگوں نے حیرانی سے دریافت کیا، ''کون سا لشکر؟'' جواب دیا، ''قبرستان کے مُردوں کا لشکر۔'' (تذکرۃ الاولیاء ج ١، ص ٢٠٢)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿39﴾ مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ”فکرِ مدینہ“....

حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہونے سے قبل دروازے پر کھڑے ہوکر گریہ وزاری کرنے لگتے۔ جب آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا ،”میں خود کو حائضہ عورت کی طرح ناپاک تصور کرتے ہوئے روتا ہوں کہ کہیں میرے داخلے سے مسجد نجس (یعنی ناپاک) نہ ہوجائے۔“ (تذکرۃ الاولیاء، ج١، ص ١٣٣)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿40﴾ مسجد کے دروازے پر ”فکرِ مدینہ“....

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،”بنی اسرائیل میں دو آدمی مسجد کی طرف چلے تو ایک مسجد میں داخل ہوگیا مگر دوسرے پر خوفِ خدا عزوجل طاری ہوگیا اور وہ باہر کھڑا رہا اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے کہنے لگا،”میں گناہ گار اس قابل کہاں کہ اپنا گندا وجود لے کر اللہ عزوجل کے پاک گھر میں داخل ہوسکوں؟“ اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل پسند آیا اور اس کا نام صدیقین میں درج فرمالیا۔

(روض الریاحین. الحکایة السابعة والخمسون بعد الثلثمئة. ص٣٩٨)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿41﴾ نماز شروع کرنے سے پہلے ”فکرِ مدینہ“....

حضرت سَیِّدُنا ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ نماز کی نیت کرتے وقت بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ،”اے مالک ومولا! تیری بارگاہ میں حاضری کے لئے کون سے پاؤں لاؤں، کن آنکھوں سے قبلہ کی جانب نظر کروں، تعریف کے وہ کون سے لفظ ہیں جن سے

تیری حمد کروں؟ لہٰذا مجبوراً حیاء کو ترک کر کے تیرے حضور حاضر ہو رہا ہوں۔'' پھر آپ نماز کی نیت باندھ لیتے۔ اکثر اللہ تعالیٰ سے یہ بھی عرض کرتے، ''آج مجھے جن مصائب کا سامنا ہے، وہ تیرے سامنے عرض کر دیتا ہوں، لیکن کل میدانِ محشر میں میری بداعمالیوں کی وجہ سے جو اذیت پہنچے گی، اس کا اظہار کس سے کروں؟ لہذا! اے رب العالمین! مجھے عذاب کی ندامت سے چھٹکارا عطا فرما دے۔'' (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۱۹)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿42﴾ پہلی صف چھوٹ جانے پر ''فکرِ مدینہ''....

امام سیدنا محمد غزالی رضی اللہ عنہ کیمیائے سعادت میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ تیس سال تک ہمیشہ نماز کے لئے پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے۔ ایک دن انہیں کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی تو آخری صف میں جگہ ملی۔ ان کے نفس نے کہا، ''لوگ کیا کہیں گے کہ یہ آج اتنی دیر سے آیا ہے؟'' انہوں نے (دل میں) کہا، ''افسوس! میری تیس سال کی نمازیں ضائع ہوگئیں کہ میں محض لوگوں کے لئے پہلی صف میں کھڑا ہوتا رہا۔''

(ج ۲ ص ۸۷۶)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿43﴾ نماز پڑھنے کے دوران ''فکرِ مدینہ''....

حضرت حاتم اَصم رضی اللہ عنہ سے ان کی نماز کا حال دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، ''جب نماز کا وقت ہوتا ہے، تو اچھی طرح وضو کرتا ہوں، پھر اس مقام پر آتا ہوں، جہاں نماز ادا کرنی ہے، وہاں بیٹھ کر تمام اعضاء کو جمع کرتا ہوں یعنی انہیں حالتِ اطمینان میں

لاتا ہوں۔ پھر میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں، تو کعبۃ اللہ کو اپنے سامنے رکھتا ہوں، پل صراط کو قدموں تلے، جنت کو سیدھی جانب، جہنم کو بائیں جانب اور ملک الموت علیہ السلام کو اپنے پیچھے تصور کرتا ہوں۔

پھر اس نماز کو اپنی آخری نماز سمجھ کر خوف وامید کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں، بلند آواز سے تکبیر کہہ کر ترتیل کے ساتھ قرأت کرتا ہوں، پھر عاجزی کے ساتھ رکوع اور خشوع کے ساتھ سجود ادا کرتا ہوں۔ پھر اپنی الٹی سرین پر بیٹھ کر سیدھا پیر کھڑا کر لیتا ہوں اور ساری نماز میں اخلاص کا خوب خیال رکھتا ہوں۔ پھر (بھی) میں نہیں جانتا کہ یہ نماز بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتی ہے یا نہیں؟''. (احیاء العلوم، کتاب اسرار الصلوۃ ومہماتہا ج ١ ص ٢٠٦)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(44) نماز کی ادائیگی کے بعد ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ نماز ادا کرنے کے بعد اپنا چہرہ چھپا کر فکرِ مدینہ کرتے اور فرماتے، ''مجھے یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ میری نماز کو میرے منہ پر نہ دے مارے۔ (یعنی میری نماز قبول نہ فرمائے)''

(تذکرۃ الاولیاء، ج ١ ص ٩٦)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(45) نمازِ فجر تا عصر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا احمد بن زرین رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ روزانہ صبح کی نماز سے لے کر عصر تک مسجد میں بیٹھے رہتے اور کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے۔ ایک مرتبہ لوگوں

نے استفسار کیا، ''آپ اس طرح کیوں بیٹھے رہتے ہیں؟'' ارشاد فرمایا، ''یہ ہی میرے حق میں بہتر ہے، کیونکہ رب تعالیٰ نے انسان کو آنکھیں اس لئے عطا فرمائیں کہ اس کی بنائی ہوئی عجیب وغریب اشیاء کو بغور دیکھے لیکن اس کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ انسان جو کچھ دیکھے نگاہِ عبرت سے دیکھے ورنہ اس کے نام ایک خطا لکھ دی جائے گی۔''

(کیمیائے سعادت ج۲،ص ۸۹۴)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(46) مسجد میں بیٹھ کر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ سیدنا زیاد بن ابوزیاد رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے دیکھا کہ وہ مسجد میں بیٹھے اپنے نفس کا محاسبہ فرمارہے تھے کہ ''بیٹھ جا! تُو کہاں جانا چاہتا ہے، تو کیوں جانا چاہتا ہے؟ کیا مسجد سے بھی بہتر کوئی جگہ ہے جہاں تو جانا چاہتا ہے؟ دیکھ تو سہی یہاں رحمتوں کی کیسی برسات ہے؟ جبکہ تُو چاہتا ہے کہ باہر جا کر کبھی کسی کے گھر کو دیکھے، کبھی کسی کے گھر کو۔''

(ذم الھویٰ، الباب الثالث، ص۴۳)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(47) عشاء تا فجر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا ابراھیم بن ادھم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا تو دیکھا کہ وہ عشاء کی نماز پڑھ چکے ہیں، لہٰذا وہ ان کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ آپ نے ایک کمبل لپیٹا اور لیٹ گئے، رات بھر پہلو نہ بدلا حتی کہ صبح ہوگئی اور مؤذن نے اذان دی۔ وہ جلدی جلدی نماز کے لئے اٹھے اور بغیر وضو کئے نماز ادا کی۔ یہ بات اس شخص کو کھٹکی اور اس نے کہا، ''اللہ

تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ،آپ رات بھر لیٹے رہے پھر بھی وضونہیں فرمایا۔'' آپ نے فرمایا،''میں رات بھر کبھی جنت کے باغوں میں اور کبھی جہنم کی وادیوں میں پھرتا رہا (یعنی فکرِ مدینہ کرتا رہا)،تو کیا ایسی حالت میں نیند آتی ہے؟''

(احیاء العلوم، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، ج ٥، ص ١٤٦)

﴿اللہ عزّوجلّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ علیہ وسلّم﴾

(48) حق معاف ہو جانے کے باوجود ''فکرِ مدینہ''....

لوگوں نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا عتبہ غلام رضی اللہ عنہ کو سخت سردی کے موسم میں صرف ایک کرتے میں دیکھا، اس کے باوجود آپ کا جسم پسینہ سے شرابور تھا۔ جب لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو ارشاد فرمایا،'' کچھ عرصہ پہلے میرے گھر چند مہمان آئے اور انہوں نے میرے ہمسائے کی اجازت کے بغیر اس کی دیوار سے تھوڑی سے مٹی لے لی تھی، چنانچہ اس دن سے آج تک جب بھی میری نظر اس دیوار پر پڑتی ہے تو میں شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہو جاتا ہوں حالانکہ میرا ہمسایہ اپنا حق معاف بھی کر چکا ہے۔'' (تذکرۃ الاولیاء، ج ١، ص ٦٣)

﴿اللہ عزّوجلّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ علیہ وسلّم﴾

(49) ''فکرِ مدینہ'' میں کہاں تک پہنچے؟....

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا سہل بن علی رضی اللہ عنہ کو حالتِ فکر میں دیکھ کر پوچھا،''آپ (فکرِ مدینہ میں) کہاں تک پہنچے؟'' آپ نے جواب دیا، ''پل صراط پر۔'' (احیاء العلوم، کتاب التفکر، ج ٥، ص ١٦٣)

﴿اللہ عزّوجلّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ علیہ وسلّم﴾

﴿50﴾ غلام کے جوابات سن کر ”فکرِ مدینہ“....

حضرت سیدنا ابراھیم بن ادھم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک غلام خریدا اور اس کا نام دریافت کیا تو اس نے جواب دیا، ”آپ جس نام سے چاہیں پکاریں۔“ پھر میں نے اس سے سوال کیا، ”تم کیا کھانے کے عادی ہو؟“ اس نے کہا، ”جو آپ کھلا دیں گے کھالوں گا۔“ میں نے پوچھا، ”تمہاری کوئی خواہش ہو تو بتاؤ؟“ اس نے جواب دیا، ”جو آپ کی خواہش ہو، غلام کو ان چیزوں سے بحث نہیں ہوا کرتی۔“ یہ سن کر میں نے سوچا کہ، ”کاش! میں بھی اللہ تعالیٰ کا یونہی اطاعت گزار ہوتا تو کتنا بہتر تھا۔“

(تذکرۃ الاولیاء، ج۱، ص ۹۹)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿51﴾ حدیث بیان کرنے سے پہلے ”فکرِ مدینہ“....

حضرت سیدنا بشر حافی رضی اللہ عنہ نے محدث ہونے کے باوجود کبھی حدیث بیان نہیں کی اور فرمایا کرتے تھے، ”میرے اندر حصولِ شہرت کا جذبہ ہے اور اگر یہ خامی نہ ہوتی تو میں ضرور حدیث بیان کرتا۔“ (تذکرۃ الاولیاء، ج۱، ص ۱۰۷)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿52﴾ نفس کی بھلائی کے لئے ”فکرِ مدینہ“....

حضرت سیدنا علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ، ”آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف کیوں دیتے ہیں؟“ جواب دیا، ”اس لئے کہ مجھے اس کی بھلائی منظور ہے اور میں اسے جہنم کی تکالیف سے بچانا چاہتا ہوں۔“ لوگوں نے عرض کی، ”لیکن آپ اس کے

مکلّف تو نہیں کہ اسے اتنی تکلیف دیں؟'' ارشاد فرمایا، ''جو میرے اختیار میں ہے، اس میں کوتاہی مجھے زیب نہیں دیتی کہ کہیں میدانِ محشر میں مجھ پر یہ حسرت نہ طاری ہو جائے کہ کاش! فلاں کام کر ہی لیتے تو کتنا اچھا تھا۔'' (کیمیائے سعادت ج۲،ص ۸۹۴)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿53﴾ گرم پتھروں پر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، ''ایک شخص ننگے پاؤں گرم ریت اور پتھروں پر چل رہا تھا، پھر ان پر لوٹ پوٹ ہوتے ہوئے کہنے لگا، ''اے مردار نفس! تو کب تک یوں رات دن سرکشی پر آمادہ رہے گا؟'' اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے اور اس سے پوچھا، ''اے بندۂ خدا! کیوں اپنے آپ کو ہلکان کرتا ہے؟'' اس شخص نے جواب دیا، ''اس لئے کہ یہ نفس مجھ پر غالب آنا چاہتا ہے۔''

(کیمیائے سعادت ج۲،ص ۸۹۳)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿54﴾ پوری رات دیوار کو تھام کر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ ایک رات اپنے عبادت خانہ کی چھت پر پہنچے اور دیوار کو تھام کر پوری رات خاموش کھڑے رہے جس کی وجہ سے آپ کے پیشاب میں خون آنے لگا۔ جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا، ''دو چیزوں کی وجہ سے، ایک یہ کہ آج میں خدا عزوجل کی عبادت نہ کرسکا، دوسری یہ کہ بچپن میں مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا، چنانچہ میں ان دونوں چیزوں سے اس قدر خوف زدہ تھا کہ میرا دل

خون ہو گیا اور پیشاب کے راستے خون آنے لگا۔'' (تذکرۃ الاولیاء ج١ ص ١٣٣)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿55﴾ نفسانی خواہش کے لئے وقت ضائع کرنے پر ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کی توبہ کے بارے میں منقول ہے کہ ''آپ ایک عورت پر اس قدر فریفتہ ہو گئے کہ کسی پل چین ہی نہ آتا تھا۔ایک مرتبہ سردیوں کی ایک طویل رات میں صبح تک اس کے مکان کے سامنے انتظار میں کھڑے رہے۔حتی کہ فجر کا وقت ہو گیا تو آپ کو شدید ندامت ہوئی کہ ''میں مفت میں ایک مخلوق کی خاطر اتنا انتظار کرتا رہا،اگر میں یہ رات عبادت میں گزارتا تو اس سے لاکھ درجے اچھا تھا۔'' چنانچہ آپ نے فوراً توبہ کی اور عبادتِ الٰہی عزوجل میں مصروف ہو گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء ج١ ص ١٦٦)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

[وقتِ نزع میں ''فکرِ مدینہ'' کے چند واقعات....]

﴿56﴾ حضرت سیّدُنا مسلم بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رونے لگے۔جب آپ سے رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا، ''مجھے دنیا سے رخصتی کا غم نہیں رلا رہا بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا سفر کٹھن اور طویل ہے جبکہ میرے پاس زادِ سفر بھی کم ہے اور میں گویا ایسے ٹیلے پر جا پہنچا ہوں جس کے بعد جنت اور دوزخ کا راستہ ہے اور میں نہیں جانتا کہ مجھے کس طرف جانے کا حکم ہوگا؟'' (حلیۃ الاولیاء، ذکر اصحاب الصفۃ، ج ١ ص ٣٥٠)

﴾57﴿ حضرت سَیِّدُ نا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو رونے لگے۔ان سے پوچھا گیا،''آپ کو کس چیز نے رُلایا؟''فرمایا،''خدا عزوجل کی قسم! میں نہ تو موت کی گھبراہٹ سے رو رہا ہوں اور نہ ہی دنیا سے رخصتی کے غم میں آنسو بہارہا ہوں۔ بلکہ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ،''دو مٹھیاں ہیں، ایک جہنم میں جائے گی اور دوسری جنت میں....''اور مجھے نہیں معلوم کہ میں کون سی مٹھی میں ہوں گا۔(شعب الایمان،ج۱ص۵۰۲،رقم الحدیث ۸۴۱)

﴾58﴿ حضرت سَیِّدُ نا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت جب قریب آیا تو رو دیئے اور شدید گھبراہٹ کا اظہار ہونے لگا۔لوگوں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا،''میں دنیا چھوٹنے پر نہیں روتا کیونکہ موت مجھے محبوب ہے، بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر دنیا سے جارہا ہوں یا ناراضگی میں؟''

(اسد الغابۃ ج۱،ص۵۷۴)

﴾59﴿ حضرت سَیِّدُ نا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ محترمہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک رونے لگے، ان کو روتا دیکھ کر زوجہ بھی رونے لگیں۔ آپ نے زوجہ سے پوچھا،''تم کیوں روتی ہو؟''انہوں نے جواب دیا،''آپ کو روتا دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا۔''آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا،''مجھے تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول یاد آ گیا تھا،

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ج (ترجمۂ کنز الایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گذر دوزخ پر نہ ہو۔) ﴾پ۱۶،مریم ۷۱﴿

اور میں نہیں جانتا کہ اس سے بعافیت گزر جاؤں گا یا نہیں۔''

(حلیۃ الاولیاء، جلد ۱،ص ۱۱۷)

﴿60﴾ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت جب آپ کے صاحب زادے نے طبیعت دریافت کی تو فرمایا، ''جواب کا وقت نہیں ہے، بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ ایمان پر کردے کیونکہ ابلیس لعین اپنے سر پر خاک ڈالتے ہوئے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ''تیرا دنیا سے ایمان سلامت لے جانا میرے لئے باعثِ ملال ہے۔'' اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ'' ابھی نہیں، جب تک ایک بھی سانس باقی ہے میں خطرے میں ہوں، میں (تجھ سے) سے پرامن نہیں ہوسکتا۔''

(تذکرۃ الاولیاء، ج ١، ص ١٩٩)

﴿61﴾ حضرتِ سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے اپنا انتقال ہونے سے پہلے سجدے میں گر کر آہ وزاری شروع کردی۔ جب لوگوں نے دریافت کیا، ''حضرت! آپ اس قدر عبادت گزار ہونے کے باوجود کیوں روتے ہیں؟'' فرمایا، ''اس وقت سے زیادہ میں کبھی رونے کا محتاج نہیں تھا۔'' اور قرآن عظیم کی تلاوت میں مشغول ہوگئے ، پھر فرمایا، ''اس وقت قرآن سے زیادہ میرا کوئی ہمدرد نہیں، میں اس وقت اپنی عمر بھر کی عبادت کو ہوا میں معلق دیکھ رہا ہوں جیسے تیز وتُند ہوا کے جھونکے اِدھراُدھر لہرارہے ہیں، میں نہیں جانتا کہ یہ ہوا جدائی کی ہے یا ملن کی، دوسری طرف ملک الموت علیہ السلام اور پل صراط ہے اور میں قاضیٔ عادل (یعنی رب تعالیٰ) کی طرف توجہ کئے حکم کا منتظر ہوں کہ نہ جانے مجھے جنت یا دوزخ میں سے کس جانب جانے کا حکم دے دیا جائے۔''

(تذکرۃ الاولیاء، ج ٢، ص ٣٠)

﴿62﴾ حضرت سیدنا محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ بوقتِ وفات پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ جب لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو آنسوؤں سے بھرائی ہوئی آواز میں

فرمایا، ''میں اپنے کسی گناہ کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں بلکہ مجھے تو صرف یہ سوچ کر رونا آ گیا کہ میں نے بہت سی باتوں کو معمولی سمجھا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی باتیں تھیں، تو میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں ان باتوں پر میری پکڑ نہ ہو جائے۔'' اتنا کہنے کے فوراً بعد آپ کی وفات واقع ہوگئی۔ (احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ج ۵، ص ۲۳۲)

﴿63﴾ حضرت سیدنا ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ اپنی وفات کے وقت رونے لگے، کسی نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا، ''میں اللہ تعالیٰ کے قاصد کا انتظار کر رہا ہوں کہ وہ جنت کی خوش خبری سناتا ہے یا (معاذ اللہ) جہنم کی وعید سناتا ہے؟''

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ج ۵، ص ۲۳۱)

﴿64﴾ حضرت سیدنا عامر بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ اپنی موت کے وقت بے قرار ہو کر رونے لگے۔ جب ان سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا، ''میں موت کے ڈر یا دنیا کی محبت میں نہیں رو رہا ہوں بلکہ میں تو اس فکر میں رو رہا ہوں کہ اب میں مر رہا ہوں کسی تو اب گرمیوں کے روزوں میں دوپہر کی پیاس اور سردیوں کی طویل راتوں میں رات کے قیام کی لذت مجھے کہاں اور کیسے نصیب ہوگی، ہائے یہ روح پرور اور جاں بخش لذتیں؟......'' یہی کہتے کہتے ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔''

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ج ۵، ص ۲۳۲)

﴿65﴾ حضرت سیدنا احمد بن خضرویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا تو فرمایا، ''بیٹا! اب جواب دینے کا وقت کہاں کیونکہ میں تو اس فکر میں مبتلاء ہوں کہ جس دروازے کو میں پچانوے سال کھٹکھٹاتا رہا، وہ اب کھلنے کو ہے لیکن

میں نہیں جانتا کہ سعادت کے ساتھ کھلتا ہے یا بدبختی کے ساتھ؟''

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ج ٥، ص٢٣٤)

﴿اللہ عزوجل کی ان سب پر رحمت ہو..اور..ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿66﴾ قبر والے کے بارے میں ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا، ''اے بھائیو! میں رات بھر جاگتا رہا اور قبر والے کے بارے میں سوچتا رہا کہ اگر تم میت کو تین دن بعد اس کی قبر میں دیکھو تو تمہیں اس کے ساتھ ایک طویل عرصہ تک مانوس رہنے کے باوجود اس سے وحشت ہونے لگے اور اگر تم اس کے گھر (یعنی قبر) کو دیکھو جس میں کیڑے پھر رہے ہوں، پیپ جاری ہو، کیڑے اس کے بدن کو کھا رہے ہوں، بدبو بھی آ رہی ہو اور اس کا کفن بوسیدہ ہو چکا ہو،......جبکہ پہلے وہ خوبصورت تھا، اس کی خوشبو اچھی تھی اور کپڑے بھی صاف تھے،......'' اتنا کہنے کے بعد آپ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئے۔(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ج ٥، ص٢٣٧)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿67﴾ قبر پر حاضری کے وقت ''فکرِ مدینہ''....

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوورّاق رضی اللہ عنہ کے مدنی منّے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے،......

اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا ﴿١٧﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اگر کفر کرو اس دن جو بچوں کو بوڑھا کردے گا۔) (پ ٢٩، المزمل: ١٧)

تو خوفِ الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ دم توڑ دیا۔ آپ اس کی قبر پر فکرِ مدینہ کرتے ہوئے فرمایا کرتے، ''کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اس بچے نے ایک ہی آیت پڑھ کر خوف سے جان دے دی لیکن میرے اوپر برسوں کی تلاوت کے بعد بھی یہ آیت اثر انداز نہ ہوسکی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج٢، ص٨٧)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿68﴾ آنکھ کی حفاظت کے بارے میں ''فکرِ مدینہ''....

کسی نے حضرت سیدنا جنید بغدادی سے پوچھا، ''میں اپنی آنکھ کو بدنگاہی سے نہیں بچا پاتا، میں کس طرح اس کی حفاظت کروں؟'' آپ نے ارشاد فرمایا، ''تم اس بات کا یقین کرلو کہ جب تم کسی کو بری نظر سے دیکھ رہے ہوتے ہو تو حق تعالیٰ تمہیں کہیں زیادہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔'' (کیمیائے سعادت، ج ٢، ص ٨٨٦)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿69﴾ قبر والوں کے پاس ''فکرِ مدینہ''....

حضرت ابراہیم بن یزید عبدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس حضرت رباح قیسی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا، ''ہمارے ساتھ آخرت والوں کے پاس چلو تا کہ ہم ان کے پاس جا کر ایک عہد باندھیں۔'' میں ان کے ساتھ چل پڑا، حتیٰ کہ ہم قبرستان پہنچ گئے۔ وہاں ایک قبر کے پاس بیٹھ کر انھوں نے فرمایا، ''اے ابواسحاق! تمہارا کیا خیال ہے، اگر ان مُردوں میں سے کوئی تمنا کرے تو کیا تمنا کرے گا؟'' میں نے کہا، ''واللہ! وہ یہ تمنا کرے گا کہ اس کو دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی باتیں سنے اور اپنی اصلاح کرے۔'' یہ سن کر آپ نے فرمایا، ''ہم ابھی اس

دنیا میں موجود ہیں ۔'' پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور عبادت و ریاضت میں خوب مشقت برداشت کی اور بہت تھوڑا عرصہ زندہ رہ کر فوت ہوگئے ۔

(ذم الھوٰی، الباب التاسع والاربعون، ص٤٤٧)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(70) رات بھر قبرستان میں ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا عطاء سلمی رضی اللہ عنہ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب رات ہوتی تو قبرستان کی طرف نکل جاتے اور فرماتے ، ''اے اھل قبور! تم مرگئے ، ہائے موت! تم نے اپنے اعمال دیکھ لئے ، ہائے رے عمل !'' پھر فرماتے ، ''کل عطا بھی قبرستان میں ہوگا ، کل عطا بھی قبرستان میں ہوگا ۔'' صبح ہونے تک آپ یونہی فکرِ مدینہ میں مشغول رہتے ۔

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ج ٥، ص ٢٣٨)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(71) قبرستان کے مُردوں کو مخاطب کر کے ''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا یزید رقاشی رضی اللہ عنہ قبروں کے پاس جا کر فرمایا کرتے ، ''اے قبر کے گڑھے میں دفن ہوجانے والو! اے تنہائی میں رہنے والو! اے زمین کے اندرونی حصہ سے مانوس ہوجانے والو! کاش مجھے پتہ چل جاتا کہ میں تمہارے کون سے اعمال سے خوش خبری حاصل کروں؟ اور تم میں سے کون سے بھائی پر رشک کروں؟ یہ فرما کر رونا شروع کردیتے ۔(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ج٥، ص ٢٣٧)

(72) قبر میں ''فکرِ مدینہ''....

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں ایک قبر کھود رکھی تھی ۔ جب کبھی

اپنے دل میں کچھ سختی پاتے تو اس میں لیٹ جاتے اور کچھ وقت گزرنے کے بعد یہ آیت پڑھتے، "رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ" (ترجمۂ کنز الایمان: اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے، شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں۔) (پ۱۸، مومنون:۹۹،۱۰۰)" اس آیت کو بار بار پڑھنے کے بعد اپنے آپ سے فرماتے، "اے ربیع! اب تجھے مہلت دے دی گئی ہے، پس عمل کر۔"

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ج۵، ص ۲۳۸)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿73﴾ نیند قربان کر کے "فکرِ مدینہ"....

حضرت سیدنا احمد حرب رضی اللہ عنہ عمر بھر شب بیدار رہے۔ جب کبھی لوگ آپ سے آرام کرنے کے لئے اصرار کرتے تو فرماتے، "جس کے لئے جہنم دہکائی جارہی ہو اور بہشت کو آراستہ کیا جارہا ہو، لیکن وہ نہ جانتا ہو کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے، اس کو کیسے نیند آسکتی ہے؟" (تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۲۲۰)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿74﴾ صدقہ دینے سے پہلے "فکرِ مدینہ"....

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "بزرگانِ دین رضی اللہ عنہم میں سے اگر کوئی صدقہ کرنا چاہتا تو وہ غور وفکر کرتا اور سوچتا، اگر اللہ عزوجل کی رضا کے لئے ہوتا تو کر دیتا۔" (احیاء العلوم، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، ج ۵، ص ۱۳۳)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿75﴾ چراغ بجھنے پر" فکرِ مدینہ"....

حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک مرتبہ چراغ بجھ گیا تو آپ محض اس خوف سے روتے رہے کہ کہیں ایمان کی شمع بھی غفلت کے جھونکوں سے نہ بجھ جائے۔(تذکرۃ الاولیاء، ج ١،ص ٢٦٧)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿76﴾ "ایک حبشی غلام" کی "فکرِ مدینہ"....

حضرت سیدنا رباح عبسی رضی اللہ عنہ نے ایک حبشی غلام کو چار دینار میں خریدا۔ وہ غلام نہ تو رات کو خود سوتا اور نہ ہی آپ کو سونے دیتا۔ ایک مرتبہ جب رات کی تاریکی ہر طرف چھا چکی تھی، آپ نے اس غلام سے پوچھا، "اے بندے! تم سوتے کیوں نہیں اور نہ ہی ہمیں سونے دیتے ہو؟ اس نے جواب دیا، "اے میرے مالک! جب رات کا اندھیرا پھیل جاتا ہے تو میں (فکرِ مدینہ کرتے ہوئے) قبر اور جہنم کی تاریکی کو یاد کرتا ہوں تو میری نیند اڑ جاتی ہے، اور جب میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کو یاد کرتا ہوں تو میرا دل غمگین ہوجاتا ہے، پھر جب میں جنت اور اس کی نعمتوں کو یاد کرتا ہوں تو میرا شوقِ عبادت بڑھ جاتا ہے، اب آپ ہی بتایئے کہ میں کیسے سوسکتا ہوں؟" حضرت سیدنا رباح رضی اللہ عنہ نے جب یہ جواب سنا تو رونے لگے حتی کہ آپ پر غشی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب آپ کی حالت کچھ سنبھلی تو ارشاد فرمایا، "اے غلام! تم جیسی ہستی کا مالک مجھ جیسا آدمی نہیں ہونا چاہیے، میں تمہیں اللہ عزوجل کی رضا کے لئے آزاد کرتا ہوں۔"

﴿درۃ الناصحین، المجلس الخامس والستون، ص٢٩٥﴾

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

﴿77﴾ مدنی مُنّے کی ''فکرِ مدینہ''....

ایک بزرگ رضی اللہ عنہ نہر کے کنارے پر چل رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک بچہ کنارے پر بیٹھا وضو کر رہا ہے اور رو بھی رہا ہے۔ آپ نے پوچھا، ''اے مُنّے! تم کیوں رو رہے ہو؟'' اس نے عرض کی کہ ''میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا، جب میں اس آیت پر پہنچا، ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ.(ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔) (پ ۲۸، التحریم: ٦)'' تو میں ڈر گیا کہ اللہ تعالیٰ کہیں مجھے جہنم میں نہ ڈال دے۔'' آپ نے فرمایا، ''مُنّے! تم تو بہت چھوٹے ہو، تم جہنم میں نہیں جاؤ گے۔'' وہ کہنے لگا، ''بابا جان! آپ تو سمجھ دار ہیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ جب لوگ اپنی ضرورت کے لئے آگ جلاتے ہیں تو پہلے چھوٹی لکڑیوں کو رکھتے ہیں پھر بڑی لکڑیاں آگ میں ڈالتے ہیں۔''

وہ بزرگ اس ننھے مدنی منے کے اندازِ فکر مدینہ کو دیکھ کر بہت روئے اور فرمانے لگے، ''یہ بچہ ہم سے کہیں زیادہ جہنم کی آگ سے ڈرتا ہے تو ہمارا حال کیا ہونا چاہئے، اے سمجھ دارو! عبرت پکڑو، تم آگ کی طرف بڑھتی ہوئی اپنی جان پر آنسو کیوں نہیں بہاتے؟ موت تمہارے سر پر آن پہنچی، قبر تمہاری منزل ہے، قیامت تمہارا ٹھکانہ ہے، گواہ مضبوط ہیں، فیصلہ کرنے والا اللہ جبّار عزوجل ہے، نداء دینے والے سیدنا جبرائیل علیہ السلام ہیں، قید خانہ جہنم ہے، باندھنے کے لئے آگ کی زنجیریں ہیں، اور تمہارا حال یہ ہے کہ سورج کی گرمی برداشت نہیں کر سکتے، تو تم جہنم میں سانپوں کے ڈسنے اور بچھو کے کاٹنے

کو کس طرح برداشت کر پاؤ گے؟"

(درۃ الناصحین، ص٣٠٥ المجلس السابع والستون)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿78﴾ نوجوان کی "فکرِ مدینہ"....

حضرت سَیِّدُ نا عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چند لوگ ایک مرتبہ باہر نکلے۔ہم میں بوڑھے بھی تھے اور وہ نوجوان بھی جو فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھتے تھے حتی کہ طویل قیام کی وجہ سے ان کے پاؤں سوج گئے تھے اور آنکھیں اندر کو دھنس چکی تھیں، ان کی جلد کا چمڑا ہڈیوں سے مل گیا تھا اور رگیں باریک تاروں کی مثل معلوم ہوتی تھیں۔ان کی حالت ایسی ہوگئی تھی کہ گویا وہ قبروں سے نکل کر آرہے ہوں۔ ہمارے درمیان یہ گفتگو چل رہی تھی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اطاعت گزار لوگوں کو عزت بخشی اور نافرمان لوگوں کو ذلیل کیا، کہ اسی دوران ان میں سے ایک نوجوان بے ہوش ہو کر گر گیا اور اس کے دوست اس کے گرد بیٹھ کر رونے لگے۔سخت سردی کے باوجود اس کے ماتھے پر پسینہ آیا ہوا تھا۔ پانی لا کر اس کے چہرے پر چھڑکا گیا تو اسے افاقہ ہوا۔جب اس سے ماجرا پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ "مجھے یہ یاد آ گیا تھا کہ میں نے اس جگہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی۔" (احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٩)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿79﴾ ایک شخص کو دعوتِ "فکرِ مدینہ"....

ایک شخص کسی حسین نوجوان یہودی کو دیکھنے میں مشغول تھا کہ حضرت سیدنا جنید

بغدادی رضی اللہ عنہ آن پہنچے۔ وہ شخص آپ سے کہنے لگا، ''ایسی حسین صورت بھی جہنم میں جلے گی؟'' آپ نے فرمایا کہ، ''اس پر نگاہ ڈالنا بھی نفسانی خواہش کے سبب ہے، اگر عبرت کا حصول ہی مقصود ہے تو دنیا میں اور بھی بہت سی چیزیں ہیں۔''

﴿تذکرۃ الاولیاء، ج۲، ص ۵۳﴾

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿80﴾ گناہ کا موقع ملنے پر ''فکرِ مدینہ''....

بنی اسرائیل کا ایک شخص نہایت عبادت گزار تھا۔ وہ رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتا اور دن میں گھوم پھر کر کچھ اشیاء لوگوں کو بیچا کرتا۔ وہ اکثر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے کہتا، ''اے نفس! اللہ عزوجل سے ڈر۔'' ایک دن وہ حسب معمول اپنے گھر سے روزی کمانے کے لئے نکلا اور چلتے چلتے ایک امیر کے دروازے کے قریب پہنچا اور اپنی اشیاء بیچنے کے لئے صدا لگائی۔ امیر کی بیوی نے جب اس حسین شخص کو اپنے دروازے کے قریب دیکھا تو اس پر عاشق ہوگئی اور اسے بہانے سے محل کے اندر بلا لیا پھر اس سے کہنے لگی، ''اے تاجر! میرا دل تمہاری طرف مائل ہو چکا ہے، میرے پاس بہت مال ہے اور زرق برق لباس ہیں، تم یہ کام چھوڑ دو میں تجھے ریشمی لباس اور بہت سا مال دوں گی۔''

یہ پیش کش سن کر اس کا نفس اس عورت کی طرف مائل ہونے لگا لیکن اس نے اپنی عادت کے مطابق کہا، ''اے نفس! اللہ عزوجل سے ڈر۔'' اور اس عورت کو جواب دیا، ''مجھے اپنے رب عزوجل کا خوف ہے۔'' وہ عورت کہنے لگی، ''تم میری خواہش پوری کئے بغیر یہاں سے

نہیں جاسکتے۔''اس شخص نے پھر کہا،''اے نفس! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر۔'' اور نجات کی ترکیب سوچنے لگا۔ بالآخر اس نے عورت سے کہا،''مجھے مہلت دو کہ میں وضو کرکے دو رکعتیں ادا کرلوں۔''اجازت ملنے پر اس نے وضو کیا اور چھت پر چلا گیا۔ جہاں اس نے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر چھت سے نیچے جھانکا تو اس کی اونچائی بیس گز تھی۔ اس نے بے بسی سے آسمان کی طرف دیکھا اور یوں عرض کی،''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ میں طویل عرصہ سے تیری عبادت میں مشغول ہوں، مجھے اس آفت سے نجات عطا فرما۔'' یہ کہہ کر وہ چھت سے کود گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا،''جاؤ میرے بندے کو زمین تک پہنچنے سے پہلے سنبھال لو، اس نے میرے عتاب کے خوف سے چھلانگ لگائی ہے۔'' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نہایت تیزی سے آکر اس شخص کو یوں تھام لیا جیسے کوئی ماں اپنے بچے کو پکڑتی ہے اور زمین پر کسی پرندے کی طرح بٹھا دیا۔

(درۃ الناصحین، ص۳۱۳ المجلس التاسع والستون)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

(81) گریبان پر گناہ لکھوا کر''فکرِ مدینہ''....

منقول ہے کہ حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بچپن میں ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا۔ آپ جب بھی کوئی نیا لباس سلواتے تو اس کے گریبان پر وہ گناہ درج کر دیتے۔ اور اکثر اس کو دیکھ کر اس قدر گریہ وزاری کرتے کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔

(تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۳۹)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿82﴾ زندگی کی آخری رات میں ''فکرِ مدینہ''.....

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ میں رات کے وقت ایک گلی سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک درد بھری آواز میری سماعت سے ٹکرائی، اس آواز میں اتنا کرب تھا کہ میرے اٹھتے ہوئے قدم رک گئے اور میں ایک گھر سے آنے والی اس آواز کو غور سے سننے لگا۔

میں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ (فکرِ مدینہ کرتے ہوئے) ان الفاظ میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں مناجات کررہا تھا ''اے اللہ عزوجل! تو ہی میرا مالک ہے! تو ہی میرا آقا ہے! تیرے اس مسکین بندے نے تیری مخالفت کی بناء پر سیاہ کاریوں اور بدکاریوں کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ نفس کی خواہشات نے مجھے اندھا کردیا تھا اور شیطان نے مجھے غلط راہ پر ڈال دیا تھا جس کی وجہ سے میں گناہوں کی دلدل میں پھنس گیا، اے اللہ! اب تیرے غضب اور عذاب سے کون مجھے بچائے گا؟''

(یہ سن کر) میں نے باہر کھڑے کھڑے یہ آیت کریمہ پڑھی،

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ﴿۶﴾ (ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سخت کرّے (طاقتور) فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔) ﴿پ ۲۸، التحریم ۶﴾

جب اس نے یہ آیت سنی تو اس کے غم کی شدت میں اور اضافہ ہوگیا اور وہ شدتِ کرب سے چیخنے لگا اور میں اسے اسی حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت میں دوبارہ اس گھر کے قریب سے گزرا تو دیکھا کہ ایک میت موجود ہے اور لوگ اس کے کفن ودفن کے انتظام میں مصروف ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ ''یہ مرنے والا کون تھا؟'' تو انہوں نے جواب دیا کہ ''مرنے والا ایک نوجوان تھا جو ساری رات خوفِ خدا کے سبب روتا رہا اور سحری کے وقت انتقال کر گیا۔''

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج١، ص٥٣٠، رقم الحدیث ٩٣٧)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿83﴾ ویرانے میں ''فکرِ مدینہ''....

ایک بادشاہ جو شکار کے لئے نکلا تھا، جنگل میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ اس نے جنگل میں ایک جگہ کمزور غم زدہ نوجوان کو دیکھا جو بیٹھا انسانی ہڈیوں کو الٹ پلٹ کر رہا ہے۔ بادشاہ نے نوجوان سے پوچھا، ''تمہیں کیا ہوا؟ اور اس سنسان ویرانے میں اکیلے کیا کر رہے ہو؟'' اس نوجوان نے جواب دیا، ''اس لئے کہ مجھے طویل سفر درپیش ہے، دو مؤکل (یعنی دن اور رات) میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور مجھے خوف دلا کر آگے (یعنی موت) کی جانب دوڑا رہے ہیں،......میرے سامنے تنگ وتاریک، تکالیف سے بھرپور قبر ہے،......آہ! عنقریب مجھے زیرِ زمین گلنے سڑنے کے لئے چھوڑ دیا جائے گا،......آہ! وہاں تنگی ووحشت کا بسیرا ہوگا، مجھے کیڑوں کی خوراک بننا ہوگا یہاں تک کہ میری ہڈیاں الگ الگ ہوجائیں گی،......صرف یہی نہیں بلکہ اس کے بعد قیامت کا کٹھن مرحلہ بھی ہوگا، میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد مجھے داخلِ جنت ہونا نصیب ہوگا یا (معاذ اللہ) مجھے جہنم

میں پھینک دیا جائے گا،......اب تم ہی بتاؤ کہ جسے اتنے خطرناک مراحل سے گزرنا ہو وہ کس طرح خوش رہ سکتا ہے؟'' یہ باتیں سن کر بادشاہ بھی رنج وغم سے نڈھال ہوگیا۔

﴿روض الریاحین۔الحکایۃ التاسعۃ بعد المئتین ،ص۲۶۹﴾

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿84﴾ رات بھر''فکرِ مدینہ''....

حضرت سیدنا عبیداللہ بجلی رضی اللہ عنہ رات بھر فکر مدینہ کرتے اور روتے رہتے اور بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض کرتے ،''یااللہ عَزَّوَجَلَّ! میں وہ شخص ہوں جس کی عمر بڑھی تو گناہ بھی زیادہ ہوگئے،......میں ہی وہ شخص ہوں کہ جب میں نے ایک خطاء کو چھوڑنے کا ارادہ کیا تو دوسری کی خواہش سامنے آگئی۔'' پھر اپنے آپ سے کہتے ،''اے عبید! تمہاری پہلی خطا پرانی نہ ہوئی اور تُو دوسری کا طلب گار ہوگیا،......اے عبید! اگر آگ تیرا ٹھکانہ ہو(تو کیا کرے گا ؟)،......اے عبید ! ہوسکتا ہے کہ گرز (یعنی بڑے ہتھوڑے) تیرے لئے بنے ہوں۔''......

﴿احیاء العلوم، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ،ج ۵،ص ۱۵۹﴾

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿85﴾ زناء کی خواہش پر''فکرِ مدینہ''....

بنی اسرائیل کا ایک عابد اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا تھا۔گمراہوں کا گروہ ایک طوائف کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ ''تم کسی نہ کسی طرح اس عابد کو بہکا دو۔'' چنانچہ وہ فاحشہ ایک اندھیری رات میں،جب کہ بارش برس رہی تھی،اس عابد کے پاس آئی اور اس کو پکارا۔عابد نے جھانک کر دیکھا،تو عورت نے کہا کہ ''اے اللہ! کے

بندے مجھے اپنے پاس پناہ دے۔'' لیکن عابد نے اس کی پرواہ نہ کی اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ وہ طوائف اسے بارش اور اندھیری رات یاد دلا کر پناہ طلب کرتی رہی حتی کہ عابد نے رحم کھا کر اسے اندر بلا لیا۔ وہ عابد سے کچھ فاصلے پر جا کر لیٹ گئی اور اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ یہاں تک کہ عابد کا دل بھی اس کی طرف مائل ہو گیا۔

لیکن اسی لمحہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف نے اس کے دل میں جوش مارا، عابد نے اپنا محاسبہ کرتے ہوئے خود کو مخاطب کر کے کہا، ''واللہ! ایسا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو دیکھ لے کہ آگ پر کتنا صبر کر سکتا ہے۔'' پھر وہ چراغ کے پاس گیا اور اپنی ایک انگلی اس کے شعلے میں رکھ دی، حتی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گئی۔ پھر اس نے نماز کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کی لیکن اس کے نفس نے دوبارہ فاحشہ کی طرف بڑھنے کا مشورہ دیا۔ یہ چراغ کے پاس گیا اور اپنی دوسری انگلی بھی جلا ڈالی، پھر اس کا نفس اسی طرح خواہش کرتا رہا اور وہ اپنی انگلیاں جلاتا رہا، حتی کہ اس نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں، عورت یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی، چنانچہ خوف و دہشت کے باعث اس نے ایک چیخ ماری اور مر گئی۔

(ذم الھوٰی، ص١٩٩)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم﴾

(86) بوسیدہ ہڈیاں دیکھ کر ''فکرِ مدینہ''....

ایک شخص جسے ''دینار عیار'' کہا جاتا تھا، اس کی ماں اسے بری حرکتوں سے منع کرتی لیکن وہ باز نہ آتا تھا۔ ایک دن اس کا گزر ایک قبرستان سے ہوا جہاں بہت سی بوسیدہ ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک ہڈی اٹھائی تو وہ اس کے ہاتھ میں بکھر گئی۔ یہ دیکھ کر وہ سوچ میں پڑ گیا اور فکرِ مدینہ کرتے ہوئے خود سے کہنے لگا،

''تیری ہلاکت ہو! ایک دن تُو بھی ان میں شامل ہو جائے گا اور تیری ہڈیاں بھی اسی طرح بوسیدہ ہو جائیں گی جبکہ جسم مٹی میں مل جائے گا ، اس کے باوجود تُو گناہوں میں مشغول ہے؟'' اس کے بعد اس نے توبہ کی اور کہنے لگا، ''اے میرے ربعَزَّوَجَلَّ! میں خود کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، مجھ پر رحم فرما اور مجھے قبول کر لے۔''

پھر وہ زرد چہرے اور شکستہ دل کے ساتھ اپنی ماں کے پاس پہنچے اور کہنے لگے، ''امی جان! بھاگا ہوا غلام جب پکڑا جائے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟'' ماں نے جواب دیا کہ، ''اسے کھردرا لباس، سوکھی روٹی دی جاتی ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جاتے ہیں۔'' انہوں نے عرض کی، ''آپ میرے ساتھ وہی سلوک کریں جو بھاگے ہوئے غلام کے ساتھ کیا جاتا ہے، شاید کہ میری اس ذلت کو دیکھ کر میرا مالک مجھے معاف فرما دے۔'' ان کی ماں نے یہ خواہش پوری کر دی۔ جب رات ہوتی تو یہ روتے اور آہ وزاری شروع کر دیتے اور فرماتے، ''اے دینار! تو ہلاک ہو جائے! کیا تجھے اپنے آپ پر قابو نہیں ہے، تو کس طرح اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکے گا؟'' یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔

ایک رات ان کی ماں نے کہا، ''بیٹا! اپنے آپ پر ترس کھاؤ اور اتنی مشقت مت اٹھاؤ۔'' انہوں نے جواب دیا، ''مجھے اسی حال پر رہنے دیں، تھوڑی سی مشقت کے بعد شاید مجھے طویل آرام نصیب ہو جائے ، امی جان! میری نافرمانیوں کی ایک طویل فہرست رب تعالیٰ کے سامنے موجود ہے اور میں نہیں جانتا کہ مجھے مقامِ رحمت میں جانے کا حکم ہو گا یا وادیٔ ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں گا؟ مجھے اس تکلیف کا خوف ہے جس کے بعد کوئی راحت نہیں ملے گی ، مجھے ایسی سزا کا ڈر ہے جس کے بعد بھی معافی نہیں ملے

گی۔'' ماں نے یہ سن کر کہا، ''اچھا! تھوڑا سا تو آرام کرلو۔'' وہ کہنے لگے، ''میں کیسے آرام کرسکتا ہوں کیا آپ میری مغفرت کی ضمانت دیتی ہیں؟ کون میری بخشش کی ضمانت دے گا؟ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے! ایسا نہ ہو کہ کل لوگ جنت کی جانب جارہے ہوں اور میں جہنم کی طرف......۔''

ایک مرتبہ ان کی والدہ قریب سے گزریں تو انہوں نے یہ آیت پڑھی ،

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے، جو کچھ وہ کرتے تھے۔)

﴿پ۱۴، الحجر: ۹۲، ۹۳﴾

اور اس پر غور کرنے لگے، یہاں تک سانپ کی طرح لوٹنے لگے، بالآخر بے ہوش ہوگئے۔ ان کی ماں نے بہت پکارا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ وہ کہنے لگیں، ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اب کہاں ملاقات ہوگی؟'' انہوں نے کمزور سی آواز میں جواب دیا، ''اگر قیامت کے دن میں آپ کو نہ مل سکوں تو دروازۂ جہنم سے پوچھ لیجئے گا۔'' پھر ایک چیخ ماری اور ان کی روح پرواز کرگئی۔ (کتاب التوابین ۰ ص ۲۵۶)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم﴾

﴿87﴾ ایامِ زندگی شمار کرکے ''فکرِ مدینہ''....

پچھلی امتوں میں سے ایک بزرگ جن کا نام زید بن صمت علیہ الرحمۃ تھا، ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے، ''میرے دوستو! آج جب میں نے اپنی عمر کا حساب لگایا تو میری عمر ساٹھ سال بنتی ہے اور ان سالوں کے دن بنائے جائیں تو اکیس ہزار چھ سو بنتے ہیں۔ میں یہ سوچتا ہوں کہ اگر ہر روز میں نے ایک گناہ بھی کیا ہو تو قیامت کے دن مجھے

نہایت مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا کہ میں تو کسی ایک گناہ کا بھی حساب نہ دے پاؤں گا۔'' یہ کہنے کے بعد انہوں نے سر سے عمامہ اتارا اور زاروقطار رونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد انہیں افاقہ ہوا تو پھر رونے لگے اور اتنی شدت سے گریہ وزاری کی کہ ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ (حکایات الصالحین، ص ٤٩)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿88﴾ ایک باپ کی ''فکرِ مدینہ''....

مروی ہے کہ ایک شخص کا چھوٹا بچہ اس کے ساتھ بستر پر سویا کرتا تھا۔ ایک رات وہ بچہ بہت بے چین ہوا اور سویا نہیں۔ اس کے باپ نے پوچھا، ''پیارے بیٹے! کیا کہیں پر درد ہے؟'' تو بچے نے عرض کی، ''ابا جان! نہیں، لیکن کل جمعرات ہے جس میں پورے ہفتے کے دوران پڑھائے جانے والے اسباق کا امتحان ہوتا ہے، اور مجھے یہ خوف کھائے جا رہا ہے کہ اگر میں نے سبق صحیح نہ سنایا تو استاذ صاحب مجھ سے ناراض ہوں گے اور سزا دیں گے۔'' یہ سن کر اس شخص نے زور سے چیخ ماری اور اپنے سر پر مٹی ڈال کر رونے لگا اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے کہنے لگا، ''مجھے اس بچے کی نسبت زیادہ خوف زدہ ہونا چاہئے کہ کل قیامت کے دن مجھے دنیا میں کیے گئے گناہوں کا حساب اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دینا ہے۔'' (درۃ الناصحین، المجلس الخامس والستون، ص ٢٩٥)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

﴿89﴾ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں قدم بڑھنے پر ''فکرِ مدینہ''....

بنی اسرائیل میں ایک بزرگ رضی اللہ عنہ عرصہ دراز سے اپنے حجرہ میں مصروفِ عبادت تھے۔ ایک مرتبہ ایک عورت ان کے دروازے پر آن کھڑی ہوئی اور ان کی نگاہ اس

عورت پر پڑی تو شیطان نے انہیں بہکا دیا۔ چنانچہ آپ اس عورت کی طرف بڑھے لیکن جیسے ہی اپنا ایک پاؤں حجرہ سے باہر نکالا، خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ آپ پر غالب آیا اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے کہنے لگے، ''نہیں! مجھے یہ کام نہیں کرنا چاہیے (اور اس گناہ سے رک گئے)۔''

(کتاب التوابین، ص۷۹)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾

(90) خادم کو سزا دینے کے بعد ''فکرِ مدینہ''....

امام اہلِ سنت، مجددِ دین وملت، پروانۂ شمع رسالت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ایک مرتبہ بریلی شریف کی مسجد میں معتکف تھے۔ آپ بعدِ افطار کھانا تناول نہ فرماتے بلکہ صرف پان نوش فرماتے۔ جبکہ سحری کے وقت گھر سے صرف ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرینی اور ایک پیالی میں چٹنی آیا کرتی تھی، وہ نوش فرمایا کرتے تھے۔

ایک دن شام کو پان نہیں آئے اور آپ کی یہ پختہ عادت تھی کہ کھانے کی کوئی چیز طلب نہیں فرماتے تھے چنانچہ خاموش رہے۔ لیکن طبیعت میں ناگواری ضرور پیدا ہوئی۔ مغرب سے تقریباً دو گھنٹہ بعد گھر کا ملازم ایک بچہ پان لایا، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن نے اسے ایک چپت مار کر فرمایا کہ ''اتنی دیر میں لایا؟'' لیکن بعد میں آپ کو خیال آیا کہ اس بے چارے کا تو کوئی قصور نہ تھا، قصور تو دیر سے بھیجنے والے کا تھا۔

چنانچہ سحری کے وقت سحری کرنے کے بعد مسجد کے باہر دروازہ پر تشریف لائے۔ اور اُس بچے کو بلوایا جو شام کو پان دیر میں لایا تھا اور فرمایا کہ ''شام کو میں نے غلطی کی جو تمہارے چپت ماری' دیر سے بھیجنے والے کا قصور تھا، لہٰذا تم میرے سر پر چپت

مارو۔'' اورٹوپی اتارکراصرار فرمارہے ہیں ۔دوسرے معتکفین یہ سن کر مضطرب اور پریشان ہو گئے اوروہ بچہ بھی بہت پریشان اور کانپنے لگا۔اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا ''حضور! میں نے معاف کیا۔''فرمایا'' تم نابالغ ہوتمہیں معاف کرنے کا حق نہیں ،تم چپت مارو۔'' مگر وہ مارنے کی ہمت نہ کرسکا۔آپ نے اپنا بکس منگوا کر مٹھی بھر پیسے نکالےاوروہ پیسے دکھا کرفرمایا''میں تم کو یہ دوں گا،تم چپت مارو۔'' مگر بے چارہ یہی کہتا رہا،'' حضور! میں نے معاف کیا۔''آخرکار اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بہت سی چپتیں اپنے سر مبارک پراس کے ہاتھ سے لگائیں اورپھراس کو پیسے دے کررخصت کیا۔(حیاتِ اعلیٰ رضی اللہ عنہ جلد ١ ص ١٠٧)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

41حکایاتِ عطّاریہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

الحمدللہ عزوجل! شیخِ طریقت ،آفتابِ قادریت، مہتابِ رضویت ،عالمِ شریعت،پیرِطریقت، پروانۂ شمعِ رسالت، عاشقِ اعلیٰ حضرت،امیرِ اہلِ سنت،بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتھم العالیہ آج کے پرفتن دور میں ہمارے انہی اسلاف کرام رحمھم اللہ کی یادگار ہیں جن کی ''**فکرِ مدینہ** ''کے سبق آموز واقعات آپ نے پچھلے صفحات میں پڑھے۔اسلاف کرام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی نہ صرف خود''فکرِ مدینہ''میں مشغول رہتے ہیں بلکہ دوسرے اسلامی بھائیوں کوبھی''فکرِ مدینہ'' کا ذہن دیتے رہتے ہیں۔آپ کے'' **فکرِ مدینہ** ''کرنے اوراس کی ترغیب دینے سے متعلق

''41 حکایاتِ عطاریہ'' پیش خدمت ہیں۔

(1) بلا اُجرت زائد کام کروا لینے پر'' فکرِ مدینہ''.....

امیر اہل سنت، مجددِ دین وملت، علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ پہلے پہل کراچی کی ایک مسجد میں امامت فرماتے تھے۔ آپ کو مسجد کے حجرے کے لئے اپنے نام کی پلیٹ لگانے کے لئے ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے تحریری طور پر اپنا نام ''محمد الیاس قادری رضوی'' پینٹر کے حوالے کیا اور اجرت بھی طے کر لی۔ جب آپ وہ پلیٹ واپس لینے گئے تو پینٹر کے ملازم سے کہا کہ'' قادری رضوی کے ساتھ ''ضیائی'' کا لفظ بھی بڑھا دے (تا کہ پیرو مرشد سیدنا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ کی طرف نسبت کا بھی اظہار ہو جائے)'' اس ملازم نے یہ لفظ بڑھا دیا اور آپ پہلے سے طے شدہ اجرت ادا کر کے واپس لوٹ آئے۔ پھر اچانک خیال آیا کہ مجھ سے تو حق تلفی ہو گئی ہے یعنی اجرت طے کرنے کے بعد لفظ ''ضیائی'' اور وہ بھی پینٹر کی اجازت کے بغیر اس کے ملازم سے لکھوایا ہے جبکہ ظاہر ہے کہ اجرت طے کر لینے کے بعد کسی لفظ کے اضافہ کا حق حاصل نہ تھا، پھر اس اضافہ میں رنگ بھی استعمال ہوا اور اس ملازم کا وقت بھی صرف ہوا۔ یہ سوچ کر آپ پریشان ہو گئے اور دوبارہ پینٹر کے پاس پہنچ کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ''براہِ مہربانی! آپ مزید پیسے لے لیں یا لفظ کا اضافہ معاف فرما دیں۔'' آپ کا یہ انداز دیکھ کر پینٹر ہکا بکّا رہ گیا اور اس نے معافی کے ساتھ ساتھ آپ سے گہری عقیدت کا اظہار کیا اور یہ دعا مانگی کہ ''اللہ عزوجل مجھے بھی آپ جیسا کر دے۔''

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(2) ''فکرِ مدینہ'' کا انوکھا انداز....

امیرِ دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلِ سنت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ ایک مرتبہ رات میں سحری کے وقت کہیں سے گھر واپس آرہے تھے کہ آپ کے قافلے میں شامل گاڑیوں کو ایک ناکے پر پولیس والوں نے روک لیا اور تلاشی لینے پر اصرار کیا۔ اُن سے درخواست کی گئی کہ سحری کا وقت ختم ہونے ہی والا ہے اس لئے آپ بغیر تلاشی کے جانے دیجئے، لیکن انہوں نے اس کی اجازت دینے سے انکار کردیا اور تلاشی لینا شروع کردی، اس دوران سحری کا وقت جاتا رہا۔ تلاشی لے چکنے کے بعد ایک پولیس والے نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا ''کیا کریں جی! یہ ہماری ڈیوٹی ہے۔'' بے اختیار آپ کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے ''کاش! آپ اپنا فرض سمجھتے۔'' جب قافلہ گھر پہنچا تو کچھ ہی دیر بعد اسلامی بھائیوں کو امیرِ اہلِ سنت کی تلاش ہوئی کیونکہ آپ کہیں دکھائی نہ دے رہے تھے۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد آپ باہر سے تشریف لائے اور فرمایا کہ ''میں نے اس پولیس والے سے یہ کہہ ڈالا تھا کہ ''کاش! آپ اپنا فرض سمجھتے......'' ہوسکتا ہے کہ اس کی دل آزاری ہوگئی ہو کہ اس نے تو واقعی اپنا فرض نبھایا تھا، اس لئے میں اس کو راضی کرنے کی خاطر نکلا تھا لیکن وہ مجھے نہ مل سکا۔''

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

(3) کسی کے پسندیدہ چیز لے لینے پر ''فکرِ مدینہ''....

ایک مرتبہ شیخِ طریقت، رہبرِ شریعت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ سے ان کے ایک عزیز نے (بطورِ برکت) ان کے استعمال کا عصا مانگا تو آپ نے فرمایا، ''ایک کی بجائے دو لے لیجئے۔'' جواباً انہوں نے واقعی دونوں عصا لے

لئے ۔ان صاحب کے بیٹے نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے استعمال کا عصا کون سا ہے؟ تا کہ ایک عصا واپس کیا جا سکے لیکن آپ نے (فکرِ مدینہ کرتے ہوئے) فرمایا کہ میں دونوں عصا لے لینے کی اجازت دے چکا ہوں نیز میں اپنی پسندیدہ شے راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کا ثواب کمانا چاہتا ہوں، قرآن پاک میں ہے، **لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ** (ترجمۂ کنز الایمان: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔) (پ۴، اٰل عمران:۹۲)

﴿اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو..اور..ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(4) قطار میں ''فکرِ مدینہ''....

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے ۱۴۰۰ھ میں حرمین طیبین کی زیارت کا ارادہ کیا اور اپنا پاسپورٹ ویزا کے لئے جمع کروا دیا۔ ویزا لگ جانے پر جب آپ اپنا پاسپورٹ لینے کے لئے متعلقہ ایمبیسی پہنچے تو ویزا لینے والوں کی ایک طویل قطار لگی ہوئی تھی۔آپ قطار ہی میں کھڑے ہو گئے۔کسی شناسا ٹریول ایجنٹ کی نظر آپ پر پڑی کہ اتنے اعلیٰ مرتبے کے حامل ہونے کے باوجود انکساری کرتے ہوئے قطار میں کھڑے ہوئے ہیں تو اس نے بعدِ سلام عرض کیا، ''حضور! قطار بہت طویل ہے، آپ کو کئی گھنٹوں تک دھوپ میں انتظار کرنا پڑے گا، آیئے میں آپ کو (اپنے تعلقات کی بنا پر) کھڑکی کے قریب پہنچا دیتا ہوں۔'' تو آپ نے بڑی نرمی سے منع فرما دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ اگر آپ اس کی پیش کش قبول فرما کر آگے تشریف لے جاتے تو پہلے سے قطار میں کھڑے ہونے والوں کی

حق تلفی ہو جاتی۔''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(5) میدانِ محشر کے بارے میں ''فکرِ مدینہ''.....

عرب امارات میں قیام کے دوران بانیٔ دعوتِ اسلامی علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ ایک صاحب کی وساطت سے بعض Test کروانے کے لئے دبئی کے ایک ہسپتال کی لیبارٹری میں تشریف لے گئے ۔ وہاں پر اپنے بول کی شیشی (Urine Bottle) ان صاحب کو ان کے بے حد اصرار کے باوجود نہ اٹھانے دی۔ بعد میں آپ سے عرض کی گئی،'' آپ نے ان صاحب کو یہ شیشی نہیں اٹھانے دی اس میں کیا حکمت ہے؟'' تو ارشاد فرمایا،'' وہ سید صاحب تھے، ان کو اپنے پیشاب کی بوتل کیسے پکڑاؤں؟ اگر قیامت کے دن سید صاحب کے جدِ اعلی اور ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا،'' الیاس! کیا تیرا پیشاب اٹھانے کے لئے میرا بیٹا ہی رہ گیا تھا تو اس وقت میں کیا جواب دوں گا؟''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(6) دری کا دھاگہ نوچ لینے پر ''فکرِ مدینہ''.....

ایک مرتبہ بانیٔ دعوتِ اسلامی علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ سندھ اجتماع کے موقع پر بچھائی گئی دریوں پر تشریف فرما تھے کہ غیر ارادی طور پر آپ نے ایک دری کا دھاگہ نوچ لیا لیکن بعد میں پشیمان ہوئے کہ یہ دریاں تو ٹینٹ والوں سے بیٹھنے کے لئے حاصل کی گئی ہیں نہ کہ دھاگے نوچنے کے لئے ۔ لہذا! آپ نے مجلسِ شوریٰ کے مرحوم نگران حاجی مشتاق عطاری رحمۃ اللہ علیہ کو تحریراً ہدایت کی کہ میری

طرف سے اس دریوں کے مالک سے معافی مانگ لیجئے گا (کیونکہ آپ سیکیورٹی وغیرہ کی مجبوری کی وجہ سے خود اس مالک کے پاس نہیں جاسکتے تھے)............

(ماخوذ از رسالہ "امیرِ اہلِ سنت مدظلہ کی احتیاطیں)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

(7) شہد کی مکھی کے ڈنک مارنے پر "فکرِ مدینہ"....

عرب امارات کے قیام کے دوران غالباً ۴ ربیع الغوث ۱۴۱۸ھ کو قیام گاہ پر علی الصبح اندھیرے میں شیخ طریقت امیر اہلسنت دامت برکاتھم العالیہ کا پاؤں ایک شہد کی مکھی پر پڑ گیا۔اس نے آپ کے پاؤں کے تلوے پر ڈنک ماردیا،جس پرآپ نے بے تاب ہوکر قدم اٹھالیا اور وہ شہد کی مکھی رینگنے لگی۔ایک اسلامی بھائی اس مکھی کو مارنے کیلئے دوا کا اسپرئیر(Flying Insect Killer) اٹھالائے لیکن آپ نے فوراً اس کا ہاتھ روک دیا اور فرمایا،"اس بے چاری کا قصور نہیں،قصور میرا ہی ہے کہ میں نے بغیر دیکھے غریب پر پاؤں رکھ دیا، اب وہ اپنی جان بچانے کے لئے ڈنک نہ مارتی تو اور کیا کرتی ؟" پھر فرمایا،"شہد کی مکھی کے ڈنک میں عذاب قبر وجہنم کی تذکیر یعنی یاد ہے، یہ تو مقامِ شکر ہے کہ مجھے شہد کی مکھی نے کاٹا،اگر اس کی جگہ کوئی بچھو ہوتا تو میں کیا کرتا؟"

ڈنک مچھر کا بھی مجھ سے تو سہا جاتا نہیں قبر میں بچھو کے ڈنک کیسے سہوں گا یارب

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

(8) منچ (اسٹیج) پر جانے سے پہلے "فکرِ مدینہ"....

الحمد للہ عزوجل ! جشن ولادتِ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سلسلے میں ربیع النور شریف کی ۱۲ ویں شب، دعوت اسلامی کی طرف سے باب المدینہ

(کراچی) میں بہت بڑے اجتماعِ ذکر ونعت کا انعقاد کیا جاتا ہے جو غالباً اس موقع پر ہونے والا روئے زمین کا سب سے بڑا اجتماعِ ذکر ونعت ہے۔ ربیع النور شریف ۱۴۱۸ھ کی ۱۲ویں رات ۱۲ بجے جب بانیٔ دعوتِ اسلامی امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی اجتماع میں بیان کرنے کیلئے پہنچے تو تلاوت شروع ہو چکی تھی۔ لہٰذا! آپ منچ (اسٹیج) پر جلوہ گر ہو کر حاضرین کے سامنے آنے کی بجائے منچ کی سیڑھیوں پر ہی بیٹھ کر تلاوت سننے میں مشغول ہو گئے۔ تلاوت ختم ہونے کے بعد جب آپ کے بڑے شہزادے حاجی عبید رضا ابن عطار نے عرض کی کہ "آپ براہ راست منچ پر تشریف لانے کے بجائے اس کی سیڑھی پر بیٹھ گئے، اس میں کیا حکمت تھی؟" تو ارشاد فرمایا قرآن پاک میں ہے کہ "**وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ** ﴿۲۰۴﴾ (ترجمۂ کنز الایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔")

(پ۹، الاعراف: ۲۰۴)

اور...... "فتاویٰ رضویہ (جلد دہم، ص ۱۶۷)" میں ہے، "جب بلند آواز سے قرآن پاک پڑھا جائے تو حاضرین پر سننا فرض ہے جبکہ وہ مجمع سننے کی غرض سے حاضر ہو، ورنہ ایک کا سننا کافی ہے۔ اگرچہ دوسرے لوگ کام میں ہوں۔"

پھر فرمایا، "جب میں حاضر ہوا تو تلاوت جاری تھی، اب اگر میں سیدھا منچ پر چلا جاتا تو خدشہ تھا کہ کوئی اسلامی بھائی استقبالی نعرہ لگا دیتا اور دورانِ تلاوت ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے، لہٰذا! میں نے لوگوں کی نظر سے اوجھل رہ کر منچ کی سیڑھیوں پر بیٹھ جانے ہی میں عافیت جانی۔"

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو.. اور.. اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(9) موت سے متعلق "فکرِ مدینہ"....

ایک مرتبہ رات بھر مَدَنی مشورے کے باعث امیرِ اہلسنت دامت برکاتھم العالیہ سو نہ سکے۔ بعدِ فجر ایک اسلامی بھائی نے عرض کی "ابھی آپ آرام فرمالیں، 10:00 بجے دوبارہ اٹھنا ہے، لہذا! اٹھ کر اشراق و چاشت ادا فرمالیجئے گا۔" آپ نے جواب دیا کہ "زندگی کا کیا بھروسا، سوکر اٹھنا نصیب ہو یا نہیں.. یا.. کیا معلوم آج زندگی کے آخری نفل ادا ہو رہے ہوں؟" یہ فرمانے کے بعد اشراق و چاشت کے نفل ادا فرمائے پھر آرام فرمایا۔

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(10) فکرِ مدینہ کروانے کا ایک انداز

دعوتِ اسلامی کے اوائل میں شیخ طریقت امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی کے ہاتھوں بیعت ہو کر مدنی ماحول سے وابستہ ہونے والے نواب شاہ (سندھ) سے تعلق رکھنے والے مبلغِ دعوتِ اسلامی نے بتایا کہ "میں پہلے پہل عورتوں اور مردوں کے مشترکہ ورائٹی پروگرامز میں رنگین روشنیوں کے بیچ ناچ گانا کر کے لوگوں کو تفریح مہیا کرتا تھا۔ لیکن الحمدللہ عزوجل! شیخ طریقت امیرِ اہلسنت دامت برکاتھم العالیہ کا مرید بننے اور دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول کو اپنا لینے کی برکت سے میری زندگی میں مَدَنی انقلاب برپا ہو گیا۔ مجھے گناہوں سے توبہ کرنے اور نیکیوں کی طرف مائل ہونے کی توفیق ملی۔ میں فرائض و واجبات تو کیا، مستحبات و نوافل پر بھی عمل پیرا رہنے لگا نیز راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مَدَنی قافلوں میں سفر کر کے نیکی کی

دعوت عام کرنے کی سعادت بھی حاصل ہونے لگی۔ گناہوں سے دوری اور نیکیوں کی سعادت ملنے کی بناء پر مجھ پر سُرور کی ایک عجیب کیفیت طاری رہنے لگی۔

اسی کیفیت میں ایک مرتبہ امیرِ اہلسنت دامت برکاتھم العالیہ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی اور میں آپ کی ہمراہی میں باب المدینہ (کراچی) شہید مسجد کھارادر سے آپ کے آستانے شریف واقعِ موسیٰ لین (باب المدینہ) کی طرف جا رہا تھا کہ سُرور کی اسی کیفیت میں اچانک میں نے پیرومرشد کی بارگاہ میں عرض کی ''حضور! مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں جنتی ہوں۔'' آپ یہ بات سن کر چونکے اور فوراً پوچھا ''یہ آپ کیونکر کہہ رہے ہیں؟'' میں نے عرض کی ''حضور! دعوت اسلامی جیسے مَدَنی ماحول سے وابستگی، اسکی بَرَکت سے گناہوں سے بچتے ہوئے نیکیوں پر استقامت کا حصول اور پھر آپ جیسے ولی کامل سے مرید ہونے کی سعادت......اسلئے مجھے لگتا ہے میں جنتی ہوں۔''

آپ نے مجھے فکرِ مدینہ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، ''حضرت سیدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟'' میں نے عرض کی ''حضور! وہ تو **''قطعی جنتی''** ہیں۔'' یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا، ''قطعی جنتی ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت یہ تھی کہ آپ خوف خدا عزوجل میں اس قدر رویا کرتے تھے کہ آپ کے مبارک اور روشن رخسارِ نور بار پر کثرت گریہ کے سبب لکیریں بن گئی تھیں، کیا یہی حالت آپ کی بھی ہے؟''

آپ کی بات سن کر میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کی۔ آپ نے فکرِ مدینہ کی ترغیب جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا ''ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ عزوجل کے فضل سے کتنی بھی نیکیاں کرنے کی سعادت ملے اور گناہوں سے بچنے کا کتنا

ہی سامان ہو،اسی کی بارگاہ میں رجوع رکھیں،اس سے ڈرتے رہیں،اور بہتری کی کوشش میں لگے رہیں اور یہ کوشش کبھی ترک نہیں ہونی چاہئے کہ اصل کامیابی دنیا سے ایمان سلامت لے کر جانے میں ہے۔''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم﴾

(11) قبر سے متعلق فکرِ مدینہ

بانیٔ دعوتِ اسلامی امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی راہِ خدا عزوجل میں سفر کے دوران مرکز الاولیاء (لاہور) میں مقیم تھے کہ ایک روز آپ نے فکرِ مدینہ کرتے ہوئے قبر کی تنگی کے بارے میں سوچنا شروع کیا کہ ''اگر قبر نے مجھے زور سے بھینچا تو میرا کیا بنے گا؟''،''آج اگر بالفرض مجھے کسی بڑے پائپ میں ڈال کر بند کر دیا جائے تو اس آزمائش کے تصور سے ہی دل دہل جاتا ہے،تو قبر کا بھینچنا کس قدر شدید ہوگا؟'' اسی طرح فکرِ مدینہ کرتے کرتے آپ پر اتنی رقت اور خوف طاری ہوا کہ آپ نے گفتگو کرنا بالکل ترک کردیا (یعنی اپنے قفلِ مدینہ کو مزید مضبوط کرلیا)، اور اسی کیفیت میں کسی کو بتائے بغیر اپنی قیام گاہ سے باہر نکل پڑے اور مختلف شاہراہوں سے ہوتے ہوئے ایک قبرستان میں داخل ہوگئے ۔اچانک آپ کو محسوس ہوا کہ کہیں سے بڑی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے۔آپ نے سوچا کہ شاید قریب میں اللہ عزوجل کے کسی مقبول بندے کی قبر ہے۔ لہٰذا! آپ نے ان صاحبِ قبر کے وسیلے سے دعائے مغفرت کی اور پھر واپس لوٹ آئے۔کم وبیش ١٩ دن تک آپ کی یہی کیفیت رہی کہ آپ نے کسی سے گفتگو نہ فرمائی اور شدید ضرورت پڑنے پر اشارے سے یا لکھ کر ہی بات کی۔

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم﴾

(12) ٹھنڈے پانی سے متعلق ''فکرِ مدینہ''

شیخ طریقت امیرِ اہلسنت دامت برکاتھم العالیہ نے ایک بار جب یہ واقعہ پڑھا کہ،'' حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا روزہ تھا۔ طاق میں پانی ٹھنڈا ہونے کیلئے آبخورہ (یعنی کوزہ) رکھ دیا تھا، نمازِ عصر کے بعد مراقبہ میں تھے، حورانِ بہشتی نے یکے بعد دیگرے سامنے سے گزرنا شروع کیا۔ جو سامنے آتی اس سے دریافت فرماتے، تُو کس کے لئے ہے؟ وہ کسی ایک بندۂ خدا کا نام لیتی۔ ایک آئی، اس سے بھی یہی پوچھا تو اس نے کہا،'' میں اس کیلئے ہوں جو روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کو نہ رکھے۔'' فرمایا،'' اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزہ کو گرادے''۔ اس نے گرادیا۔ اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی، دیکھا تو وہ آبخورہ ٹوٹا پڑا تھا۔ (فیضان رمضان ص ٣٦٤)

تو آپ مدظلہ العالی کے دل پر اس واقعہ کا گہرا اثر ہوا، لہٰذا اس کے بعد سے آپ ٹھنڈا پانی پینے سے اکثر کتراتے ہیں حتی کہ اکثر روزے سے ہونے کے باوجود شدید گرمی میں بھی آپ مدظلہ العالی سادہ پانی ہی استعمال فرماتے ہیں۔

﴿ اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم ﴾

(13) نکاح کے وقت ''فکرِ مدینہ''

بانیٔ دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتھم العالیہ نے اپنی شادی کا سب سے پہلا دعوت نامہ ایک ساکنِ مدینہ اسلامی بھائی کے ذریعے بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم میں بھجوایا۔ جنہوں نے اسے سنہری جالیوں کے روبرو پیارے آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ (آپ فرماتے ہیں کہ) وقتِ نکاح یہ سوچ مجھ پر عجیب کیف طاری کئے دے رہی تھی کہ میں نے بارگاہِ رسالت

صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم میں دعوت عرض کی ہے، دیکھئے اب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کب کرم فرماتے ہیں اور تشریف لاتے ہیں۔ اس فکرِ مدینہ کی بَرَکت سے شادی کی تقریب (جو انسان کو عموماً غفلت میں مبتلا کر دیتی ہے) پُر سوز انداز میں گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم﴾

(14) نگاہوں کی حفاظت کیلئے ''فکرِ مدینہ''

ایک مرتبہ عرب امارات سے باب المدینہ (کراچی) تشریف لانے سے قبل امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی نے نگاہ کی حفاظت سے متعلق فکرِ مدینہ اور خوفِ خدا عزوجل میں ڈوبی ہوئی ایک E.Mail اپنے شہزادے حاجی احمد عبید رضا مدظلہ العالی کو بھیجی، جس کا کچھ حصہ پیشِ خدمت ہے۔

''ان شاء اللہ عزوجل جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب P.I.A کے ذریعے رات تقریباً ١٢ بجے روانگی ہے اور ان شاء اللہ عزوجل رات کے تین بجے باب المدینہ مطار (یعنی ائیر پورٹ) پر اتر جائیں گے۔ چونکہ مطار (یعنی ائیر پورٹ) پر بے پردہ عورتوں سے بھرا پُر اگندا سا ماحول ہوتا ہے، اس لئے ذہن یہ بن رہا ہے کہ میں کسی کو بھی مطار (ائیر پورٹ) آنے کا نہ کہوں کہ کہیں میرے کہنے کے سبب وہ آئیں اور بدنگاہیوں سے نہ بچ پائیں اور آخرت میں مجھے بھی اسکا کہیں حساب نہ دینا پڑ جائے کہ ''تُو جب حالات سے واقف تھا کہ جب ہر ایک آنکھوں کا قفلِ مدینہ نہیں لگا پا رہا تھا تو اپنے نفس کو خوش کرنے کیلئے لوگوں کو مطار (ائیر پورٹ) پر کیوں جمع کرتا رہا؟'' آہ! حساب کے سامنے کی تاب نہیں، میں نے سارے گناہوں سے بار بار توبہ کی ہے، آپ کو گواہ رکھ کر

بھی توبہ کرتا ہوں۔استقامت کی دعا فرما دیجئے۔آہ! آہ! آہ!

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول

آ برس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

(لیکن) حارسین کی آمد ہماری مجبوری ہے، زہے نصیب! کہ صرف گاڑیوں کے ڈرائیور اور حارسین تشریف لائیں اور وہ بھی کار پارکنگ کی جگہ تشریف رکھیں۔ہاں! جن کو اپنی آنکھوں کے قفلِ مدینہ پر اعتماد ہو وہ بے شک تشریف لائیں۔میں نے یہ خوفِ خدا عزوجل کے سبب لکھا ہے۔آپ مجھے جلدی مشورہ میل فرما دیجئے۔اور جن جن کو چاہیں ان کو اس میل کی پرنٹ آؤٹ پڑھا دیجئے، ان شاء اللہ عزوجل! اللہ عزوجل سے ڈرنے والے بحث میں نہیں پڑیں گے۔"

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(15) ہاتھ دھوتے وقت "فکرِ مدینہ"

آپ مدظلہ العالی نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ "میں ہاتھ دھوتے وقت گھر میں حتی الامکان بغیر خوشبو کا صابن استعمال کرتا ہوں۔کپڑے دھونے کے صابن میں غالباً میل اور چکناہٹ دور کرنے کی صلاحیت زیادہ ہے، خوشبودار صابون مہنگا ہوتا ہے، مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں بلاضرورت مہنگا صابون استعمال کرنے پر آخرت میں گرفت نہ ہو جائے (یہ امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی کی مدنی احتیاط ہے ورنہ خوشبودار صابن کا استعمال بھی جائز ہے)۔"

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(16) چائے پیتے وقت "فکرِ مدینہ"

۱۴۲۳ھ میں سفرِ "چلِ مدینہ" کے دوران آپ دامت برکاتہم العالیہ کو دیکھا

گیا کہ گرم پانی کے کپ میں Tea bag ڈال کر چائے کی پتی حل فرمائی پھر دودھ اور چینی ڈالنے کے بعد Tea bag کو ہاتھ سے اچھی طرح نچوڑ کر نکالا (جب کہ عموماً لوگ بغیر نچوڑے پھینک دیتے ہیں) پھر آپ نے چائے نوش فرمائی۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی، ''حضور! اس میں کیا حکمت ہے؟'' ارشاد فرمایا، ''میں نے محسوس کیا کہ دودھ اور چینی کے کچھ اجزاء Tea bag میں رہ جائیں گے، اس لئے میں نے احتیاطاً نچوڑ لیا، تاکہ کوئی کارآمد چیز ضائع نہ ہونے پائے۔''

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(17) خوفِ خدا عزوجل سے متعلق ''فکرِ مدینہ''

عَرَب اَمارات میں تحریری کام کے دوران جب امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتھم العالیہ کی نگاہ سے سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کی یہ تحقیق گزری کہ موت کی وجہ سے عقل میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، صرف بدن اور اعضاء میں تبدیلی آتی ہے۔ لہٰذا مردہ زندوں ہی کی طرح عقلمند، سمجھدار اور تکالیف ولذات کو جاننے والا ہوتا ہے، عقل باطنی شے ہے اور نظر نہیں آتی۔ انسان کا جسم اگرچہ گل سڑ کر بکھر جائے پھر بھی عقل سلامت رہتی ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ج٤، ص٤٢٠)

تو آپ فکرِ مدینہ میں ڈوب گئے کہ ''بعدِ موت غسلِ میت، تدفین اور منکر نکیر کے سوالات کے جوابات کے وقت کی سختیاں اور ان عظیم آزمائشوں کے وقت عقل اور محسوس کرنے کی طاقت جوں توں باقی رہے گی تو کیا حال ہوگا؟'' یہ سوچ کر آپ پر بڑی

رِقّت طاری ہوئی اور آپ پر خوف خداعزوجل کا اسقدر غلبہ ہوا کہ آپ نے بالکل خاموشی اختیار فرمالی اور بے قرار رہنے لگے۔

(کچھ عرصہ گزرنے کے بعد) آپ نے فرمایا کہ ''اس کیفیت کے باعث میں نے محسوس کیا کہ ہمارے بزرگان دین رحمھم اللہ خوف خدا عزوجل میں کس طرح لرزاں و ترساں رہا کرتے تھے، اب میں کھانا بھی کھار ہا ہوں، سوبھی رہا ہوں، مگر ایسا لگتا ہے کہ کھانے کی لذّ تیں اور سونے کا لطف جاتا رہا ہے، اب کسی چیز میں مزہ نہیں آرہا، ایسا لگتا ہے جیسے کوئی غم لگ گیا ہے۔'' (یہی وجہ ہے کہ) اکثر آپ کو کمرے میں تنہا مُناجات کرتے اور روتے ہوئے دیکھا گیا۔

﴾اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴿

(18) غیبت سے متعلق ''فکرِ مدینہ''

شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتھم العالیہ نے غیبت کے حوالے سے زبان کی حفاظت کے بارے میں فکرِ مدینہ کرتے ہوئے ایک کارڈ مرتب فرمایا ہے جو مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔اس کارڈ کی پشت پر غیبت سے بچنے کا ایک حکمت بھرا منفرد مَدَنی طریقہ بھی درج فرمادیا جس کی نقل نیچے موجود ہے۔ان دو مَدَنی نسخوں کے ذریعے سارے معاشرے میں تباہی مچانے والے غیبت کے سیلاب کے سامنے ایک مضبوط بند باندھ کر اسکی تباہ کاریوں میں کمی لائی جاسکتی ہے۔ان شاءاللہ عزوجل

غیبت سے حفاظت کے دو مَدَنی نسخے

مدینہ ۱: دورانِ گفتگو ہی کسی کی برائی یا عیب کا تذکرہ شروع ہو تو کوئی ایک کہہ دے، **تُوْ بُوْ اِلَی اللّٰہ** (یعنی اللہ عزّوجلّ کی طرف توبہ کرو) تو حاضرین کہیں **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ** (یعنی میں اللہ عزّوجلّ سے بخشش چاہتا ہوں)۔

مدینہ ۲: دورانِ گفتگو دو افراد، تیسرے کا اور تین ہوں تو چوتھے کا، حتی الامکان تذکرہ ہی نہ کریں۔ اگر کرنا ہی ہو تو فقط اچھائی بیان کریں۔

مدینہ: اس سلسلے میں امیر اہلسنت مدظلہ العالی کی منفرد تحقیقی تالیف ''**غیبت کی تباہ کاریاں**'' پڑھنا، پڑھانا، اور تقسیم کرنا انتہائی مفید ہے۔ یہ کتاب مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

﴿اللہ عزّوجلّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(19) نماز کے لئے بیداری سے متعلق ''فکرِ مدینہ''

بانئ دعوتِ اسلامی امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتھم العالیہ آرام فرماتے وقت اپنے قریب دو الارم سیٹ رکھتے ہیں۔ جب آپ سے حکمت دریافت کی گئی تو فرمایا، ''اگر کسی دن سیل کمزور ہونے یا کسی خرابی کے باعث ایک الارم خاموش رہا تو دوسرے الارم کے ذریعے نیند سے بیدار ہونے کی صورت بن جائے گی اور یوں نماز وقت پر ادا ہو جائے گی۔''

﴿اللہ عزّوجلّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(20) ایک کھانے کا نام لیتے وقت ''فکرِ مدینہ''

ایک بہت مشہور کھانا جسے عام طور پر ''حلیم'' کہا جاتا ہے لیکن امیرِ اہلِ سنت

دامت برکاتہم العالیہ کو دیکھا گیا کہ اسے ''کھچڑا'' کہتے ہیں۔ جب آپ سے اس کی حکمت دریافت کی گئی تو ارشاد فرمایا، ''حلیم'' اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام بھی ہے اور مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ میں کھانے کی چیز کو اللہ عزوجل کے صفاتی نام سے پکاروں۔

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾

(21) تقریبِ حفظ القرآن سے متعلق ''فکرِ مدینہ''

آج کل بچہ یا بچی اگر حفظِ قرآن مکمل کرلے تو اسکے لئے شاندار تقریب کی جاتی ہے۔جس میں اس کو گُل پوشی و گل پاشی اور تحائف و تعریفی کلمات سے خوب نوازا جاتا ہے۔امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی اس قسم کی تقریبات کا انعقاد کرنے والوں کو ''فکرِ مدینہ'' کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں،

''گھر والے شاید سمجھتے ہوں گے ہم حوصلہ افزائی کررہے ہیں۔مگر معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ بچہ بلند حوصلہ تھا جبھی تو حافظ بنا۔ ہاں حفظ شروع کرواتے وقت حوصلہ افزائی کی واقعی ضرورت ہوتی ہے کہ کسی طرح یہ پڑھ لے۔ بہرحال حافظ مَدَنی منے، مُنی کے حفظ کی تقریب میں حوصلہ افزائی ہورہی ہے یا وہ خود ''پھول کر کُپّا'' ہوا جارہا ہے اس پر غور کرلیا جائے۔کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری یہ ''تقریب سعید'' اس بےچارے سادہ لوح بھولے بھالے حافظ مَدَنی منے کی ریاکاری کی تربیت گاہ بن رہی ہو!

میں نے اس طرح کی تقاریب میں اخلاص کو بہت تلاشا، مجھے نہ مل سکا۔بس صرف نمود و نمائش ہی نظر آئی۔ یہاں تک کہ بعض اوقات معاذ اللہ عَزَّ وَجَلَّ تصاویر بھی کھینچی جاتی ہیں۔اسی طرح اکثر کمسن مَدَنی منے، مُنی کی ''روزہ کشائی'' کی تقریب میں بھی تصاویر کے گناہ کا سلسلہ ہوتا ہے۔ ورنہ سادگی کے ساتھ روزہ کشائی کی رسم ادا کی

جائے۔یا حافظ مَدَنی منے کی دینی ترقی کیلئے سب کو اکٹھا کرنے کے بجائے بزرگوں کی بارگاہوں میں پیش کر کے عمر بھر قرآن پاک یاد رہنے اوراس پر عمل کرنے کی دعائیں لی جائیں تو ان شاء اللہ عزوجل اس میں برکتیں زیادہ ہوں گی۔

الحاصل اچھی طرح غور کر لینا چاہئے کہ ہم جو تقریب کرنے جارہے ہیں اس میں ہماری آخرت کا کتنا فائدہ ہے؟ اگر آپکا دل واقعی مطمئن ہے کہ حفظ قرآن کی خوشی کی تقریب سے مقصود نمائش نہیں اور یہ بھی یقین ہے کہ مَدَنی منے کو ریا کاری کا کوئی خطرہ نہیں یعنی آپ اس کو اخلاص کی اعلیٰ تربیت دے چکے ہیں تو بے شک تقریب کیجئے۔اللہ عزوجل قبول فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

(فیضان رمضان ص ٣٧٧)

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(22) کبیرہ گناہوں سے متعلق ''فکرِ مدینہ''

امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتُھم العالیہ باب المدینہ کراچی میں ایک اسلامی بھائی کے گھر پر ٩ شوال المکرّم ١٤٢٢ھ کو موجود تھے۔کھانے کے وقت دستر خوان پر صاحبِ خانہ کا منا اور چھوٹی منی بھی ساتھ ہی شامل ہوگئے۔ان دونوں نے کھانے کے دوران کچھ بچکانا حرکتیں کیں۔جن کو دیکھ کر آپ حسبِ معمول ''فکرِ مدینہ'' میں مشغول ہوگئے۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

''ان دونوں نے مجھے حرص وطمع،بے جا لڑائی،آبروریزی،بے صبری،چغلی، حسد،حبِ جاہ،ریا کاری،مصیبت کا بے ضرورت تذکرہ اور فضول گوئی وغیرہ سے متعلق خوب درس دیا۔

غور طلب بات! آپ شاید سوچ میں پڑ گئے ہوں گے کہ ناسمجھ بچے اتنے سارے عنوانات پر کس طرح درس دے سکتے ہیں! ان دُروس کا راز یہ ہے کہ وہ اس طرح کی حرکتیں کرنے لگے جس سے مَدَنی ذہن رکھنے والا انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ مثلاً انہوں نے ضرورت سے کہیں زیادہ کھانا نکالا، کچھ کھایا، کچھ گرایا اور کچھ رکابی ہی میں چھوڑ دیا۔ ان کی اس حرکت سے یہ سیکھنے کو ملا کہ اپنی پلیٹ میں ضرورت سے زیادہ کھانا ڈال لینا یہ حرص وطمع کی علامت اور نادان لوگوں کا کام ہے، سمجھدار آدمی ایسا نہیں کرسکتا۔ گرا ہوا کھانا یوں ہی چھوڑ دینا کہ پھینک دیا جائے یہ اِسراف ہے، کھا کر برتن چاٹ لینا سنت ہے، اسراف کا ارتکاب اور سنت کے خلاف کام کرنا عقلمندوں کا نہیں نادانوں کا کام ہے کیوں کہ بچے نادان ہی ہوتے ہیں۔ منے نے 7up کی ڈیڑھ لیٹر کی بوتل میں سے اپنے لئے پورا گلاس بھر لیا تو اس پر منی احتجاج کرنے لگی یہاں تک کہ پہلے بوتل اٹھا کر میرے قریب رکھی مگر پھر اطمینان نہ ہوا تو وہاں سے بھی اٹھا کر کمرے کے باہر کسی اور کی تحویل میں دے آئی۔ اِس ''جنگ'' کے ذریعے منے نے حرص پر درس دیا اور منی نے حسد پر۔ چونکہ دونوں میں ٹھن گئی تھی لہٰذا اب ایک دوسرے کے ''عیوب'' اچھالنے لگے، اور گویا یوں سمجھا رہے تھے کہ دیکھئے! ہم نادان ہیں اس لئے فضول گوئی، حسد، آبروریزی، بے جالڑائی اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے اور ایک دوسرے کے پول کھولتے ہیں۔

اگر دانا کہلانے والا شخص بھی ایسی حرکات کا ارتکاب کرے وہ بے وقوف ہوا یا نہیں؟ ٹھیک ہے ہم اپنے منہ میاں مٹھو بھی بن رہے ہیں، اپنی ہی زبان سے اپنے فضائل بھی بیان کررہے ہیں، ایک دوسرے کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی اچھال رہے

ہیں مگر ہم تو چھوٹے ہو کر چھوٹ جائیں گے، ان معاملات میں ہماری آخرت میں بھی کوئی پکڑ نہیں کیونکہ ہم ابھی نابالغ ہیں۔ اگر آپ بھی ہماری طرح کی غلطیاں کرتے ہوئے آبرو ریزی، ریا کاری، جھوٹ اور حسد وغیرہ وغیرہ گناہوں میں پڑیں گے تو ہوسکتا ہے کہ بروز قیامت فرد جرم عائد کر کے جہنم کا حکم سنا دیا جائے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو آپ کو وہ صدمہ ہوگا کہ دنیا میں خود صدمے نے بھی ایسا صدمہ نہ دیکھا ہوگا۔

(فیضان رمضان ص٣٦٢)

﴾اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور.. اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴿

(23) مَدَنی منی کے مہندی والے ہاتھ دِکھانے پر ''فکرِ مدینہ''

ایک بار شب عید میلاد النبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک اسلامی بھائی اپنی ننھی سی مَدَنی منی اٹھا کر لائے۔ وہ اپنے مہندی سے رنگے ہوئے ہاتھ دکھا کر امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتھم العالیہ کی توجہ چاہ رہی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''اس سے میں نے (فکرِ مدینہ کرتے ہوئے) یہی ''مَدَنی پھول'' حاصل کیا گویا وہ کہنا چاہتی ہے، حاجت شرعی کے بغیر بلا واسطہ یا بالواسطہ(INDIRECT) اپنی خوبیوں کا اظہار بھی حب جاہ یعنی واہ واہ کی خواہش کی علامت ہے، جو ہم نادانوں کو ہی زیب دیتا ہے۔ ظاہر ہے بچیاں اپنے مہندی سے رنگے ہوئے ہاتھ دکھلا کر یا بچے اپنے نئے کپڑوں وغیرہ کی طرف متوجہ کر کے واہ واہ اور داد و تحسین ہی کے طلبگار ہوتے ہیں مگر اس میں ضمناً بڑوں کے لئے بہت کچھ سامان عبرت ہوتا ہے۔'' پھر فرمایا، '' آج کل لوگوں کی اکثریت حبِ جاہ میں مبتلا نظر آرہی ہے۔ یعنی اپنی عزت بنانے، شہرت بڑھانے اور واہ واہ پسندی کا مرض عام ہے۔ حد تو یہ ہے کہ مساجد و مدارس کی تعمیر اور دیگر نیک کاموں میں بھی اپنی نیک نامی یعنی

شہرت ہی کی تلاش رہتی ہے۔ یہ بے حد مہلک مرض ہے مگر اب اس کی طرف لوگوں کی توجہ ہی نہیں، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے، ''دو بھوکے بھیڑئے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال و مرتبہ کا لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔'' (ترمذی شریف ج۴ص۱۶۶) (فیضان رمضان ص۳۸۴)

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(24) وقت سے متعلق ''فکرِ مدینہ''

دسمبر 2002ء میں راجپوتانہ اسپتال (حیدرآباد، باب الاسلام سندھ) میں آپکا آپریشن تھا۔آپ نے آپریشن تھیٹر میں جانے کیلئے لباس پہن لیا، مگر پھر اطّلاع ملی کہ ابھی ایک گھنٹہ مزید تاخیر ہوگی۔آپ سے عرض کی گئی کہ کچھ دیر آرام فرمالیجئے، مگر آپ نے ارشاد فرمایا، ''وقت کم ہے اور کام بہت زیادہ ہے۔'' یہ فرما کر آپ اپنے دینی کام میں مصروف ہو گئے۔

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(25) وقتِ آپریشن نماز کے بارے میں ''فکرِ مدینہ''

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ ڈاکٹروں کے مشورے پر آپریشن کیلئے حیدرآباد تشریف لائے تو آپ ہی کے مطالبے پر نمازِ عشاء کے بعد کا وقت طے کیا گیا تاکہ آپ کی کوئی نماز قضاء نہ ہونے پائے۔

OPERATION سے قبل دونوں ہاتھ TABLE کی SIDES میں

باندھ دیئے گئے تھے جوں ہی کھولے گئے آپ نے فوراً قیامِ نَماز کی طرح باندھ لئے۔ ابھی نیم بے ہوشی طاری تھی، درد سے کراہنے، چلّانے کے بجائے زَبان پرذِکرودرود اور مُناجات کا سِلسلہ جاری ہوگیا۔یکا یک آپ نے پوچھا،''کیا نمازِ فجر کا وقت ہوگیا؟ اگر ہوگیا ہے تو مجھے پاک کردیا جائے ،ان شآء اللہ عَزَّ وَجَلَّ میں فجر کی نماز پڑھوں گا۔''تو آپ کو بتایا گیا کہ''فجر کوابھی کافی دیر ہے۔''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(26) خط لکھتے ہوئے''فکرِ مدینہ''

صفر المظفر ۱۴۲۴ھ میں امیر اہلِ سنت کی طرف سے مرکزی مجلسِ شوریٰ اور دیگر مجالس کے اراکین وغیرہ کے نام لکھے گئے ایک کھلے خط کی ابتداء میں کی جانے والی ''فکرِ مدینہ'' کا پرتاثیر انداز ملاحظہ ہو،......

''(بعدِ سلام تحریر فرمایا) یہ الفاظ لکھتے وقت آہ! میں مدینہ منورہ سے بہت دور پڑا ہوں۔مدینہ منورہ میں رات کے تقریباً تین بج کر ۲۱ منٹ اور پاکستان میں پانچ بج کر ۲۱ منٹ ہوئے ہیں، میں اپنی قیام گاہ کے مکتب میں مغموم وملول قلم سنبھالے آپ حضرات کی بارگاہوں میں تحریراً دستک دے رہا ہوں۔آج کل یہاں طوفانی ہوائیں چل رہی ہیں جو کہ دلوں کو خوفزدہ کر دیتی ہیں۔ہائے ہائے! بڑھاپا آنکھیں پھاڑے پیچھا کئے چلا آرہا اور موت کا پیغام سنا رہا ہے۔مگر نفس اَمّارہ ہے کہ سرکشی میں بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔کہیں ہوا کا کوئی تیز وتند جھونکا میری زندگی کے چراغ کو گل نہ کردے! اے مولیٰ عَزَّ وَجَلَّ زندگی کا چَراغ تو یقیناً بجھ کر رہے گا، میرے ایمان کی شمع سدا روشن رہے۔یا اللہ! مجھے گناہوں کے دلدل سے نکال دے۔کرم:::: کرم:::: کرم! اس وقت جس

بات نے بے چین کر رکھا ہے وہ ہیں، غیبت کی تباہ کاریاں!......

(پھر آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُم العالیہ نے اس موضوع پر ایسی منفرد اور تحقیقی تحریر فرمائی جو ایک رسالے ''غیبت کی تباہ کاریاں'' کی صورت اختیار کر گئی۔ یہ رسالہ مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے حاصل کر کے لوگوں میں تقسیم کرنا اور اس کا بغور مطالعہ کرتے رہنا انتہائی مفید ہے۔)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم﴾

(27) دورانِ طواف ''فکرِ مدینہ''

بانیٔ دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتھم العالیہ کو دیکھا گیا ہے کہ جسم سمیٹے، سر جھکائے اس طرح طوافِ کعبہ میں مصروف ہوتے ہیں کہ کبھی ایک جگہ قدم رکھتے ہیں تو کبھی دوسری طرف بڑھا دیتے ہیں۔ اس دوران آپ کی آنکھوں سے اشکوں کی برسات بھی جاری رہتی ہے۔ الغرض ایسا کیف آور منظر ہوتا ہے کہ دیکھنے والے بھی عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس رقت انگیز انداز کو دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔ جب آپ سے یہ انداز اپنانے کی حکمت دریافت کی گئی تو ارشاد فرمایا کہ ''میں اپنے آپ کو اس لئے سمیٹ لیتا ہوں کہ کہیں میرا وجود کسی پاک نفس سے نہ ٹکرا جائے کیونکہ ایک روایت کے مطابق بالخصوص ہر شب جُمُعہ کو دنیا کے تمام اولیاء کرام طوافِ کعبہ فرماتے ہیں۔'' (پھر فرمایا) ''میں اپنے قدم کبھی اِدھر تو کبھی اُدھر اس لئے رکھتا ہوں کہ میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس جگہ میرے شہد سے بھی میٹھے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا مبارک قدم شریف رکھا ہو، شاید اُس جگہ رکھا ہو۔ چنانچہ میں اس خیال کے تحت قدم بڑھاتے ہوئے رک کر کسی اور طرف رکھ دیتا ہوں۔ بس اسی کیفیت میں طواف ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے میں دُور رہ کر طواف کرتا ہوں کہ اگرچہ اس

میں وقت تو زیادہ صرف ہوتا ہے مگر مذکورہ خدشہ کم ہو جاتا ہے۔''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(28) شیطان کو کنکریاں مارتے وقت ''فکرِ مدینہ''

امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتھم العالیہ حج ادا کرنے والے اسلامی بھائیوں کو ''فکرِ مدینہ'' کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ شیطان کو کنکریاں مارتے وقت یہ نیت کرے کہ میں اس شیطان کو کنکریاں مار رہا ہوں جو مجھ پر مسلط ہے۔ اور اس بات پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرے کہ میں شیطان کو جس طرح کنکریاں مار کر ذلیل کر رہا ہوں اس نے مجھے اس سے محفوظ رکھا، اور مجھے کنکریاں نہیں ماری جا رہی ہیں۔''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(29) جانور ذبح کرتے وقت ''فکرِ مدینہ''

اسی طرح آپ مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا کہ'' حج کی قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت نیت یہ رکھے کہ میں اپنے نفس کو ذبح کر رہا ہوں۔''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(30) تعریف و مذمت کے وقت ''فکرِ مدینہ''

شیخ طریقت، امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتھم العالیہ تعریف و مذمت کے وقت ''فکرِ مدینہ'' کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ'' اگر کوئی تعریف کرے تو انسان کو چاہئے کہ پھول پڑنے کے بجائے ''استغفار'' کرے اور اگر کوئی مذمت کرے تو تاؤ میں آنے کی بجائے غور کرے کہ یہ صحیح کہہ رہا ہے یا غلط؟ اگر صحیح کہہ رہا ہے تو برا ماننا

بے وقوفی ہے سامنے والے کی توجہ دلانے کی بَرَکت سے اپنی اصلاح کی سعی کرے۔امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دشمن کی طرف سے تنقید میں اصلاح کا پہلو غالب ہے۔کیونکہ تنقید اگر دوست کی طرف سے ہوگی تو وہ رعایت کریگا۔اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا دوست وہ ہے جو مجھے میرے عیب بتائے اور جو میری منہ پر تعریف کرے وہ میرا دشمن ہے۔''

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(31) اصلاح باطن کیلئے ''فکرِ مدینہ''

اصلاحِ باطن کے لئے ''فکرِ مدینہ'' کی ترغیب دیتے ہوئے امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ ''باطن کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا ذہن بن جائے کہ اللہ عزوجل ہمیں دیکھ رہا ہے۔اس ضمن میں یہ کلمات لکھ کر اپنی دکان یا گھر میں اپنے سامنے کی طرف چسپاں کرلیں اور وقتاً فوقتاً ان کو دیکھ کر پڑھ لیں۔ان شاءَ اللہ عزوجل قلب میں گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے الفت پیدا ہوگی۔

اَللّٰہُ مَعِیَ (اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔)

اَللّٰہُ نَاظِرٌ اِلَیَّ (اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔)

اَللّٰہُ شَاھِدِی (اللہ تعالیٰ میرا گواہ ہے۔)

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(32) خوشبو لگاتے وقت ''فکرِ مدینہ''

ایک مرتبہ امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی نے خوشبو استعمال فرمانے کیلئے عطر کی

شیشی اٹھائی لیکن اس خیال سے پھر واپس رکھ دی کہ اگر میں صرف خوشبو حاصل کرنے کیلئے عطر لگاؤں تو خوشبو تو ملے گی مگر سنت کی نیت حاضر نہ ہونے کی بنا پر سنت کے ثواب سے محرومی رہے گی۔ لہٰذا آپ نے دوبارہ سنت کی نیت حاضر ہونے پر عطر کی شیشی سے خوشبو استعمال فرمائی۔

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾

(33) نماز پڑھتے وقت ''فکرِ مدینہ''

امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں ''میری کوشش ہوتی ہے کہ جب نماز کیلئے تیاری ہو تو تعظیمِ نماز کی نیت سے خوشبو استعمال کر کے نماز پڑھوں۔''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾

(34) مباح مناظر دیکھنے کے بارے میں ''فکرِ مدینہ''

شہزادۂ عطار حاجی احمد عبید رضا عطاری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ ''عَرَب اَمارات کے قیام کے دوران ۱۲ جمادی الاولی ۱۴۱۸ھ دبئی سے کراچی ٹیلی فونک بیان کر کے امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جب اپنی قیام گاہ کی طرف جا رہے تھے اس وقت میں (عبید رضا ابن عطار) بھی ہمراہ تھا۔ راستے میں ہماری گاڑی سمندر کے قریب سے ہوتی ہوئی ''جسر المکتوم'' (Al Maktoom Bridge) کے قریب سے گزری تو ایک اسلامی بھائی نے جسر المکتوم کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ'' سمندر پر بنے ہوئے اس پل پر گاڑیوں کی آمد ورفت رہتی ہے، ضرورتاً ٹریفک روک کر اس کو اوپر اٹھا دیا جاتا ہے اور اسکے نیچے سے سفینے گزرتے ہیں۔'' یہ سن کر گاڑی پر سوار اسلامی بھائی

انتہائی تجسس کے ساتھ اس پُل کی طرف متوجہ ہوئے اور امیر اہل سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعالیہ کی بھی توجہ دیکھنے کی طرف مبذول کروانا چاہی۔ اس پر آپ نے فرمایا، ''اس پل کو دیکھ کر کیا لینا ہے؟'' پھر شعر پڑھا۔

قصرِ شاہی کا نظارہ کچھ نہیں　　دیکھنا ہے تو مدینہ دیکھئے

اس پر اُس اسلامی بھائی نے تعجب کے ساتھ عرض کی، ''کیا سیر وتفریح کرنا شرعاً منع ہے؟ یعنی اس طرح کے پُل وغیرہ تفریحاً نہیں دیکھ سکتے؟'' تو آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُم العالِیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''اگر مَنْہِیّاتِ شرعی نہ ہوں تو اس طرح کے نظارے اگرچہ شرعاً مباح ہیں مگر بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، آنکھوں کو مباح یعنی جائز خوشنما نظاروں کے دیکھنے سے بھی بچاؤ اور ان کو قید میں رکھو اگر ان کو آزاد چھوڑو گے تو پھر یہ حرام کی طرف دیکھنے کا بھی مطالبہ کریں گی۔ امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدائقِ بخشش شریف میں فرماتے ہیں۔

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں　　دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(35) پمفلٹ پڑھنے سے پہلے ''فکرِ مدینہ''

ایک مرتبہ کسی نے امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی کو ایک پمفلٹ دیا جس میں کسی کی ''حقیقت'' بیان کی گئی تھی۔ امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی نے وہ پرچہ اس وقت پڑھے بغیر جیب میں رکھ لیا اور اس طرح سے فکر مدینہ کی کہ اگر میں کسی کی غیبت پر مشتمل اس پمفلٹ کو پڑھوں گا تو گناہ میں شرکت لازم آئے گی۔ لہٰذا! آپ نے اس پمفلٹ دینے والے سے پوچھا کہ ''اس پمفلٹ کے پڑھنے میں کتنی نیکیاں ملیں گی؟'' اس نے جواب

دیا، ''کوئی نہیں۔'' پھر آپ نے دریافت کیا کہ ''اگر اس پمفلٹ میں ذکر کردہ شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ نے مجھے یہ پمفلٹ دیا اور میں نے اسے پڑھا تو وہ ناراض ہوگا یا خوش؟'' اس نے جواب دیا، ''ناراض۔'' تو آپ نے فرمایا کہ جس پمفلٹ کے پڑھنے میں سراسر نقصان ہی نقصان ہو، اس پمفلٹ کو نہیں پڑھنا چاہئے اور وہ پمفلٹ ضائع کر دیا۔

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(36) سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا نامِ مبارک لیتے وقت ''فکرِ مدینہ''

امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعالیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اعلیٰ و دنیوی منصب پر فائز کسی شخصیت کا نام لیا جائے تو بے شمار موزوں وغیر موزوں اَلقابات ادا کئے جاتے ہیں۔مگر جب میٹھے میٹھے شہد سے میٹھے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا نامِ والا لیا جائے تو صرف حضرت محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کہا جائے یہ کیسے مناسب ہے؟

لہٰذا آپ جب بھی مکی مدنی آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا بیانات وغیرہ میں تذکرہ مبارک فرماتے ہیں تو آپ کا منفرد مَدَنی انداز کچھ یوں ہوتا ہے۔مَثَلاً

☆ **نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر، آمنہ کے پِسَر، حبیبِ داوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم**

☆ **حضورِ پاک ، صاحبِ لَولاک ، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم**

☆ **سیّدُ المبلغین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ**

واٰلہٖ وسلم

☆اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالی علیہ واٰلہٖ وسلم

☆شہنشاہِ خوش خِصال، سلطانِ شیریں مَقال، پیکرِ حُسن وجمال، مَخْزَنِ عظمت و کمال، دافع رنج و مَلال، صاحب جودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال مَحبوبِ ذُوالجلال صلَّی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم۔

☆خاتِمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم۔

☆تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت، صلَّی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم۔

☆سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار۔صلَّی اللہ تعالی علیہ واٰلہٖ وسلم

☆آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالی

علیہ والہ وسلم۔

☆ **نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم**

☆ **قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ، شہنشاہِ مدینہ صلَّی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم**

﴿اللہ عزّوجلّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ علیہ وسلّم﴾

(37) مسواک سے متعلق ''فکرِ مدینہ''

امیر اہل سنت دَامَتْ بَرَکاتُہُمُ العالِیہ کے کُرتے میں سینے کی طرف دو جیبیں ہوتی ہیں۔مسواک شریف رکھنے کیلئے آپ اپنے الٹے ہاتھ (یعنی دل کی جانب) والے جیب کے برابر ایک چھوٹی سی جیب بنواتے ہیں۔اس کا سبب آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ''یہ آلۂ ادائے سنّت میرے دل سے قریب رہے۔''

اس کے برعکس دُنیوی دولت سے بے رغبتی کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ آپ کو دیکھا گیا کہ جب کبھی ضرورتاً جیب میں رقم رکھنی پڑے تو سیدھے ہاتھ والی جیب میں رکھتے ہیں۔اس کی حکمت دریافت کرنے پر فرمایا ''میں الٹے ہاتھ والی جیب میں رقم اسلئے نہیں رکھتا کہ دنیوی دولت دل سے لگی رہے گی اور یہ مجھے گوارا نہیں، لہٰذا میں ضرورت پڑنے پر رقم سیدھی جانب والی جیب میں ہی رکھتا ہوں۔''

﴿اللہ عزّوجلّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ علیہ وسلّم﴾

(38) قیمتی لباس کے بارے میں ''فکرِ مدینہ''

امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتھم العالیہ ہمیشہ سادہ اور سفید لباس استعمال فرماتے ہیں۔اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا،''میں عمدہ لباس پہننا پسند نہیں کرتا حالانکہ میں اللہ عزوجل کے کرم سے بہترین لباس پہن سکتا ہوں ۔ مجھے تحفے میں بھی لوگ نہایت قیمتی اور چمکدار قسم کے کپڑے دے جاتے ہیں لیکن میں خود پہننے کی بجائے کسی اور کو دے دیتا ہوں کیونکہ ایک تو میرے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے سادگی عطا فرمائی ہے، دوسرا میرے پیچھے لاکھوں لوگ ہیں اگر میں مہنگے ترین لباس پہنوں گا تو یہ بھی میری پیروی کرنے کی کوشش کریں گے ۔ مالدار اسلامی بھائی تو شاید پیروی کرنے میں کامیاب ہو بھی جائیں لیکن میرے غریب اسلامی بھائی کہاں جائیں گے اس لئے میں اپنے غریب اسلامی بھائیوں کی محبت میں ایسے لباس پہننے سے کتراتا ہوں۔''

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(39) وقتِ قربانی ''فکرِ مدینہ''

ماہ ذوالحجہ ١٤٢٣ھ میں عید الاضحیٰ کے موقع پر امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ العالِیہ کی طرف سے گائے اور اونٹ کی قربانی دی گئی۔قربانی کا انتظام دعوت اسلامی کے عالمی مَدَنی مرکز فیضان مدینہ باب المدینہ (کراچی) کے باہر کیا گیا تھا۔جب اس اونٹ کو نحر اور گائے کو ذبح کیا گیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ یکا یک آپ کے چہرے پر اداسی طاری ہوگئی اور آپ بے حد غمگین نظر آنے لگے(غالباً آپ اپنے کلام کے ان اشعار کے تحت، ایمان کی حفاظت اور موت کی سختیوں سے متعلق ''فکرِ مدینہ'' میں مشغول تھے۔)

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا

قبر وحشر کا سب غم ختم ہوگیا ہوتا

آ کے نہ پھنسا ہوتا میں بطورِ انساں کاش!

کاش! میں مدینے کا اونٹ بن گیا ہوتا

اونٹ بن گیا ہوتا اور عیدِ قرباں میں

کاش دستِ آقا سے نَحر ہوگیا ہوتا

(ارمغانِ مدینہ ص ۱۲۷ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

بعدِ قربانی آپ محراب کے پیچھے واقع اپنے مکتب میں پہنچ کر دیوار سے ٹیک لگا کر زاروقطار رونے لگے۔

بعدِ نمازِ عصر ایک اسلامی بھائی نے جب مذکورہ اشعار پڑھنا شروع کئے تو آپ دَامَتْ بَرَکاتُہُمُ العالِیہ پر انتہائی رقّت طاری ہوگئی اور آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ وہاں موجود تقریباً ہر اسلامی بھائی آپ کی اس کیفیت کو دیکھ کر رونے لگا جس سے پوری فضا سوگوار ہوگئی یہاں تک کہ نمازِ مغرب کا وقت ہوگیا۔

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم﴾

(40) مدنی کام کے لئے "فکرِ مدینہ"....

شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت، علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ ۱۴۲۴ھ میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر ملک سے باہر تھے۔ اپنے شہزادوں حاجی احمد عبید رضا، حاجی بلال رضا عطاری اور نگرانِ مجلسِ شوریٰ دامت فیوضہم کے بے حد اصرار پر آپ نے عیدالاضحیٰ پاکستان میں منانے کی حامی بھر لی لیکن عید سے صرف چند

روز پہلے ای میل پر نگرانِ شوریٰ کے نام اس طرح پیغام بھجوایا کہ بچوں اور آپ کے اصرار پر میں نے پاکستان آنے کی حامی تو بھر لی اور فلائٹ میں سیٹیں بھی بُک کروائی جا چکی تھیں، لیکن پھر میں نے اپنا محاسبہ کیا کہ پاکستان جانے میں لذتِ نفس ہے کہ وہاں عقیدت مندوں کے ہجوم اور دیوانوں کی بھیڑ میں نفس کا مزہ تو پوشیدہ ہے مگر دینی اعتبار سے کوئی خاص فائدہ سمجھ نہ آسکا جبکہ یہاں رہ کر تحریری کام کرنے میں الحمدللہ عَزَّوَجَلَّ دین کا عظیم فائدہ حاصل ہونے کی امید ہے۔ لہٰذا میں نے جہاز کے ٹکٹ بھی کینسل کروا دیئے ہیں اور اب یہیں گھر والوں سے دور رہ کر دین کا کام کرتے ہوئے عید مناؤں گا۔''

﴿بتغیر ما﴾

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ﴾

(41) سنگِ بنیاد رکھتے وقت ''فکرِ مدینہ''....

جب شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی کی خدمت میں صحرائے مدینہ (باب المدینہ کراچی) میں فیضانِ مدینہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ''سنگِ بنیاد میں عموماً کھودے ہوئے گڑھے میں کسی شخصیت کے ہاتھوں سے سیمنٹ کا گارا ڈلوا دیا جاتا ہے، بعض جگہ ساتھ میں اینٹ بھی رکھوالی جاتی ہے لیکن یہ سب رسمی ہوتا ہے، بعد میں وہ سیمنٹ وغیرہ کام نہیں آتی۔ مجھے تو یہ اِسراف نظر آتا ہے اور اگر مسجد کے نام پر کئے ہوئے چندے کی رقم سے اس طرح کا اسراف کیا جائے تو توبہ کے ساتھ ساتھ تاوان یعنی جو کچھ مالی نقصان ہوا وہ بھی ادا کرنا پڑیگا۔'' ان سے عرض کی گئی، ''ایک یادگاری تختی بنوا لیتے ہیں، آپ اس کی پردہ کشائی فرما دیجئے گا۔'' تو فرمایا! ''یہ انداز بھی غلط ہے کیونکہ پردہ کشائی کرنے اور سنگ بنیاد رکھنے میں فرق ہے۔ پھر چونکہ ابھی

میدان ہی ہے اس لئے شاید وہ تختی بھی ضائع ہو جائے گی۔''

بالآخر امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی نے فرمایا کہ ''جہاں واقعی ستون بنانا ہے اس جگہ پر ہتھوڑے مار کر کھودنے کی رسم ادا کر لی جائے اور اس کو ''سنگِ بنیاد رکھنا'' کہنے کے بجائے ''تعمیر کا آغاز'' کہا جائے۔'' چنانچہ ٢٢ ربیع النور شریف ١٤٢٦ھ یکم مئی 2005ء بروز اتوار، آپ کی خواہش کے مطابق 25 سیّد مَدَنی منوں نے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے مخصوص جگہ پر ہتھوڑے چلائے، آپ خود بھی اس میں شریک ہوئے اور اس نرالی شان سے فیضان مدینہ (صحرائے مدینہ، ٹول پلازہ، سپر ہائی وے باب المدینہ کراچی) کے تعمیری کام کا آغاز ہوا۔

سنت کی بہار آئی فیضان مدینہ میں ۔۔۔ رحمت کی گھٹا چھائی فیضان مدینہ میں

﴿اللہ عزوجل کی اِن پر رحمت ہو..اور..اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

اب تک ذکر کردہ تفصیل سے ہم بخوبی جان گئے کہ ہماری زندگی اور موت کا مقصد ہمارے اعمال کی آزمائش ہے،...... یہ تمام اعمال جمع کئے جا رہے ہیں اور بروزِ قیامت انہیں ہمارے سامنے لایا جائے گا نیز فرشتے، ان کے صحیفے، ہمارے اعضاء، زمین اور یہ دن رات ان پر گواہ ہوں گے،......قرآنِ عظیم، احادیث مبارکہ میں نیز ہمارے اسلاف کی جانب سے ہمیں یہ تاکید کی گئی ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں کہ ہم اپنی آخرت کے لئے کس قسم کے اعمال جمع کروا رہے ہیں،......اور یہ کہ ہمارے اسلاف خود بھی فکرِ مدینہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔......

اب ہمیں چاہئیے کہ ہم دل دہلا دینے والے عذاباتِ دوزخ سے پناہ حاصل

کرنے اور جنت کی ابدی نعمتوں کے حصول کے لئے فکرِ مدینہ کی عادتِ مقدسہ کو اپنانے کی جستجو میں لگ جائیں۔

''فکرِ مدینہ'' کی اقسام:

فکرِ مدینہ کے دوران ہمیں جن امور پر غور وفکر کرنا چاہئے ،ان کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں،

﴿1﴾ وہ کام ہم کر چکے ہوں گے......یا......

﴿2﴾ وہ کام ہم کرنے ہی والے ہوں گے......یا......

﴿3﴾ وہ کام ہم آنے والے وقت میں کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔

اور ان میں سے ہر کام یا تو

نیکی ہوگا...یا...گناہ ہوگا...یا...مباح ہوگا۔

پھر ہر کام کے بارے میں ہم اپنے نفس کا دو طرح سے محاسبہ کر سکتے ہیں،

(i) تم نے یہ کام کیوں کیا، یا کیوں کر رہے ہو؟...اور...

(ii) تم نے یہ کام کس طرح کیا، یا کس طرح کرو گے؟......

محترم اسلامی بھائیو! مذکورہ تقسیم کی بناء پر ہماری فکرِ مدینہ کبھی محض ایک عمل کے بارے میں ہوگی اور کبھی ایک سے زائد مختلف انواع کے اعمال کے بارے میں، کبھی سابقہ زندگی کے بارے میں تو کبھی موجودہ زندگی کے بارے میں اور کبھی آئندہ زندگی کے بارے میں ہوگی۔ظاہر ہے کہ اس تقسیم کے نتیجے میں ہمیں بیک وقت بہت سے اعمال کا محاسبہ اور وہ بھی زبانی کرنا ہوگا جو کہ بے حد مشکل امر ہے۔اس سلسلے میں

آسانی کے حصول کے لئے حضرت سیدنا امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ مشورہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ”ہر شخص کے پاس ایک کاپی ہونی چاہئیے ، جس پر ہلاکت میں ڈالنے والے امور اور نجات دینے والی تمام صفات کا ذکر ہو نیز تمام گناہوں اور عبادت کا بھی تذکرہ ہو اور وہ روزانہ اس کی مدد سے اپنا محاسبہ کرے۔“

(احیاء العلوم، کتاب التفکر، ج ٥، ص ١٧١)

اس کے علاوہ یہ سنتِ فاروقی بھی ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں یہ روایت منقول ہے کہ حضرت سَیِّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک رجسٹر تھا جس میں وہ اپنے ہفتہ وار اعمال لکھا کرتے تھے۔ جب جمعہ کا دن آتا تو وہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتے تھے۔“

(درۃ الناصحین، المجلس الخامس والستون، ص٢٩٣)

اس لئے ہمیں اپنے مطلوبہ اعمال کی فہرست روزمرہ، ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ اعتبار سے بنالینی چاہیے پھر اس پر امام غزالی رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق نشانات لگانا چاہئیے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہر شخص ایسی فہرست مرتب کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا جو اس کی دنیا و آخرت کو بہتر بنانے کے امور پر مشتمل ہو، لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ آپ پہلی فرصت میں امیر اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، شیخِ طریقت، عالمِ باعمل، یادگارِ اسلاف حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کرلیں (اسلامی بھائیوں کے لئے 72 ، اسلامی بہنوں کے لئے 63، اسکولز، کالجز اور جامعات کے طلباء کے لئے 92، طالبات کے لئے 83، اور مدرسۃ المدینہ کے مدنی منّوں کے لئے 40 مدنی انعامات ہیں۔) ، یہ کارڈ آپ کو مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے بآسانی ہدیۃً مل جائے گا ، اس کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ

دراصل خوداحتسابی کا ایک جامع اور خودکار نظام ہے جس کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں؛ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بتدریج دور ہوجاتی ہیں اوراس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ مدنی انعامات کے سلسلے میں درکار وضاحت کے لئے ''**مدنی گلدستہ**'' نامی کتاب اور رسالہ ''**مدنی تحفہ**'' بھی مکتبۃ المدینہ سے حاصل فرمالیں۔ ان انعامات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ امام غزالی رضی اللہ عنہ کی نصیحت کے مطابق روزانہ اس کارڈ کو پر کیجئے اور ہر مدنی ماہ (یعنی قمری مہینے) کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے علاقے کے ذمہ دار اسلامی بھائی کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

فکرِ مدینہ کا طریقہ:

محترم اسلامی بھائیو! یوں تو ماقبل تقسیم کے اعتبار سے ہمیں ہر لمحہ فکرِ مدینہ میں مشغول رہنا چاہئیے لیکن فکرِ مدینہ کی برکات کامل طور پر حاصل کرنے کے لئے روزانہ سونے سے پہلے یا کوئی اور وقت مقرر کر کے گھر وغیرہ کے کسی کمرے میں تنہا... یا... ایسی جگہ جہاں پر مکمل خاموشی ہو، آنکھیں بند کر کے سر جھکائے کم ازکم بارہ منٹ فکرِ مدینہ کرنے کی عادت بنائیں، اور پھر مدنی انعامات کا کارڈ پُر کریں (یہ بھی ایک مدنی انعام ہے)۔

''فکرِ مدینہ'' کرنے میں آسانی کی خاطر اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں،

(1) سابقہ اعمال کے حوالے سے '' فکرِ مدینہ''

کبھی تو اپنے سابقہ اعمال پر نظر دوڑائیں، پھر ان میں سے جو عمل نیک ہو اس کے بارے میں اپنے آپ سے یہ سوالات کریں، ''کیا تو نے یہ عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے

حصول کے لئے کیا تھا یا کسی اور غرض سے؟......اور کیا رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے حصول کی یہ نیت دورانِ عمل اور اس کی تکمیل کے بعد بھی قائم رہی تھی یا نہیں؟......کیا تو نے اس عمل کے کرنے میں تمام تر شرعی تقاضوں کو پورا کیا تھا؟......اور کہیں تُو اس عمل کو اپنا کمال تو نہیں سمجھتا؟ اگر تیرے رب عَزَّوَجَلَّ نے اس عمل کو شرفِ قبولیت نہ بخشا تو تیرا کیا بنے گا؟......

اور جو عمل گناہ پر مشتمل ہو تو اس طرح سے اپنے نفس کو مخاطب کریں، ''اے نفس! تجھ پر افسوس ہے کہ تو یہ جاننے کے باوجود اس گناہ میں ملوث ہو گیا کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے دیکھ رہا ہے''......، ذرا سوچ! اگر تیرا کوئی خادم ہو اور وہ تیرے کسی حکم کی خلاف ورزی کرے تو تُو طیش میں آجائے اور اسے سزا دینے سے دریغ نہ کرے پھر تُو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے قہر وغضب سے کس طرح بچ سکے گا؟......کیا تو اس گناہ کے نتیجے میں ملنے والی سزا برداشت کر سکتا ہے؟ ذرا کبھی جلتی ہوئی موم بتی کی لو پر ہاتھ رکھ کر اپنی حیثیت تو جان......، افسوس! کہ تُو بیماری کے دوران کسی ڈاکٹر یا حکیم کی نقصان دہ قرار دی ہوئی اشیاء سے تو بے حد پرہیز کرتا ہے لیکن اپنی آخرت کو نقصان پہنچانے والے گناہوں سے بچنے کی سوچ بنتی ہی نہیں......، تُو سردی سے بچاؤ کا انتظام اس کے آنے سے پہلے کر لیتا ہے، لیکن افسوس! موت آنے سے پہلے پہلے آخرت کی تیاری میں کیوں مشغول نہیں ہوتا؟......اے کاش! تجھے یہ باتیں سمجھ آجائیں اور تو تائب ہو کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی فرماں برداری والے کاموں میں مصروف ہو جائے۔ ہمت کر! اور اس جسم کو جہنم کا ایندھن بننے سے بچانے کے لئے میرے ساتھ تعاون کر، اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا

فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

(2) اوقاتِ زندگی کے حوالے سے "فکرِ مدینہ"

کبھی اوقاتِ زندگی کے استعمال پر اپنے آپ کا اس طرح محاسبہ کریں، "اے شخص! ذرا سوچ تو نے لمحاتِ زندگی کے انمول ہیروں کو کہاں صرف کیا؟......کیا رب تعالٰی کی اطاعت والے کاموں مثلاً نماز، روزے، تلاوتِ قرآن، ذکرودُرود، کسبِ حلال، صدقِ کلام، حفاظتِ نگاہ، قلتِ کلام، خدمتِ والدین، خیر خواہیٔ مسلمین میں اپنا وقت گزارا... یا... اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کردینے والے کاموں مثلاً نمازوں اور روزوں کو قضا کردینے، داڑھی منڈانے، فلمیں ڈرامے دیکھنے، ماں باپ کا دل دکھانے، گالیاں بکنے، جھوٹ بولنے، چغل خوری اور غیبت کرنے، بدنگاہی کرنے، فحش کلامی کرنے، مسلمان کو بلا اجازتِ شرعی تکلیف دینے، حرام کمانے میں اپنا وقت برباد کر ڈالا؟......

دن بھر کھیلوں میں خاک اڑائی
لاج آئی نہ ذرّوں کی ہنسی سے

اے شخص! تجھے یہ وقت قبر وحشر کے اندوہناک حالات میں سلامتی کے حصول کی کوشش کے لئے دیا گیا تھا، ......لیکن افسوس! تُو نے اپنے اکثر لمحات زندگی کو ضائع کردیا، ...... اگر تُو پوری زندگی بھی اس نقصان پر آنسو بہاتا رہے تو اس کا مداوا نہیں ہوسکتا، ......اور اگر تُو نے اپنے طور طریقے نہ بدلے تو یاد رکھ کہ عنقریب تجھے دی گئی یہ مہلت ختم ہوجائے گی اور تجھے موت کے گھاٹ اترنا پڑے گا، ......اندھیری قبر تیرا ٹھکانہ اور مٹی تیرا بچھونا ہوگی، ......پھر تو وقت کے ان انمول ہیروں کو ضائع کرنے پر پشیمان ہوگا

لیکن اس وقت سوائے پچھتانے کے کچھ حاصل نہ ہوگا،......اے شخص! اپنی بحال سانسوں کو غنیمت جان اور سابقہ خطاؤں پر اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگتے ہوئے سچی توبہ کر لے اور وقت کی قدر پہچانتے ہوئے پھر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے والے کاموں میں مشغول ہو جا۔ اللہ تعالیٰ تیرا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم......''

(3) آنکھوں کے حوالے سے ''فکرِ مدینہ''

اسی طرح کبھی اپنے جسم کے اعضاء مثلاً آنکھوں کا محاسبہ کرتے ہوئے خود سے یوں مخاطب ہو کر فکرِ مدینہ کریں کہ،''اے بندے! تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آنکھوں جیسی نعمت عطا فرمائی جن کی مدد سے تُو جو چاہے دیکھ سکتا ہے،......لیکن ذرا سوچ کہ تو نے انہیں کس طرح استعمال کیا؟......''دُرُست'' مثلاً راستہ طے کرنے، علمِ دین پڑھنے، تلاوتِ قرآن کرنے، کعبۂ مشرفہ، گنبد خضریٰ، مقاماتِ مقدسہ، والدین اور نیک لوگوں کی زیارت کرنے میں ان سے مدد لی.... یا....(معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ) ''غلط'' مثلاً اجنبی عورتوں کو دیکھنے، امردوں (یعنی بے ریش لڑکوں) کو بشہوت دیکھنے، کسی کا کھلا ہو ستر دیکھنے، فلمیں ڈرامے دیکھنے، اخبارات میں چھپنے والی نامحرم عورتوں وغیرہ کی تصاویر دیکھنے، خواتین کی تصاویر پر مشتمل بڑے بڑے اشتہاری بورڈ دیکھنے، کسی کا خط یا تحریر بلا اجازت پڑھنے، کسی کے گھر جھانکنے کے لئے، یا ادھر ادھر فضول دیکھنے میں ان سے مدد لی؟......

افسوس! کہ تجھے تو ان آنکھوں کو پاکیزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا،......تجھے تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ، اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، تابعین، دیگر اکابرین اور جنت کی زیارت کا مشتاق ہونا چاہئیے تھا، اس کے لئے ضروری تھا کہ تیری نگاہیں دنیا میں

کسی حرام وفضول شے پر نہ ٹھہرتیں، لیکن افسوس! یہ پاکیزہ نہ رہ سکیں، ......آج تجھے حرام شے دیکھنے میں بہت لذت محسوس ہوتی ہے لیکن یاد رکھ! نگاہِ حرام سے پر ہونے والی ان آنکھوں میں ایک دن آگ بھری جائے گی، ...... تیری آنکھیں تو اتنی نازک ہیں کہ چھوٹا سا مچھر یا ریت کا کوئی ذرّہ اِن میں جا پڑے تو تکلیف کی شدت تیرے پورے وجود کو تڑپا کر رکھ دیتی ہے، دھوپ سے اچانک کسی بند کمرے میں چلے جانے پر تمہاری دیکھنے کی صلاحیت اتنی کمزور ہو جاتی ہے کہ قریب پڑی شے بھی دکھائی نہیں دیتی، ......

(پھر اس طرح ارادہ کریں) آہ صد آہ! اگر ان آنکھوں کو بروزِ قیامت عذاب دیا گیا تو میرے پورے وجود کو یہ عذاب جھیلنا ہوگا، ......نہیں نہیں! میں ان آنکھوں کو عذاب سے بچانے کی جستجو میں لگ جاؤں گا، انہیں حرام تو حرام، مباح شے کو دیکھنے سے بچاؤں گا کہ کہیں حرام میں نہ جا پڑیں، میں آج کے بعد آنکھوں کا مضبوط قفلِ مدینہ لگاؤں گا۔ ان شاءاللہ عزوجل'

(4) زبان کے حوالے سے ''فکرِ مدینہ''

اپنی زبان کے بارے میں اس طرح فکرِ مدینہ کریں کہ ''اے شخص! تجھے اللہ تعالیٰ نے زبان جیسی نعمت عطا فرمائی جس کے سبب تو کلام کرنے پر قادر ہوا، ......لیکن ذرا سوچ! کہ اب تک تم نے اس زبان کا کیا استعمال کیا؟ ...... کیا اسے غیبت کرنے، چغلی کھانے، گالی دینے، فحش کلامی کرنے، (معاذ اللہ عزوجل) کفر بکنے، جھوٹ بولنے، کسی پر لعنت کرنے، کسی کو برائی کی ترغیب دینے، اپنے ماں باپ کو ستانے، مسلمانوں کی دل آزاری کرنے، ناجائز غصے کا اظہار کرنے، دو مسلمانوں کو آپس میں لڑوانے، جھوٹے وعدے کرنے، کسی کا نام بگاڑنے، بدگمانی پر مشتمل الفاظ بولنے، تہمت لگانے، کسی پر

احسان کرنے کے بعد اسے جتانے ، ناشکری کے کلمات بولنے، فضول سوالات کرنے ، کسی مسلمان کے عیوب اچھالنے میں استعمال کیا .... یا.... پھر یہ تلاوت کرنے ، ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ کرنے ، درودِ پاک پڑھنے ،نعت شریف پڑھنے ،رب تعالیٰ کا شکر کرنے ،علمِ دین سکھانے ،نیکی کی دعوت دینے ،کسی کے عیب چھپانے ،دومسلمانوں کے درمیان صلح کروانے ،کسی کی غم خواری کرنے ،کسی کو غیبت کرنے سے روکنے، سچ بولنے میں مشغول رہی؟......

اے بندے یادرکھ! اگرتم نے اس زبان کے غلط وفضول استعمال پر قابو نہ پایا توجب کل بروزِ قیامت تجھے کہا جائے گا کہ اپنے نامۂ اعمال کو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تمام مخلوق کے سامنے پڑھ کر سناؤ، ...... تو حشر کی خوفناک فضاء میں مغلظات وفضولیات سے بھرپور نامۂ اعمال کو ایسی حالت میں پڑھنا کہ پیاس کی شدت سے دم نکلا جارہا ہو، بھوک سے کمر ٹوٹ رہی ہو، اور تیرے متعلقین بھی اسے سن رہے ہوں ، یقیناً مشکل ترین امر ہے، ......اس لئے سابقہ خطاؤں پر توبہ کرلے اور آئندہ کے لئے زبان کو غلط استعمال سے بچانے کے لئے زبان کا قفلِ مدینہ لگالے ۔اللہ تعالیٰ تیرا حامی وناصر ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ......''

(5) کانوں کے حوالے سے ''فکرِ مدینہ''

اپنے کان (یعنی سماعت) کا محاسبہ کرتے ہوئے اس طرح فکرِ مدینہ کیجئے کہ ''اللہ تعالیٰ نے تجھے سماعت کی دولت عطا فرمائی، ان کانوں کی برکت سے تو اپنے تمام معاملات کس قدر آسانی سے سرانجام دیتا ہے، ......غور کر! تو نے اس نعمت کو کن کاموں میں مصروف رکھا ؟......تلاوت ونعت وبیان سننے،علمِ دین سیکھنے اور نیکی کی دعوت سننے

میں؟.....یا.....کسی کی غیبت سننے،کسی کی گفتگو چھپ کر سننے،چغلی سننے،فحش بات چیت سننےاور گانے سننے میں؟......

اے بندے!اگران کانوں کا غلط استعمال جاری رہا تو عنقریب تجھے اس کا حساب دینا ہوگا پھر تیرا کوئی عذر نہیں چل سکے گا،......کیا تو نے نہیں سنا کہ جو کان حرام سننے میں مشغول رہے، قیامت کے دن ان میں پگھلا ہوا سیسہ بھرا جائے گا (الامان والحفیظ)،......ذرا سوچ!اگر تجھے اس عذاب میں مبتلاء کردیا گیا تو کیا تُو اس کی تاب لاسکے گا ؟ ......تیرے کان تو اتنے نازک ہیں کہ اچانک بلند ہونے والی آواز کو برداشت نہیں کر پاتے،اوراگران میں معمولی سازخم ہوجائے یا یہ متورِّم ہوجائیں تو تجھے ساری ساری رات نیند نہیں آتی،......اس لئے سمجھ داری کا ثبوت دے اور سابقہ خطاؤں پر توبہ کرکے آئندہ کے لئے انہیں غلط استعمال سے بچانے کے لئے قفلِ مدینہ لگالے۔ اللہ تعالیٰ تیرا حامی وناصر ہو۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ......''

(6) ہاتھ پاؤں کے حوالے سے ''فکرِ مدینہ''

اپنے ہاتھ پاؤں کا اس طرح سے محاسبہ کریں کہ''اے بندے!رب العالمین جل جلالہ نے تجھے ہاتھ اور پاؤں کی سلامتی کا تحفہ عطا فرمایا جن کی مدد سے تو اپنے بے شمار معمولاتِ زندگی پورے کرتا ہے،......ذرا غور کر!تو نے آج تک انہیں کن مقاصد میں استعمال کیا؟......کیا تو ان کی مدد سے نامحرم عورتوں کو چھوتا رہا،اُن سے مصافحہ کرتا رہا، امردوں سے بشہوت ہنسی مذاق کرتا رہا،داڑھی مونڈھتا رہا،مسلمانوں پر ظلم ڈھاتا رہا، ان کو قتل تک کردیتا رہا،ایسی جگہوں پر جانے کا شوقین رہا جہاں کثرت سے گناہ ہوتے ہوں،ناچ رنگ کرتا رہا،تاش،شطرنج اور لُوڈُو جیسے کھیل کھیلتا رہا،پتنگ اڑاتا رہا،پتنگ

اور ڈور لوٹتا رہا، چوری کرتا رہا، ڈکیتی مارتا رہا اور رشوت لیتا رہا.... یا پھر.... تم نے قرآن پاک کو چھونے، نماز کی ادائیگی کے لئے جانے، نیک اجتماع میں شرکت کرنے، مدنی قافلہ میں سفر کرنے، تبرکات کو چومنے، نیکی کی دعوت کے لئے جانے، کسی مصیبت زدہ کی مدد کرنے، ماں باپ کے پاؤں وغیرہ دابنے اور حقوق العباد پورے کرنے میں ان سے مدد لی؟......

اے بندے یاد رکھ! قیامت کے دن یہی ہاتھ اور پاؤں، جو آج تیرے بدن کا حصہ ہیں، تیرے خلاف بارگاہِ خداوندی میں گواہی دیں گے کہ ہاں اس شخص نے فلاں فلاں گناہ کا کام کیا تھا؟...... وہ وقت کیسی بے بسی کا ہوگا جب تیرے اعضاء بھی تیرا ساتھ چھوڑ جائیں گے،......ابھی بھی وقت ہے سنبھل جا، توبہ کر لے اور اپنے ہاتھ پاؤں کو غلط کاموں سے بچانے کے لئے ان کو قفلِ مدینہ لگا دے۔ اللہ تعالیٰ تیرا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم......"

(7) اپنے دل کے حوالے سے "فکرِ مدینہ"

کبھی اپنے دل کو فکرِ مدینہ کا محور بنائیں اور خود سے یوں مخاطب ہوں، "اے شخص! تیرے دل کو پورے جسم کا بادشاہ بنایا گیا اور تجھے اس پر محاسب مقرر کیا گیا، یہ تو وہ شے ہے کہ اگر یہ درست رہے تو پورا جسم درست رہے گا اور اگر یہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے،......پس تُو دیکھ کہ کس طرح کے اوصاف نے تیرے دل میں بسیرا کر رکھا ہے،"

اچھے اوصاف نے" مثلاً گناہ پر نادم ہونا، مصیبت پر صبر کرنا، قضاءِ الٰہی پر راضی رہنا، نعمت کا شکر کرنا، خلوص، حسنِ ظن، مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ، اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر کیا جانے والا غصہ، نیکیوں کی حرص، توکل، تفویض، حسنِ نیت، حیاء،

عاجزی، حلم، عفوودرگزر، اللہ تعالیٰ کا خوف، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تعظیمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ...... یا ......

''بُرے اوصاف نے'' مثلاً تکبر، حسد، ریاء، بغض، کینہ، غرور، شماتت، بدگمانی، اپنی ذات کے لئے غصہ کرنا، گناہوں کی حرص، نامحرم عورتوں کی محبت، حبِ جاہ، مال کی محبت، بخل، مکر، خیانت، خود پسندی، غفلت، بے حیائی وغیرہ......

اے بندے غور کر! تو اپنے اس جسم کو جسے مخلوق دیکھتی ہے کس طرح بنا سنوار کر رکھتا ہے، اور یہ دل جو رب تعالیٰ کی نظرِ رحمت کا مقام ہے، اس کی صفائی کی تجھے کوئی فکر نہیں ......تو کب تک اپنے دل کو یونہی نجاستوں سے آلودہ رکھے گا؟......کب تُو اسے پاک کر کے اس آئینہ کی مثل بنائے گا جس میں نورِ الٰہی عزوجل کا جلوہ نظر آتا ہو؟......یاد رکھ! تیرے بدن کی اصلاح کے لئے دل کی اصلاح بہت ضروری ہے،......اگر تُو اپنے دل کی طرف سے یونہی شکارِ غفلت رہا تو تیرے اعضاء اسی طرح گناہوں میں مشغول رہیں گے اور اس کا وبال تیرے سر پڑے گا،......اس لئے ابھی سے اصلاحِ دل کی کوشش میں مصروف ہو جا، اللہ تعالیٰ تیرا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ ہمیں کردے عطا قفلِ مدینہ

اللہ عزوجل ہمیں کردے عطا قفل مدینہ
ہر ایک مسلماں لے لگا قفل مدینہ

یارب نہ ضرورت کے سواء کچھ کبھی بولوں!
اللہ عزوجل زباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ

ہر لفظ کا کس طرح حساب آہ! میں دوں گا
اللہ عَزَّوَجَلَّ زباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ

آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیا سے جھکی رہتی تھیں نگاہیں
آنکھوں پہ لگا مِرے بھائی قفلِ مدینہ

گر دیکھے گا فلمیں تو قیامت میں پھنسے گا
آنکھوں پہ مِرے بھائی لگا قفلِ مدینہ

نہ وسوسے آئیں نہ مجھے گندے خیالات
دے ذہن کا اور دل کا خدا عَزَّوَجَلَّ قفلِ مدینہ

رفتار کا گفتار کا کردار کا دے دے
ہر عضو کا دے مجھ کو خدا عَزَّوَجَلَّ قفلِ مدینہ

دوزخ کی کہاں تاب ہے کمزور بدن میں
ہر عضو کا عطارؔ لگا قفلِ مدینہ

﴿ارمغانِ مدینہ از امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی﴾

(8) حقوق العباد کے حوالے سے ”فکرِ مدینہ“

کبھی اس طرح اپنا محاسبہ کیجئے کہ” میری ذات سے کتنے ہی لوگوں کے شرعی حقوق وابستہ ہیں؟......مثلاً ماں باپ، بچوں، بیوی، قرابت داروں، پڑوسیوں، عام مسلمانوں، مرشد، استاذ، شاگرد، اور ماتحت لوگوں کے حقوق......لیکن افسوس! میں ان کے حقوق کماحقہ ادا کرنے میں ناکام رہا، میں سعادت مند بیٹا، شفیق باپ، مثالی شوہر، بے ضرر پڑوسی، مریدِ صادق، کامیاب استاذ، مثالی طالب العلم اور بہترین نگران بننے

میں کامیاب نہ ہوسکا۔

ان کے حقوق پورے کرنا تو ایک طرف رہا، میں نے تو ان میں سے کسی کو گالی بھی دی، کسی پر تہمت لگائی، کسی کی غیبت کی، کسی کا مال ناحق کھایا، کسی کا خون بہایا، کسی کو بلا اجازتِ شرعی تکلیف دی، کسی کو مارا پیٹا، کسی کا قرض دبالیا، کسی کی چیز عاریتاً لے کر واپس نہ کی، کسی کا نام بگاڑا، کسی کی چیز بلا اجازت باوجود اسے ناگوار گزرنے کے استعمال کی، کسی کی ریڑھی وغیرہ سے بلا اجازت پھل اٹھا کر کھائے، کسی ماتحت کی حق تلفی کی اور باوجودِ قدرت اس کی پریشانی کا کوئی حل نہ نکالا وغیرہ وغیرہ……

آہ صد آہ! میں نے جن لوگوں کے حقوق تلف کئے.. یا..ان پر ظلم کیا، اگر قیامت کے دن ان سب نے میرے خلاف بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں دعویٰ کرڈالا تو مجھے ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے انہیں اپنی نیکیاں دینا پڑیں گی اور جب نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو ان کے گناہ میری گردن پر ڈال دیئے جائیں گے۔ ہائے افسوس! میرے پاس تو پہلے ہی نیکیوں کا فُقدان ہے اتنے سارے لوگوں کے حقوق کے بدلے میں دینے کے لئے نیکیاں کہاں سے لاؤں گا اور ان سب کے گناہوں کا بوجھ میں کس طرح سہہ پاؤں گا، آہ! میرا کیا بنے گا؟……نہیں نہیں میں جلد از جلد اپنے بچنے کی کوئی صورت نکالوں گا، جس کے لئے میں ان سب سے اپنے حقوق معاف کردینے کی درخواست کروں گا، ان پر کئے گئے ظلم کا ازالہ کروں گا، کسی نہ کسی طرح ان سب کو راضی کرلوں گا تاکہ میدانِ محشر کے کرب ناک ماحول میں مجھے ان کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ ان شاءاللہ عَزَّوَجَلَّ

(9) علم کے حوالے سے ”فکرِ مدینہ“

کبھی علم کے حوالے سے فکرِ مدینہ کریں کہ، ”اے بندے! آج تُو دُنیاوی علوم

کی محبت میں مرا جارہا ہے، اِن کے حصول کے لئے اپنا وقت، دولت اور اپنی ساری صلاحیتیں صرف کرڈالتا ہے یہاں تک کہ اپنا گھربار چھوڑ کر دوسرے شہر بلکہ دوسرے ملک کا رخ کرنے کو بھی جانے کو تیار ہوجاتا ہے،......اور جب امتحان کا وقت قریب آتا ہے تو اپنے ہر طرح کے ''غیر نصابی مشاغل (Non Educational Hobies)'' مثلاً کھیل کود، دوستوں سے گپ شپ کرنے ،تفریحی مقامات کی سیر وغیرہ کو خیرآباد کہہ کر فقط پڑھائی میں مشغول ہوجاتا ہے اور ضرورت پڑنے پر رات بھر جاگ کر پڑھنے سے بھی گریز نہیں کرتا بلکہ اس کی لئے اینٹی سلیپنگ (Anti Sleeping) گولیاں کھانے پر بھی آمادہ ہوجاتا ہے،اور اتنا کچھ کرنے کے باوجود اگر امتحان میں فیل (Fail) ہوجائے تو ہمت ہارے بغیر ضمنی امتحان (Suppliment Examination) کی تیاری میں لگ جاتا ہے،......

لیکن ذرا سوچ تو سہی ! اس تھکا دینے والی بھاگ دوڑ میں تو کس لئے حصہ لے رہا ہے؟......محض اس لئے کہ اس جدوجہد کے صلے میں تجھے مختلف ڈگریوں مثلاً Engineering,Doctoriate,M.A,B.A وغیرہ سے نواز دیا جائے گا،جن کی بناء پر تُو لوگوں پر اپنے اعلیٰ تعلیم یافتہ (High Educated) ہونے کا رعب جھاڑ سکے یا اس کے ذریعے کوئی ملازمت (جس کا ملنا بھی یقینی نہیں) حاصل کر سکے؟......لیکن تیرے اس علم کا فائدہ محض اس دنیا تک محدود رہے گا ، اس علم کی بنیاد پر تجھے آخرت میں کوئی فضیلت حاصل نہ ہوسکے گی ،......یادرکھ! آخرت میں فضیلت اُسی علمِ دین کی بناء پر حاصل ہوگی جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''**طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ** (Search Of Knowldge Is The Duty Of Every Muslim) یعنی: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

اے نفس! تو میری اِن باتوں کا برا ماننے بغیرغور کر کہ دنیاوی علوم میں تو تُو کمال کی بلندیوں کو چُھو لینا چاہتا ہے، لیکن علمِ دین کے بارے میں تیری دل چسپی نہ ہونے کے برابر ہے،...... چاہے تُو دنیاوی علوم بھی حاصل کرمیں تجھے منع نہیں کروں گا لیکن ذرا سوچ کیا یہ ون وے ٹریفک (One Way Traffice) تجھے سفرِ آخرت طے کرنے میں کامیابی دلاسکتی ہے؟...... اگر نہیں تو پھر کیوں جانتے بُوجھتے ہوئے بھی انجان بنا بیٹھا ہے؟ ...... دینی احکام پر عمل پیرا ہونے کے لئے اس کے کم از کم اتنے احکام تو سیکھ لے جن کا سیکھنا تجھ پر فرض ہے، مثلاً عقائدِ اسلام، عبادات یعنی نماز وروزے وغیرہ کے مسائل ،معاملات یعنی خرید وفروخت کرنے ،کرایہ پر اشیاء کا لین دین کرنے ، (شادی کرنے کی صورت میں) نکاح وطلاق ،حقوق العباد وغیرہ کے مسائل اوراس کے ساتھ ساتھ گناہوں کی پہچان کا علم کہ کون سے افعال وکیفیات گناہ میں شمار ہوتی ہیں اور کونسی نہیں؟......

اے بندے! اگر تو نے ان نصیحتوں پر عمل نہ کیا اور یونہی اپنی مرضی سے زندگی گزارتے ہوئے موت کے منہ میں چلا گیا تو تجھے مرنے کے بعد بڑی حسرت ہوگی ، لیکن اس وقت یہ تیرے کچھ کام نہ آئے گی ،لہذا! اپنے طرزِ زندگی (Life Style) پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے کچھ کوشش آخرت کے لئے بھی کر اور اپنا وقت علمِ دین سیکھنے میں بھی صرف کر، اللہ تعالیٰ تیرا حامی وناصر ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ ''

(10) ملازمت کے حوالے سے '' فکرِ مدینہ''

کبھی ملازمت کے حوالے سے اس طرح فکرِ مدینہ کریں، ''اے شخص! تُو نے اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے لئے کسی کی نوکری اختیار کر لی اور اپنے سیٹھ یا افسر کی ہدایات پر عمل کرنے میں کس قدر مستعد رہتا ہے اور غلطیوں کے ارتکاب، جائے

ملازمت پر پہنچنے میں تاخیر اور غیر حاضری سے محفوظ رہنے کے لئے حتی المقدور کوشش کرتا ہے کہ کہیں میرا سیٹھ مجھ سے ناراض ہو کر ڈانٹ نہ پلا دے، کہیں مجھے نوکری سے نہ نکال دے، کہیں میری تنخواہ میں سے کٹوتی نہ کرلے؟......ڈیوٹی کے دوران بھی تجھے اس کے موڈ کی فکر رہتی ہے کہ کسی وجہ سے بگڑ نہ جائے ،......اگر باوجود احتیاط کے تجھ سے کوئی غلطی ہو بھی جائے تو اسے سیٹھ سے چھپانے کی کوشش کرتا ہے پھر بھی اگر اسے پتہ چل جائے تو اپنے بچاؤ کے لئے ہر حربہ آزماتا ہے لیکن جب اُس کی گرفت سے بچ نکلنے کی کوئی راہ نظر نہ آئے تو ہتھیار ڈال کر معافی مانگ کر اپنی جان اس سے چُھڑاتا ہے،......

اے شخص! ذرا سوچ! تُو چند روپے ہتھیلی پر رکھ دینے والے سیٹھ سے وفاداری کا دم تو بھرتا ہے اور اس کا عملی ثبوت فراہم کرنے کے لئے بھی تیار رہتا ہے، لیکن اپنے مالکِ حقیقی (عَزَّوَجَلَّ) سے تیری وفاداری کیا ہوئی ؟......اس نے تجھے کروڑوں نعمتوں سے نوازا مثلاً تجھے پیدا کیا،...... تجھے زندگی باقی رکھنے کے لئے سانسیں عطا فرمائیں،...... چلنے کے لئے تجھے پاؤں دیئے......، چھونے کے لئے ہاتھ دیئے......، دیکھنے کے لئے آنکھیں عطا فرمائیں...... ، سننے کے لئے کان دیئے......، سونگھنے کے لئے ناک دی......، تجھے بولنے کے لئے زبان عطا کی اور کروڑہا ایسی نعمتیں جن پر تُو نے آج تک غور نہیں کیا ہوگا،......لیکن اس کے بعد بھی تجھ سے کچھ طلب نہیں کیا کیونکہ وہ تجھ سے بے نیاز ہے،......لیکن تیری بھلائی کے لئے، تجھے ہی جنت کی ابدی وسرمدی نعمتوں کے درمیان پہنچانے کے لئے تیرے ذمے کچھ کام لگائے کہ ''اے میرے بندے! چاہے تُو سارا دن اپنے کام میں مشغول رہ لیکن پانچ وقت میری بارگاہ میں مجھ سے ملاقات کے لئے حاضر ہو جا اور نماز پڑھ،......چاہے تُو سارا سال ہر وقت میری نعمتیں کھا لیکن

رمضان کے تیس دن سحری تا افطاری میری رضاء کے لئے ان سے ہاتھ روک لے اور روزہ رکھ، ......چاہے تُو جتنا چاہے مال کما اور خرچ کر لیکن مخصوص مقدارِ مال پر سال گزرنے پر میرے غریب بندوں کو بھی ان کا حصہ دے اور زکوۃ ادا کر، ......چاہے تُو دنیا میں جہاں چاہے بسیرا کر لیکن جب تیرے پاس میرے گھر کعبۂ مشرفہ کی زیارت کے لئے سفر کرنے کے اسباب مہیا ہو جائیں تو پوری زندگی میں صرف ایک بار عظمتِ کعبۂ کو سلام کرنے کے لئے حاضر ہو جا اور حج کر، ......اے میرے بندے! میری دی ہوئی نعمتوں کا جو چاہے استعمال کر لیکن انہیں میری نافرمانی میں استعمال نہ کرنا کہ میں نے نافرمانوں کے لئے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے، ......''

اے شخص! یقیناً تجھے کسی مخلوق سے کہیں زیادہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا چاہیے، اس کی دی ہوئی ذمہ داریوں کو پورا کرنا چاہیے، قصور ہو جائے تو اعتراف کرنے اور معافی مانگنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے کہ ''وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے''، نیکی ہو جانے پر اسی کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے تجھے اس کی توفیق دی، امید ہے کہ آج کے بعد تُو ایسا ہی کرے گا۔ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ''

(11) کاروبار کے حوالے سے ''فکرِ مدینہ''

کبھی اپنے کاروبار کے حوالے سے اس طرح فکرِ مدینہ کریں، ''اے بندے! تو نے اس کاروبار کو اپنایا کہ تیری ضروریات پوری ہو سکیں اور تُو زندگی کی آسائشیں بھی حاصل کر سکے، ...... تیرا یہ مقصد اسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب تو اپنے کاروبار سے خاطر خواہ نفع کمانے میں کامیاب ہو جائے، ......اسی لئے تُو نفع کمانے کے لئے اپنے کاروبار کا ہر پہلو سے خیال رکھتا ہے، اس کا حساب کتاب رکھتا ہے، اس کا روزانہ، ہفتہ

وار، ماہانہ اور سالانہ جائزہ لیتا ہے، لاگت اور آمدنی کا حساب کرکے نفع کی رقم الگ کرلیتا ہے اور اس میں سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم رکھنے کے بعد بقیہ دوبارہ کاروبار میں لگا دیتا ہے، ...... بکری بڑھانے کے لئے مختلف حربے استعمال کرتا ہے مثلاً ڈیکوریشن، گاہکوں سے ڈیل کرنے کے دوران خوش اخلاقی کا پیکر بنے رہنا، کسی گاہک کو بدظن نہ ہونے دینا، وقت پر دکان کھولنا اور بند کرنا، مارکیٹ کے حالات کا جائزہ لیتے رہنا، تجربہ کار لوگوں سے مشاورت کرتے رہنا وغیرہ......

لیکن یاد رکھ! یہ دنیوی کاروبار تو یہیں رہ جائے گا کیونکہ اس کی منزل تو محض دنیاوی ضروریات کو پورا کرنا اور سہولیاتِ زندگی حاصل کرلینا ہے، ...... اس لئے بطورِ مسلمان تجھے اپنی دنیا کی ہی نہیں بلکہ بہتر آخرت کی بھی فکر ہونی چاہئے، ...... اور بہتر آخرت کے لئے ضروری ہے کہ تُو اپنے کاروبارِ آخرت پر اس سے کہیں زیادہ توجہ دے جتنی تو اس دنیاوی کاروبار پر دیتا ہے، ...... لہذا! تجھے چاہیے کہ روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرے، جو عمل نقصانِ آخرت کا سبب بنے اسے چھوڑ دے اور جو عمل آخرت کے لئے نفع بخش ثابت ہو اسے اپنائے رکھے اور مزید بہتر کرے، ...... اس طریقہ کار کو اپنانے سے تُو آخرت میں رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے سبب نفع یعنی جنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ عَزَّوَجَلَّ''

(12) خوف کے حوالے سے ''فکرِ مدینہ''

کبھی اس طرح فکرِ مدینہ کریں، ''اے بندے! آج تجھے طرح طرح کے دنیاوی خوف نے گھیر رکھا ہے مثلاً بھوک کا خوف، غربت کا خوف، بے عزتی کا خوف، قرض خواہوں کا خوف، نوکری سے نکالے جانے کا خوف، کاروباری نقصان کا خوف،

مال چھن جانے کا خوف، بے روزگاری کا خوف، عہدہ چھن جانے کا خوف، پولیس کا خوف، والدین اور استاذ کی ڈانٹ ڈپٹ کا خوف وغیرھم ......اے بندے سوچ تو سہی! جس طرح دنیاوی خوف سے تیرا دل سہار ہتا ہے، کیا کبھی اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی، اس کی پکڑ، اس کی جانب سے دی جانے والی گناہوں کی سزاؤں کا سوچ کر بھی تیرے دل پر گھبراہٹ طاری ہوئی ہے؟......اب تک تُو اپنی زندگی کی کتنی سانسیں لے چکا ہے، بچپن، جوانی، بڑھاپے میں سے تُو اپنی عمر کے کتنے اَدوار گزار چکا ہے؟ کیا کبھی تیرے بدن پر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ڈر سے لرزہ طاری ہوا؟ کیا غمِ دنیا میں بہنے والی تیری اِن آنکھوں سے خشیتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی وجہ سے آنسو نکلے؟ کیا کبھی کسی گناہ کے لئے اٹھے ہوئے تیرے قدم اس کے نتیجے میں ملنے والی سزا کا سوچ کر واپس ہوئے؟ کیا کبھی تُو نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری اور اس کی طرف سے کی جانے والی گرفت کے ڈر سے زندگی کی کوئی رات جاگ کر گزاری؟ کیا کبھی رب تعالیٰ کی ناراضگی کا سوچ کر تجھے گناہوں سے وحشت محسوس ہوئی؟''

اگر جواب ہاں میں ہو تو ذرا سوچئے کہ ''میں نے ان کیفیات کو محسوس بھی کیا تو کیا خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے عملی تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کی یا محض ان کیفیات کے دل پر طاری ہونے پر مطمئن ہو گیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے ہوں اور آنکھ، زبان، کان، ہاتھ، پاؤں، دل کے ذریعے کئے جانے والے مختلف گناہوں سے اپنا نامۂ اعمال بدستور سیاہ کرنے کا عمل جاری رکھا اور نیکیوں سے محرومی کا تسلسل بھی نہ ٹوٹ سکا؟......''

اور اگر جواب نفی میں آئے تو غور کیجئے، ''کہیں ایسا تو نہیں کہ کثرتِ گناہ سے

میرا دل انتہائی سخت ہو چکا ہو جس کی وجہ سے میں ان کیفیات سے اب تک محروم ہوں؟ آہ! سخت دلی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی غفلت کہیں مجھے جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں نہ گرا دے۔''

اس کے بعد اپنے آپ سے یوں عہد کیجئے کہ ''میں آج کے بعد اپنے دل میں خوفِ خدا عزوجل کی کیفیت بیدار کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا، تاکہ مجھے نیکیاں کرنے میں آسانی اور گناہوں کے ارتکاب میں بے حد دشواری محسوس ہو، میں بھی اپنے اللہ عزوجل کے خوف سے رویا کروں گا تاکہ اس فضیلت کو حاصل کرسکوں کہ رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے تو وہ اس کی بخشش فرما دے گا۔''

(کنز العمال، ج۳،ص ۶۳، رقم الحدیث ۵۹۰۹)

(13) اپنی موت کے حوالے سے ''فکرِ مدینہ''

کبھی اپنی موت کے بارے میں اس طرح فکرِ مدینہ کیجئے، ''اے بندے! آج تُو عیش و عشرت کی زندگی کے مزے لوٹ رہا ہے، لذتِ گناہ نے تجھے اندھا کر دیا اور تو رونقِ دنیا میں مگن ہو کر رہ گیا،...... کیا کبھی سوچا ہے کہ ایک دن تجھے بھی موت آئے گی، وہ موت جو ماں باپ کو بیٹے سے، بیٹے کو والدین سے، بہن کو بھائی سے، بھائی کو بہن سے، بھائی کو بھائی سے، شوہر کو بیوی سے، بیوی کو شوہر سے اور انسان کو اپنے دوستوں سے جدا کر دیتی ہے،...... یہ وہ ہے کہ جب اِس کے آنے کا وقت آجائے تو کوئی خوشی یا غم، کوئی مصروفیت، کسی قسم کے ادھورے کام اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے،...... اور اس کے آنے کا وقت بھی تجھے معلوم نہیں،...... یہ کسی خاص عمر کی بھی پابند نہیں، بچہ ہو یا بوڑھا، جوان ہو یا اُدھیڑ عمر یہ بلا امتیاز سب کو زندگی کی رونقوں کے بیچ سے اٹھا کر قبر کے

گڑھے میں پہنچا دیتی ہے،...... یہ جب آتی ہے تو اس کی سختی ایسی ہے کہ انسان کو ہزار تلواروں کے زخم اس کے مقابلے میں ہلکے محسوس ہوں، زندہ بکری کی کھال کھینچ لی جائے تو اس کی تکلیف اس سے کہیں کم ہوگی جتنی موت کے آنے پر ہوتی ہے، ہاں! جس کے لئے اللہ عزوجل چاہے اس کی موت کو آسان فرما دیتا ہے......اس کے آنے کے طریقے بھی یکساں نہیں ہوتے بلکہ کوئی پانی میں ڈوب کر مرتا ہے تو کوئی آگ میں جل کر، کوئی بستر پر مرتا ہے تو کوئی سفر میں، کوئی ملبے تلے دب کر ہلاک ہوتا ہے تو کوئی بلندی سے گر کر ،کوئی ایکسیڈنٹ میں اپنی جان ہارتا ہے تو کوئی کسی بم دھماکے کا شکار ہوتا ہے، کوئی زہریلی چیز کھا لینے سے مرتا ہے تو کوئی زہریلی شے کے کاٹ لینے پر، کوئی ہارٹ اٹیک کے ذریعے اچانک دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو کوئی کینسر کے جان لیوا مرض کے سبب ایڑیاں رگڑ رگڑ کر، کوئی کسی خونخوار درندے کا نوالہ بنتا ہے تو کوئی کسی قاتل کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترتا ہے ،...... اے بندے سوچ تو سہی ! تیری موت کس طرح آئے گی؟......کیا تو اس کی سختیاں جھیل پائے گا ؟......کیا تو اپنے پیاروں سے جدائی کے صدمات کو برداشت کر پائے گا؟......غنیمت جان کہ ابھی تک تجھ پر یہ وقت نہیں آیا، لہٰذا اپنی موت کے لئے تیاری کر لے، آج گناہوں سے پرہیز کر کے اپنی نیکیوں میں اضافہ کر لے، اور اپنے رب عزوجل سے زندگی میں اور موت کے وقت عافیت کا طلب گار بن جا، شاید کہ تجھ پر موت کی سختیاں کچھ آسان ہو جائیں ۔ اللہ تعالیٰ تیرا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم"

(14) جنت ودوزخ کا تصور باندھ کر "فکرِ مدینہ"

کبھی اپنے نفس کو مخاطب کر کے اس طرح فکرِ مدینہ کیجئے، "اے نفس! ذرا سوچ

کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جنت کی کیسی کیسی اعلیٰ نعمتیں تخلیق فرمائیں کہ ان جیسی کوئی شے نہ کبھی تو نے دیکھی ، نہ سنی ، اور نہ ہی تیرے دل میں اس کا خیال آیا ،......اگر رحمتِ باری عزوجل اور شفاعتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل تو جنت میں پہنچ گیا تو تُو ہمیشہ تندرست رہے گا کبھی بیمار نہ پڑے گا ،...... تیری عمر تیس برس کے لگ بھگ ہوگی ،تُو ہمیشہ جوان رہے گا کبھی بوڑھا نہ ہوگا ،...... ہمیشہ خوش رہے گا کبھی غمگین نہ ہوگا ،...... ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی نہیں مرے گا ،......تُو کھانے پینے کے باوجود نہ تو تھوکے گا نہ پیشاب وغیرہ کرے گا بلکہ ایک خوشبودار پسینے اور ڈکار کے ذریعے تیرا سارا کھانا ہضم ہوجائے گا ،......اگر تُو کسی جنتی پرندے کو اڑتا دیکھ کر دل میں تمنا کرے گا کہ کاش! یہ پرندہ مجھے بھُنا ہوا مل جائے تو وہ پرندہ تیرے سامنے آن گرے گا اور بغیر دھوئیں کے بھُنا ہوا ہوگا ،تُو اس میں سے جتنا چاہے گا کھائے گا ، تیرے فارغ ہونے کے بعد وہ پرندہ اپنی اصلی شکل میں واپس آئے گا اور اڑتا ہوا روانہ ہوجائے گا ،......تُو جن محلات میں رہے گا وہ ایسے صاف شفاف ہیں کہ اندر کا حصہ باہر سے دکھائی دیتا ہے ،......وہاں تجھے سونے کی حاجت بھی محسوس نہیں ہوگی ،...... تجھے کم ازکم اسّی ہزار خادم ملیں گے اور اسّی جنتی حُوریں ملیں گی ،......جن میں سے ہر ایک ایسی ہے کہ اُس کے چہرے کی چمک سے زمین وآسمان روشن ہوجائیں ، اُس کا تھوک اگر سات سمندروں میں ڈال دیا جائے تو اُن کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہوجائے ،...... اُس کی مسکراہٹ سے جنت میں نور پھیل جائے ، ......اُس کا دوپٹا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ،......اگر وہ اپنی ہتھیلی زمین وآسمان کے درمیان نکالے تو اس کے حسن کی وجہ سے لوگ فتنے میں مبتلاء ہوجائیں ،......پھر جنتی دریاؤں سے نکلنے والی پانی ، دودھ ، شہد اور پاکیزہ شراب کی نہریں تیرے محل کے اندر سے ہوکر گزریں

گی ،......جب تجھے پانی وغیرہ پینے کی خواہش ہوگی تو پیالا خود بخود تیرے ہاتھ میں آجائے گا جس میں تیری خواہش کے مطابق مشروب ہوگا ،......وہاں تُو جو کھانا کھائے گا اس کے ہر لقمے میں ستّر الگ الگ قسم کے مزے ہوں گے ،......سب سے بڑھ کر نعمت یہ ملے گی کہ تجھے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

لیکن اس کے برعکس اگر تجھے (معاذ اللہ عزوجل) اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں پھینک دیا گیا تو یاد رکھ! یہ وہ جگہ ہے جس کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گُنا تیز ہے ،......اگر جہنم کو سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو تمام اہلِ زمین اس کی گرمی سے مر جائیں ،......اگر جہنمیوں کو باندھنے والی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے کسی پہاڑ پر رکھ دی جائے تو وہ زمین میں دھنس جائے ،...... جہاں اونٹ کے برابر سانپ ہیں ،ان میں سے اگر کوئی سانپ کسی کو کاٹ لے تو چالیس سال تک اس کا درد محسوس ہوتا رہے گا ، ......اس میں خچر کے برابر بچھو ہیں جو ایک مرتبہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک تکلیف محسوس ہوتی رہے ،......اس کا ہلکا ترین عذاب یہ ہے کہ انسان کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی ،جس سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھولنے لگے گا۔(الامان والحفیظ)

اے نفس! اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے کہ تُو اپنے مالک عزوجل اور اس کے پیارے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت میں زندگی گزار کر جنت میں جانا چاہتا ہے ..یا.. (معاذ اللہ) گناہوں بھری زندگی بسر کر کے جہنم کی گہرائیوں میں گرنا چاہتا ہے ،......تُو یقیناً جنت میں جانے کا خواہش مند ہوگا ،لیکن اس کے لئے تجھے اپنی خواہشات کی قربانی دیتے ہوئے نیکیوں کو اپنانا ہوگا اور گناہوں سے جان چھڑانی ہوگی ،......چل جلدی کر! اور آخرت میں کامیابی کے حصول کے لئے کمر بستہ ہوجا۔"

﴿15﴾ روزمرہ کے معمولات کے حوالے سے ”فکرِ مدینہ“

کبھی تو اس طرح اپنے روزمرہ کے معمولات کا محاسبہ کیجئے کہ ”کل صبح سے لے کر اب تک میں کتنا وقت گزار چکا ہوں؟......جس انداز سے میں نے یہ وقت گزارا، کیا یہ انداز ایک مسلمان کو زیب دیتا ہے؟......افسوس! اپنی عادت کے مطابق میں نے جگائے جانے کے باوجود سستی کرتے ہوئے فجر کی جماعت چھوڑ دی اور گھر میں پڑھ لی،......پھر اپنی دکان پر جانے کے لئے تیار ہوتے ہوئے داڑھی شریف جو کہ عظیم سنت ہے، کو مونڈھ کر (معاذ اللہ) گندی نالی تک میں بہا دینے سے دریغ نہیں کیا......، پھر کپڑے وغیرہ تبدیل کرنے کے دوران اپنے پسندیدہ گانے سننے کا بھی سلسلہ رہا......، بھابھی سے چھیڑ چھاڑ بھی جاری رہی......، ناشتہ پسند نہ آنے پر والدہ سے بدتمیزی کر کے ان کا دل بھی تو دُکھایا تھا......، ابا جان نے ایسا کرنے سے منع کیا تو انہیں بھی آڑے ہاتھوں لیا تھا،......، خلافِ سنت لباس پہن کر جب گھر سے روانہ ہوا تو چلتے چلتے اپنے پڑوسیوں کے دروازے سے دانستہ طور پر اندر جھانکا بھی تھا......، بس میں ایک مسافر سے خوامخواہ الجھ کر دو چار گالیاں بھی تو بکی تھیں......، اور بس کی کھڑکی سے فٹ پاتھ پر چلنے والی بے پردہ خواتین کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھا بھی تو تھا......، پھر دکان پر آنے والے گاہکوں میں سے کسی کے ساتھ جھوٹ بولا، کسی کے سامنے جھوٹی قسم تک اٹھائی، کسی کو عیب دار مال بغیر عیب بتائے بھی تو بیچ ڈالا تھا،......سارا دن دکان پر اتنا ”مصروف“ رہا کہ ظہر و عصر و مغرب کی نماز کی ادائیگی کا ”وقت“ ہی نہ ملا،......پھر گھر لوٹنے کے لئے دوسروں کو دھکے دیتے ہوئے بس میں سوار ہو گیا تھا،...... گھر پہنچ کر میں ”شدید تھکاوٹ“ کی بناء پر عشاء کی نماز نہ پڑھ سکا،......اور رات کا کھانا کھانے کے بعد

''فریش(Fresh)'' ہونے کے لئے گلی میں آوارہ دوستوں کی محفل میں جا بیٹھا،......فحش کلامی، گالی گلوچ، تاش، رات گئے تک گلی ہی میں کرکٹ وغیرہ کھیلنا اور اودھم مچا کر محلّہ داروں کی ناک میں دم کرنا ہم تمام دوستوں کا ''محبوب مشغلہ'' تھا، جس کی بناء پر سارے محلے والے ہمارے ''معترف'' تھے،......جب رات گئے گھر لوٹا تو سب گھر والے سو چکے تھے، لہذا میں نے ''ذہنی سکون'' کے لئے کمپیوٹر پر انٹرنیٹ آن کیا اور ایک ویب سائٹ کھولی جس میں سیکس اپیل(Sex Apeal) مناظر کی کثرت تھی......، یہاں تک کہ نیند کے مارے میری آنکھیں بوجھل ہونے لگیں، میں نے کمپیوٹر بند کیا اور سونے کے لئے بستر پر چلا گیا......، یوں میں نے کل کا سارا وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزار دیا......۔

اس مقام پر پہنچ کر آنکھیں کھول کر اپنے آپ سے یوں مخاطب ہوں کہ ''اے نادان! تو کب تک اسی منحوس طرزِ زندگی کو اپنائے رکھے گا؟......کیا روزانہ یونہی تیرے نامۂ اعمال میں گناہوں کی تعداد بڑھتی رہے گی؟......کیا تجھے نیکیوں کی بالکل حاجت نہیں؟......کیا تجھ میں دوزخ کے عذابات برداشت کرنے کی ہمت وطاقت ہے؟...... کیا تو جنت سے محرومی کا دکھ برداشت کر پائے گا؟...... یاد رکھ اگر اب بھی تو خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوا تو موت کے جھٹکے بالآخر تجھے جھنجھوڑ کر اٹھا دیں گے،......لیکن افسوس! اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوگی، پچھتانے کے سواء کچھ حاصل نہ ہوگا،......اس زندگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے خدائے احکم الحاکمین عزوجل کی اطاعت اور اس کے حبیب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اتباع میں مشغول ہو جا۔ اللہ تعالیٰ تیرا حامی وناصر ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم''

{16} اپنے سفرِ آخرت کے حوالے سے "فکرِ مدینہ"

کبھی اس طرح تصور کیجئے، کہ " میری موت کا وقت آن پہنچا ہے اور مجھ پر غشی طاری ہوچکی ہے،...... میرے اردگرد کھڑے ہونے والے بے بسی کے عالم میں مجھے موت کے منہ میں جاتا ہوا دیکھ رہے ہیں ،......نزع کی سختیاں شروع ہوچکی ہیں،...... زبان خاموش ہوچکی ہے،...... مجھے سخت پیاس محسوس ہورہی ہے،......اسی اثنا میں کوئی مجھے تلقین کرنے (یعنی میرے سامنے کلمہ پاک پڑھنے) لگا،......اس کے بعد کسی نے میرے سرہانے سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت شروع کردی،......سامنے کے مناظر دھندلے ہونے لگے،...... گلے سے خرخراہٹ کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں، بالآخر میری روح نے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا۔

میری موت واقع ہوتے ہی عزیز و اقارب پر گریہ طاری ہوگیا۔ بیوی بچے، بہن بھائی، ماں باپ وغیرہ سبھی کی آنکھوں سے شدتِ غم سے آنسو بہہ رہے ہیں،...... کچھ لوگوں نے آگے بڑھ کر رونے والوں کی غم خواری کی،......ان میں سے کسی نے آگے بڑھ کر میری بے نور آنکھیں بند کردیں اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے اور دونوں جبڑوں کو کپڑے کی پٹی سے باندھ دیا گیا،......پھر میری تدفین کے انتظامات ہونے لگے،......رشتہ داروں اور دوستوں کو میرے مرنے کی خبر بھی دے دی گئی،...... غسل کا انتظام ہونے پر مجھے تختۂ غسل پر لٹا کر غسل دیا گیا اور سفید کفن پہنا کر آخری دیدار کے لئے گھر والوں کے سامنے لٹا دیا گیا،...... میرے چاہنے والوں نے آخری مرتبہ مجھے دیکھا کہ یہ چہرہ اب دنیا میں دوبارہ ہمیں دکھائی نہ دے گا،...... پورے گھر کی فضا پر عجیب سوگواری چھائی ہوئی ہے اور درودیوار سے حسرت ٹپک رہی ہے۔

بالآخر! میرے جنازے کو کندھوں پر اٹھالیا گیا،...... میں نے بڑی حسرت سے اپنے نئے گھر کو دیکھا جسے میں نے بڑے شوق سے بنایا تھا لیکن مجھے اس میں زیادہ عرصہ رہنا نصیب نہ ہوسکا،...... اپنے کمرے کی طرف دیکھا جہاں کا مکین اب کوئی دوسرا ہوگا،...... اپنے استعمال کی چیزوں کی طرف دیکھا جنہیں اب کوئی اور استعمال کرے گا......، اپنے ہاتھوں سے لگائے ہوئے پودوں کی جانب دیکھا جن کی نگہبانی اب کوئی دوسرا کرے گا،......لوگ میرا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھائے جنازہ گاہ کی طرف بڑھنا شروع ہوگئے،...... میں نے انتہائی حسرت کے ساتھ آخری مرتبہ اپنے ماں باپ، بیوی بچوں ، بھائی بہنوں، دیگر رشتہ داروں، دوستوں اور محلے والوں کی طرف دیکھا،......ان راہوں کو دیکھا جن سے کبھی میرا گزر رہتا۔

جنازہ گاہ پہنچ کر میری نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور مجھے طویل عرصے کے لئے کسی تاریک قبر میں تنہا چھوڑ آنے کے لئے میری چارپائی کا رخ قبروں کی جانب کردیا گیا،...... یہ وہی قبرستان ہے کہ جہاں دن کے اجالے میں تنہا آنے کے تصور سے ہی میرا کلیجہ کانپتا تھا،...... یہ وہی قبر ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ جنت کا ایک باغ ہے..یا..دوزخ کا ایک گڑھا،...... یہ تو وہی جگہ ہے کہ جہاں دوخوف ناک شکلوں والے فرشتے سر سے پاؤں تک بال لٹکائے ،آنکھوں سے شعلے نکالتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں مجھ سے تین سوال کریں گے، ''**مَنْ رَّبُّکَ** (تیرا رب کون ہے؟)'' اور ''**مَادِیْنُکَ** (تیرا دین کیا ہے؟)'' اس کے بعد کسی کی نورانی صورت دکھا کر پوچھیں گے، ''**مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُل** (تُو اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟)''۔

آہ! گناہوں کی نحوست کے سبب کہیں میری قبر دوزخ کا گڑھا نہ بنا دی

جائے۔اے کاش! میں نے زندگی میں نیکیاں کمائی ہوتیں،افسوس! میں نے گناہوں سے پرہیز کیا ہوتا،آہ!اب میرا کیا بنے گا۔''

اس کے بعد آنکھیں کھول دیں اور اپنے آپ سے مخاطب ہوکر کہیں کہ''ابھی تو میں زندہ ہوں،ابھی میری سانسیں چل رہی ہیں،......میں ان حسرت آمیز لمحات کے آنے سے پہلے پہلے اپنی قبر کو جنت کا باغ بنانے کی کوشش میں لگ جاؤں گا،......خوب نیکیاں کروں گا،گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کروں گا تاکہ کل مجھے پچھتانا نہ پڑے۔ان شاءاللہ عزّوجلّ''

(17) میدانِ محشر میں اپنی حاضری کے حوالے سے ''فکرِ مدینہ''

کبھی اس طرح تصور کریں کہ ''میں نے قبر میں ایک طویل عرصہ رہنے کے بعد بے شمار مُردوں کی طرح وہاں سے نکل کر بارگاہ الٰہی عزّوجلّ میں حاضری کے لئے میدان محشر کی طرف بڑھنا شروع کر دیا ہے،......سورج ہمارے بہت قریب ہے اور آگ برسا رہا ہے،لیکن اس کی تپش سے بچنے کے لئے کوئی سایہ بھی میسر نہیں،...... ہر ایک کو پسینوں پر پسینے آرہے ہیں جس کی بدبو سے دماغ پھٹا جارہا ہے،......ہر کوئی پیاس سے نڈھال ہے......،ہجوم کی کثرت کی وجہ سے دھکے لگ رہے ہیں،......جبکہ دل زندگی بھر کی جانے والی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا سوچ کر ڈوبا جارہا ہے،......ان کے نتیجے میں ملنے والی جہنم کی ہولناک سزاؤں کے تصور سے کلیجہ کانپ رہا ہے،......میدانِ محشر تو وہ امتحان گاہ ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ انسان اس وقت تک قدم نہ ہٹا سکے گا جب تک ان پانچ سوالات کے جوابات نہ دے لے(۱)تم نے زندگی کیسے بسر کی؟(۲)جوانی کس طرح گزاری؟(۳)مال کہاں سے کمایا؟اور......(۴) کہاں

کہاں خرچ کیا؟ (۵) اپنے علم کے مطابق کہاں تک عمل کیا؟

اب عمر بھر کی کمائی کا حساب دینے کا وقت آن پہنچا لیکن افسوس! میرے پلے سوائے گناہوں کے کچھ نہیں،......شدت کی بے بسی کے عالم میں پچھتاوے کا احساس بھی دامن گیر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے میرے پاس کوئی حسن عمل نہیں،......کیونکہ شریعت نے جو کرنے کا حکم دیا وہ میں نے کیا نہیں مثلاً مجھے روزانہ پانچ وقت مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا حکم ملا لیکن افسوس! میں نیند، مصروفیت، تھکن، دوستوں کی محفل وغیرہ کے سبب ان کو قضاء کر دیتا رہا......، مجھے رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ رکھنے کا کہا گیا لیکن افسوس میں معمولی بیماری اور مختلف حیلوں بہانوں سے روزہ رکھنے کی سعادت سے محروم ہوتا رہا......، مجھے مخصوص شرائط کے پورا ہونے پر زکوۃ و حج کی ادائیگی کا حکم ہوا، لیکن افسوس! میں مال کی محبت کی وجہ سے زکوۃ و حج کی ادائیگی سے کتراتا رہا، ...اور...جس جس گناہ سے بچنے کی تلقین کی گئی تھی، میں انہی گناہوں میں ملوث ہوتا رہا مثلاً مجھے کسی مسلمان کو بلا اجازتِ شرعی تکلیف دینے سے روکا گیا لیکن آہ! میں مسلمانوں پر ظلم ڈھاتا رہا......، والدین کو ستانے سے منع کیا گیا لیکن آہ! میں نے والدین کی نافرمانی کر کے ان کو ستانا اپنی عادت بنا لیا تھا......، کسی نامحرم عورت کو بشہوت یا بلا شہوت دونوں صورتوں میں دیکھنے سے روکا گیا لیکن آہ! میں نے اپنی نگاہوں کی حفاظت نہ کی......، جھوٹ، غیبت چغلی، فحش کلامی اور گالم گلوچ سے اپنی زبان پاک رکھنے کا کہا گیا لیکن آہ! میں اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھ سکا......، مجھے غیبت، فحش کلامی وغیرہ سننے سے روکا گیا لیکن میں اپنی سماعت پاکیزہ نہ رکھ سکا......، دل کو بغض، حسد، تکبر، بدگمانی، شماتت، ناجائز لالچ وغصہ وغیرہ سے خالی رکھنے کا ارشاد ہوا

لیکن آہ! میں اپنے دل کو ان غلاظتوں سے نہ بچا سکا،......

آہ صد آہ! یہ دونوں حکم توڑنے کے بعد میں کس منہ سے اس قہّار وجبّار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر زندگی بھر کے اعمال کا حساب دوں گا؟......اور پھر ایسے حالات میں کہ خود میرے اپنے اعضاء مثلاً ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، زبان وغیرہ میرے خلاف گواہی دینے کے لئے بالکل تیار ہیں،......یہ زمین بھی میرے اعمال کی گواہی دینے کے لئے بے قرار ہے،......دوسری طرف اپنی مختصر سی زندگی میں نیک اعمال اختیار کرنے والوں کو ملنے والے انعامات دیکھ کر اپنے کرتوتوں پر شدید افسوس ہورہا ہے کہ وہ خوش نصیب تو سیدھے ہاتھ میں نامۂ اعمال لے کر شاداں وفرحاں جنت کی طرف بڑھے چلے جارہے ہیں، لیکن نہ جانے میرا کیا بنے گا؟......کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جہنم میں جانے کا حکم سنا کر الٹے ہاتھ میں اعمال نامہ تھما دیا جائے اور سارے عزیز واقارب کی نظروں کے سامنے مجھے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے، ہائے میری ہلاکت! آہ میری رسوائی......(والعیاذ باللہ)

یہاں پہنچ کر اپنی آنکھیں کھول دیجئے اور اپنے آپ سے مخاطب ہوکر یوں کہئے کہ ''گھبراؤ نہیں! ابھی مجھ پر یہ وقت نہیں آیا، ابھی میں زندہ ہوں، یہ زندگی میرے لئے غنیمت ہے، مجھے اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش میں لگ جانا چاہئے، میں اپنے رب تعالیٰ کا اطاعت گزار بندہ بننے کے لئے اس کے احکامات پر ابھی اور اسی وقت عمل شروع کردوں گا تاکہ کل میدانِ محشر میں مجھے پچھتانا نہ پڑے۔ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ''

مدنی ماحول کی افادیت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فکرِ مدینہ کی برکات سے کامل طور پر فیض یاب ہونے

کے لئے ضروری ہے کہ ہم کچھ دیر کے لئے فکر مدینہ میں مشغول ہو جانے کو ہی اپنی منزل تصور نہ کریں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کی بھی کوشش کریں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں بری صحبت سے جان چھڑا کر اچھی صحبت اپنانا ہوگی جس کی برکتوں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے پیارے آقا، مکی مدنی سلطان، رحمت عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''اچھے اور برے مصاحب کی مثال، مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔'' (صحیح المسلم، ص١١١٦، رقم الحدیث ٢٦٢٨)

واقعی! ہر صحبت اپنا اثر رکھتی ہے، مثلاً اگر آپ کی ملاقات کسی ایسے اسلامی بھائی سے ہو جس کی آنکھوں میں اپنے کسی عزیز کی موت کی وجہ سے نمی تیر رہی ہو، اس کے چہرے پر غم کے بادل چھائے ہوئے ہوں اور اس کے لہجے سے اداسی جھلک رہی ہو تو اس کی یہ حالت دیکھ کر کچھ دیر کے لئے آپ بھی غمگین ہو جائیں گے اور اگر آپ کو کسی ایسے اسلامی بھائی کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہو، جس کا چہرہ کسی کامیابی کے وجہ سے خوشی سے دمک رہا ہو، اس کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہو اور اس کی باتوں سے مسرت کا اظہار ہو رہا ہو تو خواہی نخواہی آپ بھی کچھ دیر کے لئے اس کی خوشی میں شریک ہو جائیں گے۔

بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا جو فکرِ آخرت سے یکسر غافل ہوں اور گناہوں کے ارتکاب میں کسی قسم کی جھجھک محسوس نہ کرتے ہوں تو غالب گمان ہے کہ وہ بھی بہت جلد انہی کی مانند ہو جائے گا اور اگر کوئی ایسے لوگوں کی

صحبت اختیار کرے گا جن کے دل فکرِ مدینہ سے معمور ہوں، وہ دن رات اخروی کامیابی کے لئے اپنی اصلاح کی کوشش میں مصروف رہیں، ان کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روئیں تو یقینی طور پر یہی کیفیات اس شخص کے دل میں بھی سرایت کر جائیں گی۔ ان شاء اللہ عزوجل

رہا یہ سوال کہ فی زمانہ ایسی صحبتیں کہاں مل سکتی ہے تو آپ سے گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے آپ ان گزارشات پر عمل فرمایئے،

اپنے شہر میں جمعرات کے دن ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل کریں۔ (اسلامی بہنیں اپنے اپنے شہر میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت فرمائیں۔) جہاں پر ہونے والی تلاوتِ قرآن، اصلاحی بیان، اجتماعی طور پر کی جانے والی فکرِ مدینہ اور ذکرُ اللہ عزوجل اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ کی جانے والی دعائیں، سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جانے والے درود وسلام، پھر سنتیں سیکھنے اور دعائیں یاد کروانے کے حلقے وغیرہ، یہ سب کچھ آپ کے دل ودماغ میں انقلاب برپا کردے گا۔ اس کے علاوہ وہاں پر آپ کو اس گئے گزرے دور میں بھی ہزاروں ایسے اسلامی بھائی ملیں گے جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ ان کی حیاء سے جھکی ہوئی نگاہیں، سنت کے مطابق بدن پر سفید لباس اور سر پر زلفیں نیز گنبدِ خضریٰ کی یاد دلا دینے والا سبز سبز عمامہ، چہرے پر شریعت کے مطابق ایک مٹھی داڑھی، بقدرِ ضرورت گفتگو کا باادب انداز، خوش اخلاقی کا نمایاں وصف اور کردار کی پاکیزگی آپ کو یہ سوچنے پر مجبور کردے گی کہ مجھے سفرِ آخرت کی کامیابی کے لئے ایسا ہی مدنی ماحول

درکار ہے۔قوی گمان ہے کہ ان ہی میں سے کوئی بھی آگے بڑھ کر آپ سے ملاقات کرے،جس کے نتیجے میں آپ دعوتِ اسلامی کے ماحول کی افادیت کے مزید قائل ہوجائیں اور آپ بھی یہ مدنی مقصد لے کر گھر لوٹیں کہ،''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِن شاءَ اللہ عزوجل''

محترم اسلامی بھائیو!جس مدنی مقصد کو آپ نے اجتماع میں شرکت کی برکت سے اپنایا تھا اس مقصد کو پورا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے کہ اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات (جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے)پر عمل کریں اور اس کا کارڈ پر کر کے ہر ماہ کی پہلی جمعرات کو اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے سلسلے میں دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے لئے سفر کرنے والے'' مدنی قافلوں''میں شرکت کرنا بے حد ضروری ہے۔اپنی روزمرہ کی دنیاوی مصروفیات ترک کر کے اپنے گھر والوں اور فکرِ آخرت سے غافل کر دینے والے دوستوں کی صحبت چھوڑ کر جب ہم ان قافلوں میں سفر کریں گے تو ان قافلوں میں سفر کے دوران ہمیں اپنے طرزِ زندگی پر دیانت دارانہ غوروفکر کا موقع میسر آئے گا،اپنی آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کی خواہش دل میں پیدا ہوگی،جس کے نتیجے میں اب تک کئے جانے والے گناہوں کے ارتکاب پر ندامت محسوس ہوگی،ان گناہوں کی ملنے والی سزاؤں کا تصور کر کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں گے،دوسری طرف اپنی ناتوانی و بے کسی کا احساس دامن گیر ہوگا اور اگر دل زندہ ہوا تو خوفِ خدا کے سبب آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک کر رخساروں پر بہنے لگیں گے۔

محترم اسلامی بھائیو!ان قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں فحش کلامی اور

فضول گوئی کی جگہ زبان سے درودِ پاک جاری ہوجائے گا، یہ تلاوت قرآن، حمدِ الٰہی اور نعتِ رسول ﷺ کی عادی بن جائے گی، دنیا کی محبت سے ڈوبا ہوا دل آخرت کی بہتری کے لئے بے چین ہوجائے گا، اغیار کی وضع قطع پر اِترانے والا جسم اپنے پیارے آقا ﷺ کی سنتوں کا آئینہ دار بن جائے گا، غیروں کے طریقوں کو چھوڑ کر اسلافِ کرام رحمہم اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی تڑپ نصیب ہوگی، یورپی ممالک کی رنگینیوں کو دیکھنے کی خواہش دم توڑ دے گی اور مکۃ المکرّمہ ومدینۃ المنورہ کے مقدس سفر کی دیوانگی نصیب ہوگی، وقت کی دولت کو محض دنیا کمانے کے لئے صرف کرنے کی بجائے اپنی آخرت کی بہتری کے لئے خدمتِ دین میں صرف کرنے کا شعور نصیب ہوگا۔ ان شاء اللہ عزوجل

===﴿ایمان کی حفاظت﴾===

شیطٰن لاکھ سستی دلائے ، مگر اس مختصر مضمون کو مکمل پڑھ لیں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کی سب سے قیمتی چیز ایمان ہے۔
اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے، جس کو زندگی میں سلْبِ ایمان کا خوف نہیں ہوتا، نَزْع کے وقت اُس کا ایمان سلْب ہوجانے کا شدید خطرہ ہے۔ (بحوالہ رسالہ "برے خاتمے کے اسباب ص ١٤)

ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ کسی "مرشدِ کامل " سے مُرید ہونا بھی ہے۔

بَیْعَت کا ثُبوت اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشادفرماتا ہے: **یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْۚ** (سورة بنی اسرائیل آیت نمبر ٧١)

(ترجمہ کنزالایمان) ''جس دن ہم ہر جماعت کواس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔'' **نورُالعِرفان فی تفسیرِ القرآن** میں **مفتی احمد یار خان نعیمی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں ''اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہیئے **شَرِیْعَت** میں "**تقلید**" کرکے، اور **طریقت** میں "**بَیْعَت**" کرکے، تاکہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالح امام نہ ہوگا تو اس کا امام شیطٰن ہوگا۔ اس آیت میں (۱) **تقلید** (۲) **بَیْعَت** اور مُریدی سب کا ثبوت ہے۔" (تفسیر نورالعرفان، ص۴۹۷)

آج کے پرفتن دور میں پیری مُریدی کا سلسلہ وسیع تر ضرور ہے، مگر کامل اور ناقص پیر کا امتیاز مشکل ہے۔ یہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا خاص کرم ہے! کہ وہ ہر دور میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح کیلئے اپنے اولیاءِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰه ضرور پیدا فرماتا ہے۔ جو اپنی مومنانہ حکمت و فراست کے ذریعے لوگوں کو یہ ذہن دینے کی کوشش فرماتے ہیں کہ **مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔** (اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ)

مرشِدِ کامل جس کی ایک مثال قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کا مَدَنی ماحول ہمارے سامنے ہے۔ جس کے امیر، بانیِ دعوتِ اسلامی، **امیرِ اَہلسنّت** حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رَضوی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَہ ہیں، جن کی نگاہِ ولایت نے لاکھوں

مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں مَدَنی انقلاب برپا کردیا۔

امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں مُرید کرتے ہیں، اور قادری سلسلے کی تو کیا بات ہے! کہ **حضور غوثِ اعظم** رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں! ''**میرا مُرید چاہے کتنا ہی گناہ گار ہو** (ان شآء اللہ عَزَّوَجَلَّ) **وہ اس وقت تک نہیں مَرے گا، جب تک توبہ نہ کرلے** (اخبار الاخیار)

مَدَنی مشورہ جو کسی کا مُرید نہ ہو اُسکی خدمت میں مَدَنی مشورہ ہے! کہ اس زمانے کے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے عظیم بزرگ شیخ طریقت **امیرِ اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی ذات مبارکہ کو غنیمت جانے اور بلا تاخیر ان کا مُرید ہو جائے۔ یقیناً مُرید ہونے میں نقصان کا کوئی پہلو ہی نہیں، دونوں جہاں میں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ فائدہ ہی فائدہ ہے۔

شیطانی رکاوٹ مگر یہ بات ذہن میں رہے! کہ چونکہ **حضور غوث پاک** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مُرید بننے میں ایمان کے تحفظ، مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق، جہنم سے آزادی اور جنت میں داخلے جیسے عظیم منافع موجود ہیں۔ لہٰذا شیطان آپ کو مُرید بننے سے روکنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔ آپ کے دل میں خیال آئے گا، میں ذرا ماں باپ سے پوچھ لوں، دوستوں کا بھی مشورہ لے لوں، ذرا نماز کا پابند بن جاؤں، ابھی جلدی کیا ہے، ذرا مُرید بننے کے قابل تو ہو جاؤں، پھر مُرید بھی بن جاؤں گا۔ میرے پیارے اسلامی بھائی! کہیں قابل بننے کے انتظار میں موت نہ آ سنبھالے، لہٰذا مُرید بننے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔

شَجَرہِ عطاریہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے ایک بہت ہی پیارا ''شجرہ شریف'' بھی مرتب فرمایا ہے۔ جس میں گناہوں سے بچنے کیلئے، کام اٹک جائے تو اس وقت، اور روزی میں بَرَکت کیلئے کیا کیا پڑھنا چاہیئے، جادو ٹونے سے حفاظت کیلئے کیا کرنا چاہیئے، اسی طرح کے اور بھی بہت سے ''اَوراد'' لکھے ہیں۔ اس شجرے کو صرف وہ ہی پڑھ سکتے ہیں، جو **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے ذریعے قادری رضوی عطاری سلسلے میں مُرید یا طالب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور کو پڑھنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا اپنے گھر کے ایک ایک فرد بلکہ اگر ایک دن کا بچہ بھی ہو تو اسے بھی **سرکار غوثِ اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے سلسلے میں داخل کر کے مُرید کروا کر **قادری رضوی عطاری** بنوادیں۔ بلکہ امّت کی خیر خواہی کے پیش نظر، جہاں آپ خود **امیرِ اھلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ سے مُرید ہونا پسند فرمائیں وہاں انفرادی کوشش کے ذریعے اپنے عزیز واقرباء اور اہل خانہ، دوست احباب و دیگر مسلمانوں کو بھی ترغیب دلا کر مُرید یا طالب کروادیں۔ طالب ہونے کی صورت میں جو انکے پیر صاحب ہیں وہ ہی ان کے پیر صاحب رہیں گے بلکہ ان کے پیر صاحب کے فیض کے ساتھ ساتھ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ **امیرِ اھلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کا فیض بھی ملنا شروع ہوجائے گا۔ اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے دونوں جہاں میں بیڑا پار ہوگا۔

مُرید بننے کا طریقہ بہت سے اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں، اس بات کا اظہار کرتے رہتے ہیں! کہ ہم **امیرِ اھلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ سے مُرید یا طالب ہونا چاہتے ہیں۔ مگر طریقہ کار معلوم نہیں، تو اگر آپ مُرید بننا چاہتے ہیں، تو اپنا اور جن کو **مُرید یا طالب** بنوانا چاہتے ہیں ان کا نام، ایک صفحے پر ترتیب وار بمع ولدیت و عمر لکھ کر **عالمی مرکز فیضان مدینہ محلہ سوداگرن پرانی سبزی منڈی کراچی مکتب نمبر** 6 کے پتے پر روانہ فرمادیں، تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں بھی سلسلہ قادریہ رضویہ عطاریہ میں داخل کرلیا جائے گا۔ اس کے لئے نام لکھنے کا طریقہ بھی سمجھ لیں۔ مثلاً لڑکی ہو تو **میمونہ بنت محمد بلال** عمر تقریباً چار سال اور لڑکا ہو تو **احمد رضا بن محمد بلال** عمر تقریباً چھ سال، اپنا مکمل پتا لکھنا ہرگز نہ بھولیں (پتا انگریزی کے کیپٹل حروف میں لکھیں)

E-mail : attar@dawateislami.net

مسئلہ: اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عورت کے لئے اجازتِ شوہر کی حاجت نہیں (فتاوی رضویہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۴) عورت باری کے دنوں میں بھی مُرید ہوسکتی ہے۔

مسئلہ: اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "بذریعہ قاصد یا بذریعہ خط مُرید ہوسکتا ہے (فتاوی رضویہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۴) معلوم ہوا کہ جب نمائندے یا خط کے ذریعے مُرید ہوسکتا ہے۔ تو ای میل، ٹیلیفون، اور لاؤڈ اسپیکر پر بدرجہ اولیٰ بیعت جائز ہوئی۔ شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند **مصطفےٰ رضا خاں** علیہ الرحمۃ **بھی لوگوں کو اجتماعی طور پر مُرید فرماتے تھے۔**

مزید معلومات کے لئے رسالہ **آداب مرشد کامل** مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے حاصل فرما کر اس کا مطالعہ فرمائیں۔ اس مضمون کے ذریعے اجتماعی یا انفرادی ترغیب بھی دلا سکتے ہیں۔

ماخذ ومراجع

﴿1﴾ القرآن الحکیم مطبوعة دارالعلوم امجدیہ کراچی ......
﴿2﴾ التفسیرالکبیر مطبوعة مکتبہ حقانیہ پشاور ......
﴿3﴾ تفسیر روح المعانی مطبوعة داراحیاء التراث العربی بیروت......
﴿4﴾ تفسیر الدر المنثور مطبوعة داراحیاء التراث العربی ......
﴿5﴾ تفسیر ابن کثیر مطبوعة قدیمی کتب خانہ کراچی......
﴿6﴾ تفسیرقرطبی مطبوعة مکتبہ حقانیہ پشاور ......
﴿7﴾ تفسیرنور العرفان نعیمی کتب خانہ گجرات......
﴿8﴾ صحیح بخاری مطبوعة داراالکتب العلمیة بیروت ......
﴿9﴾ صحیح مسلم مطبوعة داراحیاء التراث العربی بیروت ......
﴿10﴾ جامع ترمذی مطبوعة دارالفکر بیروت......
﴿11﴾ سنن ابی داؤد مطبوعة دارالفکر بیروت......
﴿12﴾ مسند امام احمد مطبوعة دارالکتب العلمیة بیروت......
﴿13﴾ کنزالعمال مطبوعة دارالکتب العلمیة بیروت ......
﴿14﴾ شعب الایمان مطبوعة دارالکتب العلمیة بیروت ......
﴿15﴾ فتح الباری شرح بخاری مطبوعة داراالکتب العلمیة بیروت ......
﴿16﴾ المتجر الرابح مطبوعة دارخضر بیروت ......
﴿17﴾ اسد الغابة مطبوعة داراحیاء التراث العربی بیروت......
﴿18﴾ حلیة الاولیاء مطبوعة داراحیاء التراث العربی بیروت ......
﴿19﴾فتاوٰی رضویہ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی

﴿20﴾ تاریخ الخلفاء مطبوعۃ میر محمد کتب خانہ کراچی......
﴿21﴾ احیاء العلوم مطبوعۃ دار صادر بیروت ......
﴿22﴾ کیمیائے سعادت مطبوعہ انتشارات تہران ......
﴿23﴾ منہاج العابدین مطبوعۃ مکتبۃ ابن القیم دمشق......
﴿24﴾ مکاشفۃ القلوب دارالکتب العلمیۃ بیروت......
﴿25﴾ درۃ الناصحین مطبوعۃ دارالفکر بیروت......
﴿26﴾ تنبیہ الغافلین مطبوعۃ مکتبہ حقانیہ پشاور
﴿27﴾ تنبیہ المغترین مطبوعۃ دار البشائر دمشق شام
﴿28﴾ روض الریاحین مطبوعۃ دالبشائر دمشق شام
﴿29﴾ المنبہات لیوم الاستعداد نورانی کتب خانہ پشاور
﴿30﴾ کتاب التوابین مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت......
﴿31﴾ ذم الہوٰی مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت......
﴿32﴾ تذکرۃ الاولیاء مطبوعہ انشارات تہران ......
﴿33﴾ الرسالۃ القشیریۃ مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت......
﴿34﴾ تذکرۃ المحدثین مطبوعہ فرید بک اسٹال لاھور ......
﴿35﴾ اولیائے رجال الحدیث مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی ......
﴿36﴾ حکایات الصالحین مترجم مطبوعہ ضیاء القرآن لاھور......
﴿37﴾ حیات اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی
﴿38﴾ فیضان رمضان مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی ......
﴿39﴾ "امیر اھل سنت مدظلہ العالی کی احتیاطیں" مطبوعہ مکتبۃ المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن وسُنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہرجُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنَّتوں بھرے اجتِماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے۔ عاشِقانِ رسول کے **مَدَنی قافِلوں** میں بہ نیّتِ ثواب سُنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتِدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جَمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافِلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net